الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

مجموعہ یازدہ رسائل

از تصنیفات و افادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام الکاملین شمس العارفین مصباح المقربین سید السادات

ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح
سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

بسلسلہ مطبوعات کتبخانہ روضتین گلبرگہ شریف
بہ انتظام و توجہ خاص جناب معلی القاب نواب غوث یار جنگ بہادر دام اقبالہم
صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف و میر مجلس کتبخانہ روضتین
و بہ تصحیح و اہتمام
مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ام اے سی آئی
ناظم (وظیفہ یاب) سررشتہ تعمیرات سرکار عالی
در انتظامی پریس کیسری بلڈنگ حیدر آباد دکن طبع شد

أَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

مجموعہ یازدہ رسائل

از تصنیفات و افادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام الکاملین شمس العارفین مصباح المقربین سید السادات
ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح
سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی
قدس اللہ سرہ العزیز

بہ تصحیح و اہتمام

الفقیر المفتقر الی اللہ خاکسار سید عطا حسین عفا اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

در

انتظامی پریس کیسری بلڈنگ حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ اللھم انت اللہ الواحد الاحد الفرد الذی لا الہ انت لا غیرك ولا موجوداً سواك۔ الٰھی انت الذاکر وانت المذکور انت الحامد وانت المحمود۔ انت الطالب وانت المطلوب انت المحب وانت المحبوب۔ انت الناظر وانت المنظور انت الشاھد وانت المشھود۔ یا ھو یا من لا ھو الا ھو یا من لا الہ الا ھو یا ازلی یا ابدی یا دھری یا دیمومی صل وسلم وبارك علی النور الاقدس الاتم الاقدم الذی لولاہ حجابك لاحرقت سبحات وجھك ما انتھی الیہ بصرك من خلقك وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الھادیین المھدیین۔

الٰھی

تو بعلم ازل مرا دیدی و انچنانم بعیب بگزیدی

تو بعلم آن و من بعیب ہماں رو مکن انچہ خود پسندیدی

۲ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ کے چھوٹے

چھوٹے یہ گیارہ رسالے طبع کئے جا کر شائع کئے جاتے ہیں۔ ہر رسالہ علحدہ علحدہ طبع ہوا ہے اور ہر ایک کے صفحوں کا شمار علحدہ علحدہ سر صفحہ پر دیدیا گیا ہے۔ اوس کے علاوہ پورے مجموعہ کے صفحوں کا شمار بھی مسلسل از ابتدا تا آخر صفحوں کے نیچے دیدیا گیا ہے۔ ذیل میں ان رسالوں کی تفصیل دی جاتی ہے اور ہر ایک کے نام کے محاذی اوس کے ابتدا کے صفحہ کا شمار جو صفحہ کے نیچے لکھا ہوا ہے دیدیا گیا ہے۔

ان رسالوں کی کیفیت مختصر طور پر ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

(۱) تفسیر سورہ فاتحہ شریف

امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے کلام اللہ شریف کے ہر سورہ سے چند آئتیں انتخاب کرکے اون کی تفسیر لکھی ہے اور اوس کا نام **لطائف قشیری** رکھا ہے۔ یہ تفسیر بحد لطیف پیرایہ میں لکھی گئی ہے اور ہر آئت کے اسرار و غوامض نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز

قدس سرہ امام قشیری کے بہت معتقد تھے اور یہ تفسیر اون کو نہایت پسند تھی اپنی تصانیف میں کہیں کہیں اوس کے مضامین درج کئے ہیں۔ حضرت مخدوم کے سوانح نگار محمدؒ سامانیؒ نے کتاب **سیر محمدی** میں جہاں حضرت مخدوم کے تصانیف کا ذکر کیا ہے اون کی ایک **تفسیر ملتقط** کا بھی ذکر کیا ہے خود حضرت مخدوم نے بھی اپنی بعض تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے بلکہ اوس کے بعض مقامات کی عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ یہ تفسیر قرآن شریف کے منتخب سورتوں اور آیات کی ہے اور لطایف قشیری ہی کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ تفسیر ملتقط اب مفقود ہے بہت جستجو کے بعد بھی اوس کا پتہ ہنوز نہیں مل سکا اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ سورہ فاتحہ شریف کی یہ تفسیر جو اس مجموعہ میں شریک کیگئی ہے ایا اوسی تفسیر ملتقط کا جزو ہے یا حضرت مخدوم نے اوس سے علیحدہ مستقل طور پر تحریر فرمایا ہے۔ میرے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما جناب مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی کے کتب خانہ سے ایک نہایت خوشخط سنہ ۱۰۶۴ھ کا لکھا ہوا حضرت مخدوم بندہ نواز کے چند چھوٹے رسالوں کا مجموعہ مجھے عاریتاً ملا تھا اوس میں یہ تفسیر بھی تھی۔ اوس سے نقل لی گئی اور اوس نقل سے طباعت کی گئی دوسرا نسخہ چونکہ نہیں مل سکا اس لئے مقابلہ نہیں ہو سکا اور بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۲) استقامت الشریعت بطریق الحقیقت

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے جیسا کہ دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے اس کو سنہ ۷۹۲ھ میں تصنیف کیا اس کا ذکر اونہوں نے اسمار الاسرار کے ایک سمر میں بھی کیا ہے اپنے زمانہ کی حالت دیکھ کر اونہوں نے نہایت سوز دل سے یہ کتاب تصنیف کی اور چند نہایت نازک مسائل (خصوصاً مسئلہ جبر و اختیار) کا بیان بہت لطیف اور واضح پیرایہ میں فرما دیا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں سنہ ۱۰۶۵ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ہے اوس سے نقل لی گئی حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ایک

مجموعہ ملا جس میں ۱۰۶۱ھ کا نقل کیا ہوا یہ رسالہ بھی تھا اوس سے مقابلہ کرکے میرے نقل لئے ہوئے رسالہ کی تصحیح کی گئی لیکن پھر بھی بہت مقامات تصحیح طلب رہ گئے۔ ۱۳۵۱ھ میں مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں مجھے اس کا ایک نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۱۹) ملا اوس سے میں نے اپنے نسخہ کا مقابلہ کیا اور مکمل طور پر تصحیح کرلی اوسی تصحیح کردہ نسخہ سے یہ کتاب طبع کی گئی۔

(۳) رسالہ در مسئلہ رویت باری تعالیٰ و کرامات اولیا وغیرہ

کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے نقل لی گئی اور ۱۳۵۱ھ میں میں جب کلکتہ گیا رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۲۸) سے میں نے مقابلہ کیا اور جس حد تک تصحیح ممکن ہوسکی کی۔ یہ رسالہ بغیر حمد و نعت اور بغیر کسی تمہید کے شروع کیا گیا ہے۔ معلوم نہ ہوسکا کہ آیا حضرت مخدوم کی کسی تصنیف کا یہ ایک جزو ہے یا اون کی مستقل تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں حضرت گیسودرازؒ نے متعدد مسائل پر محققانہ بحث کرکے اون کی وضاحت فرمائی ہے۔ پہلا مسئلہ رویت باری تعالیٰ کا ہے اہل سنت وجماعت کے علاوہ اسلام کے بقیہ تمام فرقے اس کا قطعی انکار کرتے ہیں نہ صرف دنیا میں بلکہ عقبیٰ میں بھی۔ اون کا ادعا ہے کہ بشر کے لئے رویت باری محال ہے۔ چونکہ صحیح حدیثوں سے نہایت وضاحت اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ بہشت میں مومن خداوند تبارک وتعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا اس لئے اہل سنت میں کسی کو بہشت میں دیدار باری سے اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو دنیا میں رویت سے ہے۔ جمہور علمائے محققین اور صوفیائے کاملین متفق ہیں کہ دنیا میں خواب میں دیدار ممکن ہے چنانچہ بہت سے خواص اولیا کے متعلق صحت کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ وہ خواب میں بارہا دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ زیادہ اختلاف اس میں ہے کہ آیا دنیا میں بحالت بیداری بھی دیدار ممکن ہے چند اکابر مثلاً

امام ابوبکر کلاباذی مصنف کتاب تعرف اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحیی منیری کو قطعاً انکار ہے۔ بخلاف اوس کے دوسرے اکابر کو جن میں حضرت پیران پیر غوث الثقلین سلطان الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی اور اولیائے چشتیہ شامل ہیں رویت کا انکار نہیں ہے۔ حضرت مخدوم نے صراحت فرمائی ہے کہ اخص الخواص اولیا جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اون کا خواب وبیداری اون کا ظاہر و باطن اون کی دنیا اور عقبی سب کی حالت ایک سی ہوجاتی ہے تو اون کو حالت یقظہ میں بھی بچشم باطن دیدار ممکن ہوجاتا ہے اور ہوا ہے۔ اسی رسالہ میں حضرت مخدوم فرماتے ہیں "محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آن طایفہ را دیدہ ام کہ ایشان یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند"۔

اس کتاب میں دوسرا مسئلہ انبیا کی ملایکہ مقربین پر فضیلت کے متعلق ہے تیسرا مسئلہ کرامات اولیا اور چوتھا مسئلہ کلام اللہ شریف کے متشابہات کی بحث میں ہے۔

(۴) حدایق الانس

۱۳۵۱ھ میں میں نے کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ سے اس کتاب کی نقل لی۔ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ۱۳۲۵ھ کا لکھا ہوا جدید الخط نسخہ موجود ہے مگر وہ اس قدر غلط لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب کی تصحیح میں اوس سے کچھ مدد نہیں مل سکی۔ تیسرا نسخہ کہیں دستیاب نہیں ہوا۔

حضرت مخدوم نے اپنے ایک برگزیدہ مرید کو دس حدیقے لکھوائے ان کو لکھوانے کے بعد اور دو حدیقوں کا اضافہ فرمایا۔ پیر کی رحلت کے بعد اونہوں نے دیباچہ لکھ کر ان حدیقوں کو کتاب کی شکل میں مدون کیا اور ترتیب وہی قایم رکھی جس ترتیب سے حضرت مخدوم نے لکھوایا تھا اور رعایت ادب کو ملحوظ رکھکر

ان حدیقوں کے جامع نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ حدیقہ ہشتم اور حدیقہ نہم کے مضامین پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عنوان میں تقدم تاخر ہو گیا ہے کتاب منقول عنہ میں چونکہ یہی ترتیب تھی اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے طباعت میں عنوان کا وہی شمار قائم رکھا گیا۔

ان حدیقوں میں حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے عجیب عجیب نکتے اور اسرار بیان فرمائے ہیں بعض کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا:۔

حدیقۂ اول میں فرماتے ہیں:۔ "بدانی کہ مرد عارف و سالک و ہالک را ہر چہ اَلذّے و اشہیٰ بود تجلی او در آن الذ و اشہیٰ داہی بود چہ دائم توجہ فہم کئی۔ آ ئی دانی"

حدیقہ نہم میں نماز باجماعت کی شدید تاکید ان الفاظ میں فرمائی ہے "خواجہ من قدس سرہ گفتہ است کہ ہر کہ میان ہشتاد سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان او را حیرت چرکین نامند" اللہ اللہ ایک وقت کی جماعت کے قضا ہونے کا یہ حال ہے اگر کسی وقت کی نماز ہی قضا ہو جائے تو کیا حال ہوگا! اللہم احفظنا۔

اسی حدیقہ میں نماز باجماعت کی باطنی حالت اس طرح ظاہر فرمائی ہے:۔

"بحقیقت نماز بجماعت این باشد کہ انسان قلبے دارد و قالبے دارد و روحے دارد و سرے دارد و خفی دارد، ہر پنج بیک خانہ قرار گیرد و ہر یکے با دیگرے صورت اتحاد بیند خفی با قلب آن چنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے ہمیں مثال است۔ اے عزیز نماز بجماعت بحق معرفت و شناخت رب العزت جز این نباشد"۔

حدیقہ یازدہم یعنی حدیقہ دہم کے بعد کے حدیقہ میں جس کو جامع کتاب نے حدیقۂ "اول" لکھا ہے، حضرت مخدوم روحی فداہ نے ایک نہایت ہی باریک اور دور رس اور مدہوشی آور نکتہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں انسان کو مال و زر دیتا ہے جس کو وہ راہ خدا میں مختلف طریقوں پر صرف کرتا ہے۔ اوس کو

قوت اور صحت جسمانی مرحمت فرماتا ہے۔ جن کی بدولت وہ نمازیں پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ تلاوت کلام اللہ کرتا ہے۔ ذکر اور مراقبہ اور مجاہدہ میں مشغول ہوتا ہے۔ حج کرتا ہے جہاد فی سبیل اللہ میں جان و مال کو قربان کرتا ہے۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ قبول فرماوے تو عاقبت میں اوس کو اون کی جزا اور بہت جزا ملیگی۔ لیکن یہ سب خیرات و مبرات عبادات و مجاہدات انسان اوسی وقت تک کر سکتا ہے جب تک کہ وہ بقید حیات ہے۔ موت کے آتے ہی یہ سب ختم ہو جاتے ہیں اور انسان ہمیشہ کے لئے دفعتاً سب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مخدوم فرماتے ہیں " اما محبت اللہ سبحانہ بصفۃ ازلی و ابدی است و ازلی و ابدی دوستی او کذلک پس مرد حکیم سلیم ہمہ را پشت دادہ روے بمحبت آرد "۔ یعنی سب سے انفع اور ما یحتاج چیز محبت الٰہی ہے۔ موت کے آتے ہی سب اعمال منقطع ہو جاتے ہیں عشق الٰہی ہی ایسی چیز ہے جو غیر فانی ہے اور ابد الآباد تک منقطع نہیں ہو سکتی اس لئے چاہیئے کہ تم محبت الٰہی پیدا کرو اور جتنی عبادتیں تم سے ہو سکیں محبت میں سرشار ہو کر بجا لاؤ تا کہ مرنے کے بعد گو تمہارے اعمال ظاہری منقطع ہو جائیں محبت الٰہی تمہارا ساتھ قبر میں دے اور ابد الآباد تک تم کو نہ چھوڑے۔ تم نے سنا ہوگا کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے تو راستہ میں حضرت موسیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور اوسی وقت ان سے آسمان پر بھی ملاقات ہوئی۔ حدیث صحیح ہے کما تعیشون تموتون کما تموتون تبعثون یعنی آدمی جس دُھن میں زندگی گزارے گا مرے گا بھی اوسی دُھن میں اور جب قیامت میں زندہ کیا جائے گا تو اسی دُھن میں زندہ ہوگا۔ اللہ کی محبت اور اوس کا عشق جب انسان کے وجود پر مستولی ہو جائے گا تو اوس کی عمر اوسی محبت اور عشق میں کٹ جائے گی اور جب مرے گا اوسی عشق اور محبت میں سرشار مرے گا۔ اور قیامت کے روز جب اوٹھایا جائے گا اوسی عشق اور محبت میں والہ اور مست

اور سرشار اوٹھے گا ؎

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

دیوانہ مرفوع القلم ہوا کرتا ہے۔عشق الہی کے دیوانہ سے حساب کتاب سوال و جواب کیسا۔حدیثوں میں ہے کہ قیامت کے روز ایسے لوگ بھی ہوں گے جو بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں بھیج دیئے جائیں گے وہ انہیں دیوانگان محبت الہی کی جماعت ہوگی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ قتیلان محبت الہی کی موت سنت الہی کی تبعیت میں محض ظاہری موت ہے ورنہ وہ لوگ زندۂ جاوید ہیں۔ ولعمری خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حق سبحانہ تعالی حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے وابستگان دامن کو اون کے مسلک پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما دے اور اوس پر استقامت نصیب کرے۔اللھم حرق قلوبنا بنار عشقك وارزقنا ازدیاد محبتك حتی لا یبقی شیئ غیرك

(۵) وجود العاشقین

یہ مختصر رسالہ حضرت مخدوم کے عشق الہی کی حقیقت اور اوس کے مراتب کے بیان میں تحریر فرمایا ہے۔عشق حقیقی کے مراتب اور اسرار میں اونہوں نے ایک مبسوط کتاب المسمی بہ خطائر القدس تصنیف فرمائی ہے جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اس مختصر میں اوس کے تمام مراتب کو از ابتدا انا انتہا نہایت ایجاز کے ساتھ اپنے خاص انداز میں نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

ملک دکن میں اس رسالہ کے نسخے جابجا موجود ہیں چونکہ نقلیں بہت لی گئی ہیں اس لئے بمصداق "ہر کہ آمد بران مزیدے کرد" کاتبوں نے غلطیوں کا بھی انبار

کر دیا ہے جس سے ایسی غامض کتاب کی تصحیح میں نہایت دشواری پیش آئی مجھے اس کے پانچ قلمی نسخے ملے جن میں ایک سنہ ۱۰۴۰ھ کا اور دوسرا سنہ ۱۱۶۳ھ کا لکھا ہوا تھا مطبع گلزار ابراہیم مراد آباد میں سنہ ۱۳۱۰ھ میں یہ کتاب چھپی بھی تھی لیکن سرتاپا غلطیوں اور الحاقات سے بھری ہوئی۔ بہر حال ان پانچ نسخوں کے مقابلہ سے بقدر امکان تصحیح کی گئی۔

(۶) رسالہ توحید خواص

اس رسالہ میں "وحدت حقیقی" کا مسئلہ نہایت لطیف اور محققانہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ میں مجھے ایک مجموعہ ملا جس میں حضرت مخدوم کے چند دوسرے رسالوں کے ساتھ یہ رسالہ بھی تھا۔ اور شرف پریس بہار میں سنہ ۱۳۰۶ھ میں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰ منیری اور حضرت امیر ابو العلا اکبر آبادی اور حضرت نجم الدین کبیری رحمتہ اللہ علیہم کے چھوٹے چھوٹے رسالو کے ہمراہ طبع بھی ہوا تھا۔ ان دونوں (یعنی قلمی اور مطبوعہ) نسخوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔ اس رسالہ میں حضرت مخدوم بندہ نواز نے اپنا نام کہیں درج نہیں کیا ہے اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اونہیں کی تصنیف ہے لیکن قلمی نسخہ کے لوح پر اون کا نام لکھا ہوا تھا اور جن دوسرے رسالوں کے ہمراہ اوس مجموعہ میں شریک تھا وہ اونہیں کے تصنیف کردہ ہیں اس لئے ظن غالب یہی ہے کہ یہ رسالہ بھی حضرت مخدوم ہی کی تصنیف ہے۔

(۷) رسالہ منظوم در اذکار

بائیس سال ہوئے روضہ خورد کے ایک متوسل کے پاس میں نے حضرت مخدوم بندہ نواز قدس سرہ کا نثر میں اذکار کے متعلق ایک رسالہ دیکھا تھا اوس میں طریقہ علیہ چشتیہ کے وہ اذکار درج کئے گئے تھے جن کی تعلیم مریدوں کو عموماً دیجاتی ہے

جن صاحب کے پاس یہ رسالہ تھا اون کا انتقال ہوگیا اور اون کے بعد وہ رسالہ بھی تلف ہوگیا اور کسی دوسرے نسخہ کا مجھے پتہ نہیں ملا۔ اس منظوم رسالہ کا مجھے صرف ایک ہی نسخہ ملا۔ چونکہ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے بعض جگہ الفاظ اور عبارتیں مشکوک رہ گئیں۔ اس منظوم رسالہ میں حضرت مخدوم نے وہ اذکار جمع کئے ہیں جن کی تعلیم منتہی اور پایۂ تکمیل کو پہنچے ہوئے مریدوں کو دیجاتی ہے۔ اس لئے حضرت مصنف نے اون سب کو نہایت غامض پیرایہ میں بلکہ بطور معما کے لکھا ہے۔

(۸) رسالہ در مراقبہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ملا۔ اس نسخہ کی کتابت ختم کر کے کاتب نے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے:- "قوبل باصل الکرام"۔ اس کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ اس کا مقابلہ حضرت مصنف کے دستخطی نسخہ سے کیا گیا تھا۔ اس رسالہ میں مریدوں کی تعلیم و تربیت کے لئے چھتیس مراقبے درج کئے گئے ہیں جو علاوہ طریقہ چشتیہ کے دوسرے طریقوں (مثلاً قادریہ۔ سہروردیہ وغیرہ) میں بھی رائج ہیں۔

(۹) رسالہ اذکار چشتیہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ سے ملا۔ کاتب نے آخر کتاب میں ختم کتابت کی تاریخ ان الفاظ میں لکھی ہے "فی التاریخ ۲۷ ر شوال ۲۷ سنہ از جلوس اورنگ زیب در اورنگ آباد"۔ اس نسخہ سے نقل لے کر میں نے اس مجموعہ میں شریک کیا۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے چونکہ دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہے۔

یہ رسالہ خود حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کا تصنیف کردہ نہیں ہے۔

بلکہ اون کے ایک مرید نے جنہوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے اون اذکار کو جن کی تعلیم حضرت مخدوم دیا کرتے تھے جمع کرکے کتاب کی شکل میں مرتب اور مدون کردیا ہے متعدد مقامات پر یہ یا اوس کے ہم معنی عبارت بھی لکھی ہے "بندگی میاں بڑہ ابن مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز میفرمایند"۔ حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید اکبر حسینی قدس سرہ کو عموماً لوگ سید بڑے اور میاں بڑے کہا کرتے تھے۔ ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اس رسالہ کے مولف حضرت سید اکبر حسینی کے بھی فیض یافتہ تھے اور ان کے زمانۂ حیات میں اونہوں نے یہ رسالہ قلمبند کیا۔ چونکہ اون کی وفات اون کے والد کے زندگی میں واقع ہوئی اس لئے یہ رسالہ ضرور حضرت مخدوم بندہ نواز کے نظر سے بھی گزرا ہوگا۔ چونکہ اون کا تصنیف کردہ رسالہ (جس کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں) مجھے نہیں ملا اس لئے اس مجموعہ میں اس "رسالہ اذکار چشتیہ" کو شریک کردینا مناسب معلوم ہوا۔

(۱۰) شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمتہ

امیر خسرو دہلوی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ کے قدیم ترین مقرب ترین برگزیدہ ترین اور اخص الخواص مرید تھے پیر کے جناب میں جو تقرب اور محرمیت انہیں حاصل تھی کسی مرید کو حاصل نہیں ہوئی۔ راتوں کو ان کے خلوت خاص میں ان کے سوا دوسرا کوئی شخص نہیں جاسکتا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی نے انہیں "خواجہ تُرک اللہ" کا خطاب دیا تھا خطوط اور تحریرات میں اسی لقب سے مخاطب فرماتے تھے اور گفتگو میں اونہیں عموماً ترک ہی کے لقب سے یاد کیا کرتے اون کو حضرت امیر سے اس قدر محبت تھی کہ اون کو مخاطب فرماکر کبھی کبھی فرماتے "من از تو تنگ آیم تا حدے کہ از خود تنگ ایم و از تو تنگ نیایم" یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر شریعت اجازت دیتی تو میں وصیت کرجاتا کہ خسرو کو میرے ساتھ میرے قبر میں یکجا دفن کریں چونکہ یہ ناممکن تھا ان سے وصیت کی کہ خسرو اون کے قریب دفن کئے جائیں۔ حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ "خواجہ ما یا بندہ عہد

خدا کردہ است کہ ہر گاہ کہ در بہشت خرام بندہ را برابر خود در بہشت بردانشاء اللہ تعالیٰ "محبت الٰہی کی آگ خسرو کے سینہ میں اس قدر بھری ہوئی اور شعلہ زن تھی کہ اون کے پیر نے کبھی کبھی فرمایا "حق تعالیٰ مرا بسوز سینہ ترک بہ بخشاید" اللہ اللہ! حضرت محبوب الٰہی کے دل میں خسرو کی محبت اس قدر زیادہ تھی کہ یہ شعر اون کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا ؎

گر ز بہر ترک ترکم ارہ بر تارک نہند   ترک تارک گیرم الا نگیرم ترک ترک

خلاصہ یہ کہ حضرت امیر خسرو "محبوب الٰہی" کے محبوب تھے۔

خسرو کی ذات آیت من آیات اللہ تھی یا یوں کہئے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزوں میں ایک معجزہ تھی۔ اس جامعیت کے آدمی امت مرحومہ میں بہت کم پیدا ہوئے۔ علامہ شبلی نے شعر العجم کی دوسری جلد میں خسرو کے ترجمہ میں لکھا ہے:۔ "ہندوستان میں چھ سو برس سے آج تک اس درجہ کا جامع کمالات نہیں پیدا ہوا اور سچ پوچھو تو اس قدر مختلف اور گوناگوں اوصاف کے جامع ایران و روم کی خاک نے بھی ہزاروں برس کی مدت میں دو ہی چار پیدا کئے ہوں گے"۔ اون کے تمام کمالات کو بیان کرنا اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں ہے صرف شاعری ہی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جامعیت کا شاعر دنیا کی کسی قوم نے نہیں پیدا کیا بڑے بڑے باکمال شاعر جتنے ہوئے انہوں نے شاعری کے صرف ایک یا دو صنف میں کمال حاصل کیا۔ لیکن خسرو شاعری کے ہر صنف میں بلند پایہ رکھتے ہیں۔ قصیدہ میں خاقانی کمال اصفہانی اور ظہیر فاریابی سے بلند تر ہیں۔ مثنوی اور غزل میں نظامی اور سعدی کے ہم پلہ اور ہم رتبہ ہیں۔ رباعی گوئی میں کوئی شاعر اون کے برابر نہیں ہوا اور قطعات اور ترجیع بند وغیرہ میں وہ یکتائے روزگار تھے۔ یہ تو فارسی زبان کے کمالات تھے ہندی زبان کی شاعری کو اونہوں نے اس درجہ کمال کو پہنچایا کہ اون کے قبل اور اون کے بعد کوئی شاعر اون کی گرد تک نہ پہنچ سکا۔ عربی میں اون سے

اشعار بہت کم منقول ہیں لیکن جو موجود ہیں قبنی کے اشعار سے کسی طرح کم پایہ نہیں ہیں
خسرو ہندی اور ایرانی موسیقی کے بھی جامع تھے اور ایسے جامع تھے کہ ایسا باکمال اون
کے بعد آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ اون سے پہلے کسی کا پتہ چلتا ہے۔

حکیم افضل الدین خاقانی کی کلیات کا جو پہلا قصیدہ ہے اوس کے مطلع کے
دو شعر یہ ہیں۔ یہ قصیدہ ۱۱۶ شعر کا ہے۔ ؎

دلِ من پیرِ تعلیم است و من طفلِ زباندانش — دم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش
نہ ہر زانو دبستان است و ہر دم لوح تعلیمش — نہ ہر دریا صدف دار است و ہر نم قطرہ نیسانش

خسرو نے اسی طرز اسی وزن اور اسی ردیف و قافیہ میں ۲۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہہ کر
دیوان غرۃ الکمال میں شریک کیا ہے اس کے مطلع کے دو شعر یہ ہیں۔ ؎

دلم طفل است و پیرِ عشق استادِ زباندانش — سواد الوجہ سبق و مسکنت کنج دبستانش
نہ ہر پیرے زباندان است و ہر دل طفل تعلیمش — نہ ہر خاکے گل انگیز است و ہر نو رستہ ریحانش

اس قصیدہ میں ایک معرکۃ الآرا شعر یہ ہے۔ ؎

زدریائے شہادت چون نہنگ لا بر آرد ہو
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

یہ شعر اس قدر غامض اور رموز و اسرار حقیقت سے بھرا ہوا ہے کہ متعدد کبرائے
صوفیہ او رعرفا کو اس کی شرحیں لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی سب سے پہلے حضرت
مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز نے شرح لکھی۔ اوسی کے قریب زمانہ میں جونپور کے بادشاہ
سلطان ابراہیم شرقی کی درخواست پر حضرت شیخ کبیر مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
نے اس کی شرح لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجی۔ ادن کے بعد مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے
ایک امیر کی فرمایش پر مبسوط شرح لکھی۔ یہ شرح ۱۳۲۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع
ہوئی تھی۔ ایک شرح حضرت حسن محمد گجراتی نے اور ایک شرح میاں احمد چشتی گجراتی

نے لکھی۔ ان کے علاوہ دو شرحیں اور بھی میری نظر سے گزری ہیں۔ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز کی شرح اس مجموعہ میں شریک کی گئی ہے۔ اس کا ایک قدیم قلمی نسخہ مجھ کو حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ملا جس کی نقل لے کر طبع کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۱۱) برہان العاشقین معروف بہ قصہ چہار برادر و مشہور بہ شکارنامہ

یہ ایک صفحہ کا مختصر مضمون ہے جس میں حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ نے حقیقت انسانی کا ابتدائے آفرینش سے انتہائے کار دنیاوی (موت) تک کا خاکہ نہایت غامض مگر بے حد لطیف پیرایہ میں کھینچا ہے۔ صوفیوں میں یہ معما اس قدر مقبول ہوا کہ متعدد اکابر طریقت نے مختصر اور مطول شرحیں لکھیں۔ اس مجموعہ میں اکابر سلف کی چھ شرحیں شریک کی گئی ہیں اور ساتویں شرح ہمارے محترم کرم فرما مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب نے خاص اس مجموعہ کے لئے لکھ کر دی۔ ہر شرح کی مختصر کیفیت اور اس کے شارح کا مختصر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

شرح اول و دوم برہان العاشقین

قاضی عین القضات ہمدانی کی تمہیدات کی شرح حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ نے لکھی ہے۔ "مصری کندری" نامی ایک بزرگ کے قلم کا نقل کیا ہوا اس کا ایک نہایت اچھا نسخہ ہمارے محترم دوست نواب معشوق یار جنگ بہادر کے پاس تھا۔ مصری کندری نے اس کو اپنے لئے حیدرآباد میں ۱۰۴۵ھ میں نقل کیا تھا۔ یہ نسخہ کتب خانہ روضتین میں وقف کر دیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں اونہیں کاتب مصری کندری کے قلم کی لکھی ہوئی یہ دو شرحیں بھی شریک ہیں اون کی نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی۔ پہلی شرح مکمل ہے اور گو مختصر ہے لیکن نہایت وضاحت سے لکھی گئی ہے۔ شارح نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔

بعض قرائن سے گمان ہوتا ہے کہ غالباً مخدوم سید اکبر حسینی (فرزند اکبر حضرت مخدوم گیسو دراز قدس سرہما) کی لکھی ہوئی ہے مگر اس کا اطمینان بخش ثبوت نہیں مل سکا۔ بہر حال شرح کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح علیہ الرحمہ عالم جید اور عارف کامل تھے ۱۰۴۹ھ میں جب اس کی نقل لی گئی تو ظاہر ہے کہ تصنیف بہت پہلے کی ہوگی۔

دوسری شرح نا تمام ہے۔ اگر تمام کی گئی ہوتی تو خوب شرح ہوتی۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

شرح سیوم برہان العاشقین از حضرت شیخ حسن محمد چشتی علیہ الرحمہ

اس شرح کے مولف حضرت شیخ ابو صالح محمد معروف بہ شیخ حسن محمد بن شیخ احمد معروف بہ میانجیو بن شیخ نصیر الدین ثانی بن شیخ مجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ بن شیخ عبد الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہم ہیں۔ شیخ عبد الرحمٰن حضرت ختم المشائخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے والد کے چچا کے فرزند تھے اور شیخ کمال الدین علامہ کی والدہ حضرت ختم المشائخ کی حقیقی ہمشیر تھیں۔ اس لئے حضرت علامہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی (قدس سرہما) کے حقیقی بھانجے اور چچازاد بھائی تھے۔ وہ حضرت چراغ دہلی کے سابق ترین اور برگزیدہ ترین مرید اور خلیفہ بھی تھے۔ خواجہ بندہ نواز ان کے پیر بھائی تھے اور اون کی صحبت سے ظاہراً و باطناً مستفید ہوئے تھے۔ حضرت علامہ کی رحلت پیر کے زمانہ حیات میں ۲۷ ذی قعدہ ۷۵۶ھ کو دہلی میں ہوئے اور مزار مبارک پیر کے مزار کے احاطہ کے اندر ہے۔ حضرت چراغ دہلی کی رحلت کی تاریخ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ ہے۔ حضرت کمال الدین علامہ کے بڑے فرزند شیخ سراج الدین حضرت چراغ دہلی کے مرید تھے مگر تعلیم و تربیت اور خلافت اپنے والد سے پائی تھی۔ والد نے اون کو گجرات بھیج دیا۔ وہاں سکونت اختیار کی اور وہیں اون کا انتقال ہوا۔ اون کی سجادگی تا حال اون کی اولاد میں احمد آباد

گجرات میں باقی ہے۔ شیخ حسن محمد چشتی کو خلافت اپنے چچا شیخ جمال الدین جمن سے اون کو اون کے والد شیخ علم الدین سے اور اون کو اون کے والد شیخ سراج الدین بن کمال الدین علامہ سے ملی تھی۔ یہ سلسلہ بہت بابرکت ہوا۔ اس کے متوسلین میں بکثرت درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔ حضرت محب النبی مولانا فخر الدین چراغ چشت دہلوی بن مولانا نظام الدین اورنگ آبادی اسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ کی رحلت روز شنبہ نبت وہشتم ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو ہوئی مزار مبارک احمد آباد گجرات میں ہے۔

شیخ حسن محمد چشتی کے فرزند اور خلیفہ حضرت شیخ محمد قطب گجرات نے اپنے والد علیہ الرحمہ کے چھوٹے چھوٹے بیالیس رسالوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے برہان العاشقین کی یہ شرح اوسی مجموعہ سے نقل کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ مجھے نہیں ملا۔

شرح چہارم برہان العاشقین از حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ

مخدوم سید عبد الواحد بلگرامی بہت بلند مرتبہ عالم اور عارف اور سادات بلگرام کے خاندان کے فرد فرید تھے۔ کم عمری میں حضرت مخدوم صفی الدین سائی پوری سے مرید ہوئے اور چند سال تک اون کے زیر تربیت رہے۔ ابھی صرف اٹھارہ سال کے تھے کہ پیر کا سایہ اون کے سر سے اوٹھ گیا۔ تکمیل باقی تھی اس لئے اپنے والد کے دوست شیخ حسن سکندرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سال تک خدمت گزاری کرکے بقول میر غلام علی آزاد بلگرامی "تربیت ہائے فراوان یافت" اور تکمیل کے بعد اون سے خلافت حاصل کی۔ سید عبد الواحد بلگرامی صاحب تصنیف بھی ہیں۔ سبع سنابل اون کی نہایت مشہور اور صوفیوں میں نہایت مقبول کتاب ہے نزہتہ الارواح کی مبسوط اور محققانہ شرح بھی لکھی ہے۔ چھوٹے چھوٹے رسالے بھی بہت

سے اون کی تصنیف ہیں۔ ان کی رحلت جمعہ سیوم رمضان المبارک سنہ ۱۰۱۷ھ میں ہوئی مزار بلگرام میں ہے۔

میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ نے برہان العاشقین کی ایک مختصر مگر نہایت واضح شرح لکھی ہے۔ اس کے دو نسخے مجھے ملے۔ ایک علامہ سید عبد الجلیل بلگرامی کے والد سید احمد بن سید عبد اللہ کے قلم کا سنہ ۱۰۹۴ھ کا نہایت خوشخط لکھا ہوا دوسرے پر کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے مگر سنہ ۱۱۰۰ھ کے کچھ ہی بعد کا معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔

شرح پنجم برہان العاشقین از حضرت میر سید محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ

میر غلام علی آزاد ماٰثر الکرام میں لکھتے ہیں "اصل ایشان از سادات ترمذ است" ان کے اجداد میں ایک بزرگ ترمذ سے آکر جالندھر میں سکونت پذیر ہوے اور حضرت سید محمد کے والد جالندھر سے کالپی چلے آئے۔ حضرت قدس سرہ نے پہلے شیخ یونس محدث سے تلمذ کیا۔ میر غلام علی آزاد لکھتے ہیں "شیخ یونس در حفظ شریعت غرا بسیار می کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام کرد و نور متابعت نبوی سر تا پائے ایشان را فرا گرفت" شیخ یونس کی رحلت کے بعد کچھ دنوں مولانا عمر جاجموی سے تلمذ کیا اوس کے بعد حضرت شیخ جمال اولیا قدس اللہ سرہ کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنیکے بعد پیر نے سلاسل چشتیہ اور قادریہ اور سہروردیہ اور مداریہ میں خلافت دیگران کو رخصت کیا۔ کالپی واپس آے او بیا درب الارباب وتلقین اصحاب مشغول شدند" بعد چند سے جالندھر تشریف لے گئے واپسی میں آگرہ میں حضرت امیر ابو العلا اکبر آبادی قدس سرہ سے ملے اور طریقۂ نقشبندیہ ابو العلائیہ میں خلافت حاصل کی۔ حضرت سید محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان کے اولیائے کبار میں بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں میر

غلام علی آزاد بلگرامی ماثر الکرام میں لکھتے ہیں "حضرت سید در اواخر عمر عیسوی المشہد بودہ اند و در مقام قطبیت کبری متمکن - وعیسوی المشہد بودن عبارت ازین است کہ چنانچہ احیائے اموات از عیسیٰ علیہ السلام واقع شد احیائے قلوب ازیں شخص واقع میشود" حضرت سید محمد کالپوی کا فیض ابھی تک جاری ہے - میر سید عبد الواحد بلگرامی کے پر وتے حضرت سید برکت اللہ مارہروی قدس اللہ سرہٗ کو سلاسل پنجگانہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ ابو العلائیہ میں خلافت سید فضل اللہ بن سید احمد بن سید محمد کالپوی قدس سرہم سے ملی تھی - اون کے ذریعہ سے ان پانچوں سلاسل کا فیض ہندوستان میں پھیلا حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے خاندان میں سجادگی ابھی تک آرہی ہے اور اس خاندان میں بہت بلند مرتبت اولیا ہوتے آئے ہیں - حضرت سید محمد کالپوی کا وصال بست وششم شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہوا مزار مبارک کالپی میں ہے -

حضرت سید محمد کالپوی صاحب تصنیف بھی تھے اون کی تصانیف میں برہان العاشقین کی شرح بھی ایک ہے - اُس کے دو نسخے مجھے ملے - ایک نسخہ کانپور میں مولانا محمد عادل قدس سرہٗ کے فرزند مولانا ابو القاسم حبیب الرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے مجھے ملا - غدر کے زمانہ میں مولانا محمد عادل صاحب اپنے استاد حضرت شاہ سلامت اللہ صاحب کے ہمراہ کالپی چلے گئے تھے وہاں حضرت سید محمد کالپوی کے آستانہ میں اون کی تصنیفیں دستیاب ہوئیں اور مولانا نے اون کو نقل کر لیا اون میں یہ شرح بھی تھی - دوسرا نسخہ مجھ کو ایک تاجر کتب سے حیدر آباد میں ملا - ان دونوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی -

برہان العاشقیں کی جتنی شرحیں لکھی گئیں اون میں سب سے بہتر اور سب سے واضح تر شرح حضرت سید محمد کالپوی کی ہے جیسے بلند مرتبت بزرگ وہ خود تھے

ویسی ہی اون کی شرح بھی ہے۔ اس کے دیباچہ میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن وہ تنہا تشریف رکھتے تھے کہ دو بزرگ اون کے پاس آئے اور برہان العاشقین کا ایک نسخہ لائے اور کہا کہ یہ معما چونکہ نہایت غامض اور فہم سے باہر ہے اس لئے اس کو وہ "علماء اور فضلا" کے پاس لے گئے اون لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ "این کلمات مہملہ نتیجہ خیالات بے فائدہ است معانی ندارد کلام سید محمد گیسو دراز نخواہد بود" اوس کے بعد وہ اوس کو "فقرائے صاحب ارشاد و مشائخ پاک اعتقاد" کے پاس لے گئے ان بزرگوں نے دیکھ کر فرمایا "ایں عبارت اسرار عاشقان حق و مستان جام معرفت مطلق است وغیر از ایشان کسے را دسترس برادراک مقاصد آن نیست" صوفیوں کے سمجھ میں نہیں آیا اونہوں نے اپنے قصور فہم کا صاف صاف اقرار کر دیا۔ مولویوں کے سمجھ میں نہیں آیا بتقضائے جہل مرکب ان لوگوں نے بلا تکلف اوس کو لغو بے معنی اور مہمل کہہ دیا۔ صوفی اور ظاہر پرست مولوی میں ایک فرق یہ ہے۔ وہ فقرا جب اس معما کو حضرت سید محمد کالپوی کے پاس لے گئے اونہوں نے اوس کو لے لیا اور یہ شرح لکھ دی۔ فرماتے ہیں "پس قلم برگرفتم و توفیق از حق خواستم و بہ امداد روح پُر فتوح آن بزرگوار (سید محمد حسینی گیسو دراز) شرح کلمات مذکور بایں نوع آراستم۔

شرح ششم برہان العاشقین از مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی

حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے فرزند اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے قدس اللہ ارواحہم ان کا تمام خاندان بمصداق ؎

این خانہ تمام آفتاب است

علم و فضل اور درویشی کا مخزن اور سرچشمہ رہا ہے۔ اس خاندان کا ہر فرد صاحب کمال ہوا۔ حدیث کا علم ہندوستان میں جس قدر رائج ہے۔ سب اسی خاندان سے

وابستہ ہے۔حضرت مولانا رفیع الدین صاحب بڑے محدث اور مفسر تھے ان کا ترجمہ
قرآن مشہور ہے تمام عمر درس وتدریس اور عبادت الٰہی میں بسر کی رحلت ۱۲۳۳ھ میں
ہوئی۔قبر شریف دہلی میں اوس احاطہ میں ہے جہاں اون کے والد اور جد امجد شاہ
عبدالرحیم قدس سرہ اوران کے بھائی اور دوسرے اہل خاندان مدفون ہیں۔
بعض شاگردوں اور دوستوں کی فرمائش پر اونھوں نے برہان العاشقین کی
شرح لکھی اور جیسا کہ آخر میں خود تحریر فرمایا ہے اوس کو ۱۳ رجادی الثانی ۱۲۲۰ھ کو ختم
کیا۔نہایت واضح اور مفصل اور عالمانہ شرح ہے۔چالیس سال سے زیادہ زمانہ گذرا
مولانا قدس سرہ کے دوسرے چھوٹے چھوٹے آٹھ رسالوں کے ساتھ یہ شرح بھی
مطبع احمدی دہلی میں چھپی تھی اوس سے نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی

شرح ہفتم برہان العاشقین از مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی ام فیضہم

مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآباد کے باشندہ ہیں بیگم بازار میں
اون کی سکونت ہے۔سررشتہ مالگذاری میں ملازم تھے چند سال ہوئے کہ وظیفہ لے لیا
اور اب خانہ نشین ہیں۔وہ عالم متبحر ہیں۔فلسفہ اور حکمت اشراق اور طب میں بہت
بلند درجہ رکھتے ہیں۔قدیم علم کیمیا میں بھی اون کی نظر نہایت وسیع ہے۔ان سب کے
علاوہ فارسی زبان کے بہت بڑے ادیب اور بے مثل نثار ہیں علم وفضل نے
چونکہ اون میں بدرجہ کمال استغنائیت پیدا کردی ہے اس لئے وہ نام ونمود سے
بہت نفور رہا کرتے ہیں اور اپنا تمام وقت گوشہ تنہائی میں علمی مشاغل اور یاد الٰہی
میں مصروف رکھتے ہیں۔نظم ونثر میں چند مثنویاں رسالے اور مضامین لکھے ہیں چونکہ
نام ونمود سے اونہیں نفرت ہے اس لئے ان کو طبع کرانے اور شائع کرنے کا خیال
تک نہیں کرتے۔کاش یہ مثنویاں اور رسالے اور مضامین شائع ہوجاتے تو معلوم
ہوتا کہ ہمارے ملک میں باقیات الصالحات اب بھی ایسے ایسے باکمال افراد

موجود ہیں۔ برہان العاشقین کی اون کی یہ شرح غالباً اون کی پہلی تحریر ہے جو اس مجموعہ میں شریک ہوکر شائع ہو رہی ہے۔

اس مجموعہ کے اکثر رسالے بھی مجھے انہیں بزرگوار کے کتاب خانہ سے ملے وہ چاہتے تھے کہ یہ سب ایک مجموعہ کے طور پر طبع ہو جائیں۔ وقت جب مساعد ہوا اور اون کی طباعت شروع ہوئی اور انہیں معلوم ہوا کہ میں نے اوس کی چھ شرحیں جمع کر لی ہیں اور ابھی ایک کی تلاش باقی ہے تاکہ سات کے عدد پورے ہو جائیں اونہوں نے خود ایک شرح لکھ کر مجھے دینے پر آمادگی ظاہر کی اور لکھ کر دیدی۔ یہ شرح اونہوں نے فلسفہ اور حکمت اشراق کے اصول پر لکھی ہے۔ صوفیانہ مشرب بھی ان اصول کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس طرز میں یہ شرح لاجواب ہے۔ برہان العاشقین کے ہر جملہ کی پوری طرح وضاحت کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اس شرح سے اون کے علم وفضل اور فارسی نثر نگاری اور نظم گوئی کے بلند پایگی کا اندازہ کر سکیں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ اون کی عمر میں بہت برکت دے۔

قوم کو ہمارے نہایت محترم عنایت فرما نواب غوث یار جنگ بہادر دام اقبالہم کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اون کی توجہ اور حسن انتظام کے بدولت یہ مجموعہ رسائل طبع ہوئے اور اہل ذوق کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ نواب صاحب ممدوح صوبہ گلبرگہ شریف کے صوبہ دار ہیں اور دونوں روضوں کا انتظام بھی اونہیں کے سپرد ہے۔ علاوہ بہت سے دوسرے مفید کاموں کے جن کی صراحت کا یہاں موقع نہیں ہے ایک کام یہ بھی انہوں نے کیا ہے کہ روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ قایم کردیا ہے اور جس قدر ممکن ہو سکا یہ التزام بھی کردیا ہے کہ اس کتبخانہ کی کتابیں ناجائز تصرف اور دست برد زمانہ سے محفوظ رہیں۔ اون کی کوشش یہ بھی ہے کہ حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز اور اون کے فرزندوں کی تصنیف کردہ کتابیں

جلد جلد طبع اور شائع کر دی جائیں چنانچہ دو کتابیں ترجمہ آداب المریدین اور خطائر القدس طبع اور شائع ہو چکی ہیں اور اب ان کے حسن انتظام اور توجہ سے یہ مجموعہ رسایل طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اون کو جزائے خیر دے اور ان کی عمر و اقبال میں بہت برکت دے۔

کتب خانہ روضتین کے مہتمم اعزازی اور اوس کی کمیٹی رکن اور سکرٹری ہمارے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما مولانا حافظ قاری محمد حامد صاحب صدیقی ہیں وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ اون کی تحریک پر کمیٹی نے اس مجموعہ کے طباعت کی منظوری دی اور جناب نواب غوث یار جنگ بہادر نے طباعت کے رقم کا انتظام فرمایا۔

ان رسالوں کو میں نے بہت تلاش اور جستجو سے حاصل کیا تھا جناب نواب غوث یار جنگ بہادر اور مولانا حافظ محمد حامد صدیقی صاحب نے اس کی طباعت میرے متعلق کی اور خداوند تبارک و تعالیٰ عز اسمہ نے اس سعادت سے مجھے مشرف فرمایا۔ وَاٰخِرُ دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

الفقیر المذنب
سید عطا حسین

لنگم پلی۔ حیدرآباد دکن
۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ

تفسیر سورۂ فاتحہ شریف

از تصنیفات

حضرت قطب الاقطاب کاشف غوامض الٰہی عارف معارف نامتناہی

سیّد محمد حسینی گیسو دراز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم الله الرحمٰن الرحیم

بسم الله بنام حضرت حقیقت الحقائق کہ مستحق عبادت وجامع جمیع قابلیات وکمالات اسمائی وصفاتی اوست بیان بکنیم اسرار قرآنی ولطف فرقانی راکہ قوام عالم وعالمیان بدواست **الرحمٰن الرحیم** آنکہ فیضان وجود مظہریت وبقاے آن بامداد تجلیات ازانعام اوست۔

الحمد جمیع ثنا وستایش کہ ازازل تا ابد بہمہ موجودات وجملہ کائنات منسوب شدہ وبشود وخواہد شد **لله** مرذاتے راراست کہ مستجمع جمیع صفات ومسمیٰ است بجمیع اسما زیراکہ ہمہ موجودات چون مظاہر اسماے الٰہی باشند پس ہرثنائے کہ بہ اینہا نسبت یابد ہمہ آن بحقیقت بغیر تاویل مرخدائے را باشد کہ غیراو در وجود نیست وسواے او درنمود نہ **رب العٰلمین** ظاہرکنندۂ خود رابلباس تمثلات وتعینات کہ عالم اعیان وعالم اجسام کنایت ازواست ومحجوب ومحب اشارت بدواست پس اوست کہ اوست وجزاو نہ نکواست **ومن یدع مع الله الٰها اٰخر لا برهان له** باین ہمہ الوان مختلفہ واشکال متضادہ خداے شمایکے است وحدہ لاشریک لہ بے شکے است **انما الٰهكم الٰه واحد** خود باخود عشق می بازد وباغیر نپردازد **هو الاول هو الاٰخر هو الظاهر هو الباطن وهو بكل**

شَیْئٍ عَلِیْمٌ بیت

عشق است وبس کہ دردو جہاں جلوہ میکند
گاہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

اَلرَّحْمٰنِ بخشندۂ وجود بار دیگر بہ تجلی شہودی ملکوتی کہ متضمن بقا باللہ است بعد از فنائے وجود متوہم چنانچہ حضرت حق سبحانہ ازیں تجلی خبر داد بقولہ الکریم وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ اَلرَّحِیْمِ بخشایندۂ فیض دیگر بمشاہدۂ انوار معانی وکشف حقایق ربانی بدیدۂ باطن بتجلی جبروتی کہ اذا تم الفقر فھو اللہ رمزے ازو است وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَفِی الْاَرْضِ اشارت بدو است واین مشاہدۂ ایست کہ در تنزل وقت او دوام شہود است وریب وشک درانیجا مفقود است وغیر وغیریت پیش دیدۂ سالک نہ وجود است تجلات تجلی اول کہ ہر چند در آن وقت مشاہدۂ جمال ذی الجلال شامل حال است اما بعد غروب آفتاب شہود وقتے نوعے از تیرگی ریب و شک از افق دل سالک ظاہر میگردد مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ متصرف در روز جزا وجزا عبارت است از وقت فنائے سالک وبیخودی او از عالم کثرت یعنی در وقتے کہ سالک را بفنائے اول فانی گرداند بمقتضائے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وجود کونی او را جلوہ گاہ خود ساز دہستی او را بہ تیغ وَیَبْرُزُ اللّٰهِ براندازد وازورائے سرادقات عزت ندائے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ در دہند پس سالکے کہ شربت اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ چشیدہ وقبائے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ در پوشیدہ بزبان حال گوید لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

اَلْقَہَّارُ۔ یا متصرف در روز جزا یعنی در وقت فنا گاہے بقا باللہ عطا فرماید کہ لی مع اللہ وقت ازان عبارت است وگاہ در تنزل آوردہ بفنائے دوام شہود مستغنی گرداند۔ یا متصرف در روز جزا باین معنی کہ آن مشاہدہ وقتی را بر بعضے بجہ یسیر موہبت فرماید و بعضے را زیادہ بر آن تا آنکہ فرقہ را بتواصل وتوالی این وقت در وجد بدارد ومسلوب العقل گرداند کہ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ازان مشعر است۔ یا جزا دہندہ در روز جزا یعنی در وقت فنا بعضے را بقائے ملکوتی عنایت کند آن ہم بحسب تفاوت ودرجات سالک است کہ گاہے جلوہ وحدت را شیا بیند تا گوید ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ وگاہے تجلی بر تعین وے واقع شود تا قایل انا اللہ وانا الحق گردد وغیرہا و بعضے را در آن وقت بقائے جبروتی عطا شود وآن نیز بطریق مختلفہ متحقق میگردد تا وقتے سالک بجائے رسد کہ گوید من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وگاہے مقامے طے نماید کہ گوید عرفت ربی بربی الی غیرہا و بعضے را بقائے لاہوتی موہبت کند ودر مقام حیرت بدارد گوید رب زدنی تحیرا وچون سالک خلعت بقا باللہ ولباس معشوقی دربر کرد وغیر بینی از پیش دیدۂ وے برفت ودوری او بحضوری مبدل گشت از حضیض غیبت بذروۂ خطاب برآمد وگفت۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ ترا می پرستیم وبس یعنی ہر خدمتے وعبادتے کہ از ما در وجود آید ہر چند کہ ظاہرا بدیگرے منسوب بود اما فی الحقیقت مر ترا است کہ غیر ترا وجود نیست چنانچہ شیخ عراقی فرماید ہر کرا دوست داری اورا دوست داشتہ باشی وبہر چہ روے آری بدو آوردہ باشی اگرچہ ندانی۔ شعر

بیت
نکل مغری بحجوب یدین لہ ۔ جمیعہم لک قد دانوا وما فطنوا
یکل جملہ خلق عالم تا ابد ۔ گر شناسندت وگر نہ سوے تست

جز ترا چون دوست نتوان داشتن دوستی دیگران بر بوے تست

وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ وخاص از تو یاری میخواهیم ما در اثبات یگانگی توکه دران شایبه شرک جلی وخفی نباشد۔ شرک جلی آن بود که نام غیر بر زبان رانیم وعالم را ما سواے وے خوانیم وخفی آنکه خطرهٔ غیر در دل گذاریم وتاثیرات را از اشیاء دانیم واز موثر حقیقی غافل مانیم۔ مناسب این معنی منقول است که چون مرغ روح سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی از قفس عالم فانی طیران نموده در ریاض قدس جا گرفت ندا آمد که بایزید ما را چه تحفه آوردی جواب داد که خداوندا تحفهٔ سزاوار درگاه تو نیاورده ام اما شرک نیاورده ام خطاب آمد لا لیلة اللبن نه چنین است که تو میگوئی یاد کن آن شب را که شیر خورده بودی وشکمت درد گرفته بود وآن درد را نسبت به شیر کردی۔ هیهات هیهات چه توان کرد۔ بیت

از در خویش مرا بر در غیر بری باز گوئی که چرا بر در غیرے گذری

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر سوی الله والله ما فی الوجود

بزرگے فرماید التصوف شرك لانه صیانت القلب عن الغیر ولا غیر وانچه تو اورا غیر خوانی وغیر دانی ظهور او ونور اوست۔ محققے گوید۔ بیت

یک عین متفق که جز او ذره نبود چون گشت ظاهر این همه اغیار آمد

اللهم انی اعوذ بك منك پناه میطلبم بتو از تو هوش دار که جهان غیر نما است نه غیر است جز این حرف دیگر چیز نیست۔ بیت

رهنمایم باش و دیوانم بشوے وازدو عالم تختهٔ جانم بشوے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بنماے ما را راه راست وآن راه راست کدام است اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی جمله مظاهر جلالی وجمالی مظهر هو است واوست که باسم هادی ومضل فاعل ومتصرف حقیقی است

در جمیع مظاہر پس بنماے ما را کہ فاعل حقیقی یکے بیش نیست غیر او ہیچ یکدیگرے در فعل نہ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ بیان این سر است. بیت

ہیچ جا نیست کہ عکس رخ او پیدا نیست جرم آئینہ بود گر نبود عکس پذیر

استغفر اللہ استغفر اللہ واتوب الیہ امنت باللہ ایمان آوردم بحقیقیتے مطلق وبذاتے منزہ از لوث کثرت کہ باوجود تعینات وتقیدات الان کما کان بصرافت الطلاق بحال خود است کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ صفت او است و بملئکتہ وکتبہ ورسلہ ونیز ایمان آوردم کہ تعینات وتکثرات صور ومظاہر او است واوست کہ باین لباس متلبس شدہ وتجلی فرمودہ وغیر او عدم محض است وجودے ونمودے ندارد ھوھو لیس سواہ تو نیکو دریاب. بیت

اندر آئینۂ جہاں بنگر تا ببینی ہمیں زمان روشن
کہ ہمہ اوست ہرچہ ہست یقین جان وجانان ودلبر ودل ودیں

یا بنماے ما را راہ راست کہ آن استقامت بر جادۂ شریعت است باوجود طوفان دوام مشاہدہ زہے حیرت وحیرانی ابروے تو قبلۂ من بود من گشتہ سجدہ کجا کنم پس چون در مظاہر جلالیہ وجمالیہ بغیر از وحدت منظور نظر سالک نباشد رعایت شریعت وحفظ مرتبہ در غایت صعوبت است ونہایت پہلوانی چہ قبل ازین شہود سالک را اشیا حجاب حق بود وبعد این وقت حق حجاب اشیا شدہ است ہیہات ہیہات چہ توان کرد.

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ راہ آنانکہ انعام کرد بر ایشان بنعمت رعایت ظاہر شریعت در جمیع احوال با تشریف وارادت باطن طریقت بروجہ کمال یعنی ہرچند کہ فیضان مشاہدات الٰہی از سحایب عنایت نامتناہی بر دلہاے ایشان علی التواتر والتوالی میرسد مع ہذا امتثالاً

لاوامر اللہ واجتنابا لنواہیہ رعایت جمیع احکام شریعت از فرائض و واجبات وآداب علی وجہ الکمال می نمایند ومغلوب الحال نمیگردند وبفحوائے کلّموا الناس علی قدر عقولھم ہموارہ خلق را رہنمونی میکنند چہ ایشان کُند ندار وایشان را اصحا گویند وہذا ہو کمال التمکین ورتبت النبوت۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ نہ راہ آنکسان کہ بدوام تجلی جلالی کہ ہر آئینہ زائل کنندۂ عقل وغارق ہستی ایشان است مجذوب داشتہ واز حظوظ تمکین وفوائد آن محروم ساختہ چہ این سالک ہرچند غنی است اما از ادائے زکوۃ کہ ایصال منافع است بطالبان مستغنی است۔ **وَلَا الضَّآلِّيْنَ** و نہ راہ گمراہان کہ غنای وقتی دامن گیر ایشان شدہ از طلب ترقی باز داشتہ است ومتکلم بہ این بیت ساختہ۔ **بیت**

نہ انتظار لقایش بود چنین؟.... کہ در مقابل چشم ہمیشہ صورت اوست

ھیھات ھیھات منازل طریق الوصول لا تنقطع ابد الابدین۔ **بیت**

نہ حسنش آخرے دارد نہ سعدی را سخن پایان بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

شعر

شربت الحب کاسا بعد کاس فما نفد الشراب وما رویت

بیت

ہزار ساغر دریا اگر بیادہ کشم ہنوز ہمت ما بادۂ دگر باشد

آمین چنین باد بحرمت النبی والہ الامجاد وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین

تمت

کتاب مستطاب

استقامت الشریعت بطریق الحقیقت

تصنیف

حضرت سلطان العارفین امام الواصلین

سیّد محمد حسینی گیسودراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من اللہ العنایت وبہ نستعین

الحمد اللہ المتجلی علی المطیع والعاصی القریب من
الدانی والقاصی الواحد لا بحساب الثالث والثانی
الظاهر علی التالی والباطن علی الدانی لیس ظهوره
خلاف بطونه ولا بطونه ضد ظهوره حضوره غیبه غیبه
حضوره ظهوره بطونه بطونه ظهوره وجوده
شهوده کونه وجوده اللهم انت انت لست انت الا
انت والمدح بالاطراء والصلوٰة والثناء بالربا والنما
علی محمد المصطفی المختص المجتبی بالقرب والدنی الذی
ربه تعالی عنه حکی فکان قاب قوسین او ادنی وعلی اله
اهل الهدی والتقی وصحبه منازلة الظلام ومصابیح الدجی
وعترته الذین طهرهم اللہ تطهیرا۔

اما بعد دریں زمانہ کہ تاریخ ہجرت بہ ہفصد نود و دو رسیدیکی اندیشہ کن کہ
ہشتصد قریب انصرام شد آفات ومحن وبلیات وفتن ومصائب وزرایا فی البلاد
والمدن از ہر طرف دامن بذل ایثار افشردہ است ہر بقلیلے وحنیبہ جز فسوس و

کذب مالامال نیابی دست موزہ مقالت اہل تحقیق ساختہ در گمراہی قدمے ثابت واستوار سپردہ نعوذ باللہ من شرور زماننا واہل زماننا نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیٔات اعمالنا ہرچہ بیشتر نظارہ شود دیدہ آید کم جانے است کہ در کمین نیست وکم ولیست کہ در غمین نیست گفتن سلوک را حیا منع کند کہ کدام طالب داد شریعت دادتا توسخن از زہاد وعباد یا رمزے از اہل حب وواد در تمہید بیان ارمی وچیزے براے اثبات واسناد آن اشارتے کنی ذہب العلم واہلہ تحفہ دیگر کہ نطفۂ وجود انسان در صلب پدر ہنوز بر بستہ است و رحمش ہنوز بنیا فریدہ اند تا کہ جمع شود وتا کہ ضم گردد وتا کہ میل بر خروج کند در رحم تا کہ خلقت وقابلیت اوان جذب نطفہ یابد الی ان یبلغ المرء حد الاربعین ازین جہان تحمل شعورے نقد وقت او گردد حکایتہاے صرف شنیدۂ ودر کتب اہل تحقیق دیدۂ یعلم اللہ شنیدۂ فہم نکردۂ ودیدۂ ندانستہ بیانے در معارف وحقائق کہ از جملہ بیانہا باریک تر ونازک تر است زبان دراز کردۂ اللہ اللہ تو بہتر دانی جز اباحت والحاد وبقیقہ وزندقہ نیست خواستم سخنے چند در اتصاف صفات وتعزز ذات اشارتے کنم تحمل خلان وفا واخوان صفا راوہم صدقے گمان حقے در مقال آن ملاحدہ رد ساحت این حضرت کہ بنزاہت شہرت دارد کدورت بدعت واجبار انحراف ہوا را احتمال کند این حکایت را بر شرح اثبات کنم ایشان اقتدا بدان کنند چہ گفتہ اند المرء علی دین خلیلہ وہمراہان را براہ راست بردن وطریق بلوغ منزل نمودن از شروط موافقت مصادقت شمرند ونیز حمیت دین این اقتضا کرد کہ روا نباشد آنچہ حق است مغشوش ماند جادۂ اسلام معوج گردد وہیچ احادے را روا نداریم کہ بضلال وحرمان افتد دستگیری کار ثابت قدمانیست کہ مردان حقند وبحقیقت کار تحقیقے دارند ونام این رسالہ را استقامت الشریعت

بطریق الحقیقت باشد تا اسم با مسمی برابر آید و باللہ التوفیق۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و منہ استعانتہ قال اللہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالیٰ تسعۃ وتسعین اسمًا مائۃ غیر واحدۃ بعضی گفتہ اند اسم عین مسمی است و نزدیک بعضی غیر مسمی فریقین طرف اعتباری را تعلق اند مثلاً زید کہ نام شخصے است اگر کوئی زید عین آن شخص نیست درست باشد اگر گوئی زید آمد و زید رفت ہمان عین مراد باشد پس زید عین آن شخص آید و نشاء ہر اسمے صفتے بود او تعالیٰ کہ بصفت الٰہیت است نام اللہ شد رحمت صفت است رحمٰن نام کردند و قس علیہ الصفات الباقیات و صفات را بعضی گویند عین ذات و نفی صفات کنند یعنی ظہور رحمت از آن ذات شد رحیم خواندند قہر ظاہر گشت قہار گفتند این قائل صفات را اضافی گوید اثبات نفی صفت حیات و نفی علم بر ہوئے دشوار آید الا تکلفے و تحملے کند و قومے غیر ذات گویند حیات و وجود را غیر گفتن مشکل تر باشد و نیز قدیمات ثابت شود و دیگران نہ عین و نہ غیر گویند و قومے گویند کہ بعضے صفات عین ذات است چنانچہ وجود و حیات و بقا و بعضے غیر ذات چنانچہ خلق و رزق و احیا وھم یاخذون الحبل بطرفیہ وھو الحق الحق والتثبت والوفق آمہات صفات بعضی نہ گویند و بعضی ہفت و بعضی چہار حیات و وجود و علم و قدرت ابوالحسن اشعری کہ شیخ متکلمان است ید و وجہ و استوا را نیز اثبات میکند ید حقیقی گوید نہ بمعنی قدرت و کذلک الوجہ نہ بمعنی ذات و استوا نہ بمعنی استیلا اللّٰہم این مرد متکلم متعلق بد لیلے و برہانے است از عین عیان خبرے ندارد ما میگوئیم اگر ید و وجہ و استوا از قبیل تمثل گوید ہم صورت توجیہ باشد در تشکل و تمثل آنچہ نماید

نہ آن چنان باشد لیکن ہمچنان نماید جبرئیلؑ در حضرت مصطفی علیہما السلام بصورت وحیہ کلبی آمدے نہ آنست کہ وحیہ کلبی صورت جبرئیلؑ داشت یا جبرئیل بصورت وحیہ شد اما آنچنان نمودے واگر ذات را گویند کہ دست دارد ہیچو دستے مجبوے مجبوسے کہ او را عصبے وعظمے و او را لحمے ودمے و امنبو یہ وبسطے وقبضے بود صد ہزار انکار با ہمہ استعاذت و استکبار کنیم و آنکہ گوید کہ قاضی عین القضاۃ ہمدانی لمس و شم وذوق را نیز اثبات کردہ است گوئیم اگر مرادش اینست کہ طعامے شیرین بخوری ومضغ وکسر وبلع لذتے حلاوتے کام را احساس شود فاللہ الکبیر المتعال عن ہذہ المقال واگر از معیت وقربت اشارتے کند وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ گوید ہر ذرہ کہ از ذرات وجودات است او تعالی بآن ذرہ است واگر گوئی کہ بعلم وقدرت است علم وقدرت صفات ذات است وصفات ذات غیر ذات نیست عود ھو بر ذات باشد نحن وانا حکایت از نفس متکلم کند وجز این ہر معنی کہ گوئی تاویلے وتخیلے انگیزی۔

چون این دانستی اکنون بدانکہ جزوے کہ حاسۂ لمس است یا ذوق یا شم او تعالی با آن جز است اگر او بان جزء نباشد آن جزء نباشد ولذتے ملائم ومولم کہ آن جزو احساس میکند نکند چہ حیات وقیام آن جزء ہا بدوست سبحانہ پس آن اجزاء را تجزیہ کن الی الاجزاء الغیر المتجزیۃ آن جزو لایتجزی کہ احساس ملذوذ ومشموم وملموس ومذوق میکند بدوست فعلی ہذا این آید کہ این لمس واین ذوق و این احساس آن جزو نکردہ بلکہ ہمان کہ این جزو بدو قایم است وحی ومتحرک ووا جد است آن یافت برین تقدیر وبیان صفت لمس ونعت شم وذوق او را باشد بلا واسطہ وترجمان واگر خلجانے در دل وجانے صورت الحاد واباحت را نقش

بند دو گوید کہ چون واجد ملذوذ و ملموس و مشموم او باشد چہ حلال و چہ حرام ہمہ را قیام در
یک سلک نظام شود گوییم نعوذ باللہ من شر الشیطان و من شر ہذا الطان اشکالے
کہ در قضا و قدر روے نمودہ بود ہمان وجہ این طرف روشن تردیدہ شد قدری و
سنی و اشعری و جبری گوید و اِنَّ اللہ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ خود تقدیر کرد و قضا
راند بلکہ افعال و حرکات را خود آفرید و آنگاہ بران عذاب کند جواب این سوال
و حل این اشکال بر نفوس رجال بر مثال جبال ثقال افتاد بلکہ در محل محال ایستاد
ہر چند مجال مقال طویل الطول و عریض العرض است لکن فیما نحن بصددہ
آدمی دہان بستہ و زبانش خشک تر ماندہ بلکہ بنعت خرس و کلال ناطق است
تا آنکہ صاحب شرع گوید اذا ذکر القدر فاسکتوا یعنی باین ہمہ کہ خود
آفرید و خود کرد و بران عذاب کند ظلم نباشد و شما برین سر واقف نباید ہر آئینہ
یا بر جبر اعتقاد کنید یا قدر و ہر دو وبال بر وبال و نکال بر نکال است **محمد یوسف**
حسینی کہ کمترین مسترشدان و واپسترین متلقنان شیخ الاسلام نصیر الدین محمود اودہی
است رحمۃ اللہ علیہ این مستورہ را از حجرہ استتار در صحن اظہار کرد و حجاب قناع از
سر عروس سر بر آورد و ہر چند کہ محول علماے باللہ را ہر معنی بکر در تحت بیان و تقریر
عیان ایشان است اما ازین سرافراز خود کامہ جگرہا خون گشت دستبردے
میسر نشد و البتہ بر آن فا در نگشتند اگر مردی بگوش دل اصغا کن و ہم تا ہمہ جان
و ہمہ بصر و ہمہ فواد نباشی بدین محذرہ رہ نتوانی برد و این سخن ما نتوانی شنید و
جمال این جمیلہ ذی العز و الحیا را نتوانی دید۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و باللہ التوفیق خداوند جل و علی عناصر اربعہ را از
کتم عدم بشہر وجود آورد لاعن مادۃ و مثال حکماء فلاسفہ کہ ما ایشان را ابالسہ نامیم
ہیولی را قدیم و صورت را حادث میگویند اگر این چنین نباشد تقدیرے و استحالتے

بروے نماید. دورے وتسلسلے پیش آید محققان گویند اللہ مصدر الموجودات ای
مبدءہا ومرجعہا لا مشاحتہ فی الالفاظ براے دفع استحالت اور اگویند ہمیں ہیولی انکار
فحسب میگو اذا اراد اللہ شیئاً اَنْ یَقُولَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ کن را ہیولی
تصور کن وقدیم دان فیکون را صورت تصور کن وحادث بشناس الغرض چہار
طبیعت را ضد یکدیگر گردانید بازبینہا نسبتے خاص خود پیدا آورد تامیان ایشان
ازدواج وامتزاج طبعی حاصل آید وخود امتزاج وازدواج داد آتش را گرم خشک کرد خاک
را سرد خشک بہ نسبت خشکی خاک را با آتش نسبتے شد آب سرد تر است بہ نسبت
سردی آب را با خاک مناسبتے پدید آمد آب را سرد تر ساخت ہوا را گرم تر
ساخت بہ نسبت تری ہوا بہ آب نسبت یافت وبہ نسبت گرمی بہ آتش چون
میان ایشان ازدواج والتیام خواست نتائج ظاہر کردم مردم عناصر را امہات نام
کردند ونتائج را موالید ویکے ازان مولودات آدم است علیہ السلام مرکب
از صفرا کہ نسبت بہ آتش دارد وسودا کہ نسبت بخاک بردو بلغم مناسبت آب است
وخون ہمچو ہوا است. آدمی را بردو صفت ساخت موحد ومشرک مشرک را
بیافرید وشرک مشرک را بیافرید وبودن او در شرک آفرید وثبوت مشرک را
بر شرک الی ان تیم امرہ علیہ اجزا رمائی وارضی وناری وہوائی کہ با او بودہ است
تفرقہ شد میل بکل خویش بردباز آن اجزا متعینہ متشخصہ در آن نفس معین کہ صفت
تعین گرفتہ بود باز جمع آورد چہ در ترکیب صفتے گرفتہ بود غیر آن کہ من قبلہ بود بازگشت
او بکل خود میسر نباشد کہ بہ نسبتے غیر او گشت جز از طرفے کہ رفتہ بود بازگشتے دیگر نماند
کہ او را ہم با او نسبت است پس بعث کرد ہم با آن شرک واین خلقتے دیگر است
با آن شرک کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون دوزخ را او
آفرید وآنچہ مولمات وموذیات است او آفرید آتش را آفریدہ وصفت

احراق در وی او آفرید و آتش را بر تن مشرک او گماشت و سوختن را در تن مشرک او آفرید تقبل آتش تن مشرک را او آفرید و وجدان الم مشرک را آفرید نعره و فریاد و گریه مشرک بسبب ایلام و وجدان الم او آفرید اکنون تو چه میگوئی درین بیایے که ما کدام ظلم در کدام صورت روے نمود و جبر از کدام دریچه سر بیرون کشید او خود با خود بازو با غیر نپرداز د اگر چنانستے که مثال ما با خداوند تعالی همچو سلطان و رعیت یا چنانچه خداوندگار مالک و بنده مملوک ما ئیم سلطان سلطان است هرچه او فرماید بعد ازان فاعل مامور و مفعول را عذاب کند گوئیم ظلم کرد خود کرد خود ساخت خود فرمود خود عذاب کرد ظلم چه گذر دارد در بیان ما اشکال قضا و قدر انحلال یافت و وهم و خیال و قدری و جبری اضمحلال پذیرفت و بحث کما هو المقصود و المطلوب اثبات شد و آن بحثے که حکما، فلاسفه در هیولی و صورت محض بیان کرده اند و ورا آن ندانسته هباً منثورا گشت فانا اقول وعلیه اعول و فی میدان تحقیق اجول ان البعث حق والنار حق و ان الله لا یوصف بالجور و الظلم یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَاکَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ۔ وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ

اکنوں باز گردیم بسر سخن چون دانستی که واجد لذت و راحت و ذائق و نفرت کراهت اوست بهشت و حورا و باغ و صحرا و دوزخ و آتش و حرقت و جوعت همین میدان مطیع را بهشت و حورا و راحت و مدح و ثنا کافر و مشرک و عاصی را آتش و احتراق و قدح و هجا آرے مومن مطیع نسبت بلطف دارد و

؎ ۔ در سوره ابراهیم همینقدر است یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ و در سوره قصص تمام آیت اینچنین است وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَاکَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ۔ حضرت مخدوم هر دو را جمع کرده اند س ع ح

مشرک بدبخت نسبت بقہر بہشت را صفت لطف آفرید ہر آئینہ ہر کہ آن سِرّ نسبت دارد ہمان سوے رود و اگر زود ببرند ہمان رابطہ جنّیت کشالہ کنان آن طرف کشد شنیدہ بعضی دوستان خدا اثر از زنجیرہا نور در گلو کنند کشالہ کردہ در بہشت برند این زنجیرہا ہمان رابطہ است واعداء اللہ را کہ باوے شریکے گفتہ اند غیر او را پرستیدہ و از روے غافل ماندہ یُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ شان ایشان را بیان کردند و اگر کسے سوال کند کہ دوزخیان در دوزخ چنان باشند چنانچہ سمندر مر آتش را و ماہی مر آب را اینجا اشکالے پر شکالے سوالے پر جدالے سر بر کرد کہ زبان بیان اینجا لالست و قدم سروران تحقیق پی بریدہ است فعلی ہذا باید دوزخی را در دوزخ آن راحت باشد کہ سمندر را در آتش و ماہی را در آب کہ ہم ازان رستہ است ہمدران باشد و قوامش ہم بدان و این خلاف مُعْتَقَد و عکس مقال انبیاء اولوالعزم است علیہم السلام کہ مبناء دعوۃ جملہ انبیا بر وجدان ایلام و ایصال غیر بلائم است یگان یگان خود چہ گوئیم معلوم ست قصہ دراز گرد محی الدین ابن عربی دفع اعتراض قرآنی را عذاب را مشتق من عذوبۃ الماء گوید یعنی ایلام نباشد آن عذابے کہ در قرآن است بدین معنی بود و لیس ہذا التاویل علی التعویل فیہ مخالفۃ اجماع ادیان الحق والاخبار الصحاح الواردۃ من النبی الصادق و ہم آیات دیگر کہ آنجا لفظ عذاب نیست اثبات ایلام ایذا است بعبارتے دیگر صریح ترکہ آنرا فقیہ مفسر خواند جاے تاویل و تحمیل نیست نعوذ باللہ منہ محمد یوسف حسینی کہ قبسے از نار اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ اقتباس کردہ از مشکاۃ مصطفوی چراغے افروختہ و از زجاجہ مرتضوی صفائی یافتہ روشن تر گوید اگر انسان ہمچو سمندر یا ماہی استے ہمین آمدے کہ متوہم را مزاحمت کردہ است و از دائرہ تحقیق بیرون بردہ است کہ اگر انسان ہمچو نار بسیطتے و مثال سمندر ہمانجا رستے

بودستے سخن قائل تحیل بر نہج صوابستے ولکن فیما نحن فی تحقیقہ مرکب است یک جزواو آتش واجزا باقی مخالف وایلام عبارت از ایصال غیر موافق واتصال غیر ملایم است۔

چون معیت فیض وقربت علم وقدرت راشناختی اوسبحانہ باہمہ اشیاء است بعلم وقدرت نہ خارج است نہ داخل نہ قریب است نہ بعید نہ متصل است نہ منفصل مرتضی کرم اللہ وجہہ ازین حدیث قصہ کرد گفت انہ مع کل شئی لا بمقارنۃ وغیر کل شئی لا بمزایلۃ قرب وبعد اجسام اینجا مقصور نہ افتد ارباب معانی شناسند کہ وصی نبی بیانے بدیع فرمودہ حرفے از نحو باسمے ورسمے صرف توان کرد جملہ فعل اللہ بدین کلمہ اجرا کنند اشکالی بلا مباشرت وملاقات باشد درحکایت ابوعلی فارمدی کہ از گرگانی روایت کند اشکالے وشبہتے نماند ان الاسماء التسعۃ والتسعین تصیر اوصاف العبد السالک وھو بعید فی السلوک غیر واصل گرگانی را در بیشۂ سلوک شیرے دان ہرچند کہ در دام او ہر صیدے افتادہ است در فتراک او ہر شکارے کہ بستہ اند باز آن شہسوار اسپ ہمت را از تاخت وباخت باز نداشت واز جولان گری نہ ایستاد وتو کہ گرد این میدان ندیدہ وغاشیہ مردے نکشیدہ بدین سخن کجا بری کہ غبارے از نشان آن میدان نیافتہ اما ما روشن تر بگوئیم شرحے کہ موجب انشراح دل تو باشد بکنیم بدانکہ ملکت وملکوت است ولاہوتست وجبروتست ملک عالم شاہد را گویند وہمیں را ناسوت خوانند ملکوت باطن شاہد آنچہ شاہد بدان قائمست وخلاصہ اوست ولاہوت آنست کہ ملکوت بدان قائمست وخلاصۂ خلاصہ است جبروت عبارت از مجموع ملک وملکوت ولاہوت است مثلاً قشر جوز عالم ملکست مخ جوز ملکوت

ن ازین نحو ان اجرا کنند بلا مباشرت وملاقات باشد

ومغز مغز لاہوت وچون جوز را با پوست ومغز ومغز مغز اعتبار سے کنی جبروت باشد
ہر چہار چیز در انسان بالفعل موجود است قالب ملکست روح باطن انسان
وخلاصہ است وقوام بدوست ملکوتست روح روح کہ خلاصۂ خلاصہ است
وباطن باطن است وقوام روح بدوست لاہوت است وچون این مجموع
را اعتبار کنی جبروت گوئی فیض قدسی کہ قدیم است آنرا کہ حکیم نفس جزئی عبارت
کند با بنیۂ ہر بشر متعلق تصور کن کتعلق الملک بالمدینۃ والعاشق بالمعشوق
قریب ہمچو قرب اجسام نیست کذلک بعید نیست متصل نہ منفصل نہ داخل نہ خارج
نہ فیض قدیم قدسی کہ از قرب وبعد واتصال وانفصال جسمی منزہ است از رگ
گردن تو بگردن تو بتو از تو نزدیک تر است. بچشم تو از سیاہی چشم تو بتو نزدیک تر
است آن فیض قدیم محتجب است بہ تتق عزت وکبریا ومستتر است باستتار
تفرد وحجب استعلا واین حجب بہ نسبت اوست کہ حجابہ النور لو کشفہ
لاحرقت سبحات وجہہ ما انتھی الیہ بصرہ من خلقہ وحجبے کہ
ازین جہت وازین سو است مثل سبعی وبہیمی وشیطانی وملکی واغلظ الحجب
واکشفہا وادومہا الاستار واثبتہا وہم دوئی وخیال ہستی تست
چون بدوام توجہ تمام وپاکی نفس ومجاہدات التزام شود حجب ظلمانی کہ آن را
نسبت بسالک گفتیم ونورانی کہ آنرا نسبت بالہی وملکی وانہادہ ایم از پیش دل سالک
بخیزد فیض قدیم کہ باویست مکشوف شود خود باخود نظاہر گردد در ہر ظہورے بصفت
من صفاتہ تجلی کند لطفاً وقہراً کرماً وکبرا برحسب آن صورتے ملایم تجلی کند تا اگر آن
رو دصورت آنجا چہ نقش بندد ورنگ آمیزی چگونہ رخ نماید کہ این بیکر از عالم
بیچون چگونگی آمدہ است آرے سالک را آن استعداد ہنوز نیست کہ در عین عیان
معاینتے کردہ است ودر آن عین محو گشتہ تا اثرش نماندہ است خدا ارادت

رحمت وخواست قبول طاعت را صورتے آفرینید کہ آن احسن الصور
واجمل النقوش واملح الاشکال باشد لکن شفاف صاف عکس پذیر
جمالے لایزلے کہ بعینہ ذات قدیم نامند بروے تجلی کند بعکس عکس سالک محظوظ
باشد وآنکہ بصیر را بیند وبصرے کہ بہ ذات منزہ نسبت دارد مشاہدہ شود وراو
آن نیست کہ گفتیم فیض قدیم کہ برمثال شبنمے از ہفت دریا است یا ذرہ بمقابلہ آفتاب
متصف شد بہمہ صفات من لہ الکل بالکلیۃ وھو الکل وکل
الکل وکلیۃ الکل وانسان کہ انسان است در عین مردم نہا نست ہم آنست
ہم آنست قول گرگانی ترا درست ترفہم شد یا نہ کہ نود نہ نام صفت سالک شود و
سالک ہنوز تمام نشدہ باشد سیرش تمام نگشتہ۔

قولہ وہو بعید فی السلوک احتمال دو معنی دارد یکے آنکہ ہر چند کہ متصف بصفات
نود نہ نام شد این صفات را تجلیات لا یتناہی وصور غیر منحصر است لا تجلی فی
صورۃ مرتین ولا تجلی فی صورۃ لاثنین ابو طالب مکی صاحب قوت القلوب ہمین
بیان نشان دادہ است ای عزیز رسیدہ باشی بدانی کہ چہ میگویم چشیدہ باشی بشناسی
کہ درکدام گفتاریم اگر روزے سالک را صد ہزار تجلی شود این نوع را فرضی وتصوری
مدان واقعی است میان ماکسے است کہ یکساعت چند ہزار تجلی بروے شود
ہیچ یکے با دیگرے برابر عین بعین نہ دریغا تحفہ تر وعجوبہ تر آنست کہ ہر سالک تجلی شود
چنانچہ در وصف وبیان قایلان وواصفان درنیاید سبحان من لہ کل یوم
شان ولا یشغلہ شان عن شان كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ تا سالک
خواہد کہ دریابد ومحیط ومدرک اوگردد بیند کہ صفتے دیگر است تا آنکہ بخود باز آید بینند
نداند کہ چند بود امانماینده داند آنہ عالم بالجزئیات والکلیات یا ہمان
باضداد خود باز گردد یا باوصاف ونعوت دیگر بشود وصورتے تجلی کرد عاشق ومبتلا

ن شود چہ این صفا

ن این نشان

گرداشیده دیوانه و واله ساخته ابدالاباد گذرد که آن مرد در آن درد بسوزد دمارش برآید سوخته نا ساخته افروخته نادوخته در دمهد بے نیاز مندے وا مانده درمانده درویشے بی خویشے بے بسے وبے پیشے مانده و هرگز آن مراد را بدام خود نیابد در داید را از ین برافتاده پرسند که چه باشد اگر اینچنین کس را رسیده گوئی شاید و اگر نایافته خوانی شاید این مفتول موصولست این مشتاق مهزول است این بمقصود رسیده است وہیچ وقتے روی مراد ندیده است این عصاے طلب از دست انداخته است نعلین مسافرت از پاے کشیده است پالهنگ جد و اجتهاد از کمر عزیمت کشاده است و توشه عزیمت به بخشش داده است پای در زاویه فراغ دراز کرده به تکیه بے غمی نشسته بلکه بی غم و بے هم غلطیده است اما سفر رخت سفر ماند نخست بپاے میرفت اکنون بسر رود بے پایش بریده اند نعلین که پوشد کمرش شکسته پالهنگ برچه بندد دست تصرف کوتاه گشته است عصا که گیرد زاد بر باد داده است ذخیره چه سازد زاویه خراب گشته است قرارگاه کجا کند دماغش سودا زده است خوابش در آئینه جمال خیال روے چگونه نماید سفرے که من قبل داشت تمام شد هر مجاهدتے و مشققتے که بود پس گذاشت اکنون راهے پیش آمد که رهبر نماند و همرهے نباشد مرحله نه بیند منزلے و مقرے را نشانے نیابد یک ساعت و یک زمان قرار را احساس رفت امید مبلغے و مامنے منقطع گشت یک ساعت رونده از سیر نه ایستد و در امکان نباشد که مبلغ برسد اگر ترا پرسند هل یعلم الله القهار عدد انفاس اهل الجنة والنار و عدد سنين اعمارهم وانواع ما فيهما من الماكل والمشارب والانهار والاثمار فليقل ان الله لا يوصف بالمحال تعالى عن العجز والانحصار قال الله تعالى قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ

اَلْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔
از اتصاف باسما وتخلق باخلاق وصفات سالک را دو چیز متحقق شد یکے دردے بی نہایتے دوم مشاہدۂ دریاے بے پایان۔ ابو الحسن نوری از بی نہایتی ودوری این راه نشان دارد که اگر منم او نیست واگر اوست من نام ثنائی میگوید۔

بی منت او تا ثنائی با منت ۔ با ثنائی زین قبل درمانده ام

میگوید سبحانه لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ فعلی ہذا اقلام ہم بران قیاس باید کتاب کذلک وصورت کتابت وصور ایات کذلک از کلمات ربی چه مراد داری وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ مجموع این مفردست فیض را غیر امتزاج ہائی وخلط صورت عنصری مصور بصورت آدم کرد عیسی نامش نهاد مسیح ازان گفتند که از اوصاف اختلاط وامتزاج بشری که فیض قدیم به آن متعلق بودے وخود را بدان صورت نمودے مسوح بود در انجیل یوحنا است لقد کان مبتداء الکلمات لدی الله لتکون کلمته الله هی العلیا کلمه را در کلام کرد لا اله الا الله لا اله نفی ما استحال وجوده الا الله اثبات باستحال عدمه ظہور این را مثالے بشنو چنانچه سراب وہوا سراب صورت ہواست وہوا معنی سراب ظہور ہوا جز بصورت سراب نیست وقوام سراب بی ہوا نه آنکه الطف الاشیا باشد ظہورش جز بمثالے بنود عکوسے وظلالے است اینجا عینی ومثالی است اینجا سالک ہمبرین کلمه ملازمت نماید تا از صورت کلمه بمعنی رسد واز ظاہر بباطن نظر افتد کلمه بحقیقت خویش متجلی شود اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ در صورت عنصری متحدم يُوْحٰى الی ظہور فیض قدیم بر من است ہر که سلوک کند چنانچه محمد کرد لقاء فیض قدیمش باشد فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ

رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا شرط آنکہ جزمرا وکشف آن حال وآن ارتحال
نباشد وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖ أَحَدًا اعہدے وثیقے وعقدے
عقیدے کردہ است أَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ہر وجودے راکہ
تصور کنی وجہ منہ الی ربہ وھو الفیض القدیم الازلی الابدی
ووجہ منہ الی نفسہ وھو المبتداء والمصور المجبول المجعول
آن دوئی کہ نسبت بقدیم دارد ویبقی علی الاباد والازال کان و
یکون وھو الان کما کان ویکون اما بحسب تعلقے کہ کردہ است غیر
یکدیگر نماید چنانچہ زجاجہ بحسب محاذی ومقابل رنگا میزی کند او چنانچہ
ہست ہست لایتغیر فی ذاتہ ولا فی صفاتہ بحدوث
الاکوان والموجود لایصیر معدوما بل ینتقل من صورۃ
الی صورۃ ومن ہیئۃ الی ہیئۃ فیض قدیم فانی نگردد اما تعلقے کند
از صورتے بصورتے وہیئتے بہیئتے العالم متغیر متعلق اوست نہ او کُلُّ مَنْ
عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ أَیْنَمَا
تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ این مکان بشری گو خواہ ملکی خواہ شیطانی خواہ ارضی
خواہ سمائی خواہ عرشی بر صراط فنا وسبیل زوال است اما وجہ اللہ ہر موجودے
را ابد و توجہ است کما قیل لایقبل الفنا بل یتجلی ونباید کہ در وہم تو بگذرد
کونہ فی مکان وحلولہ فی محل است تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا ظاہر معنی
لفظ اینما اگرچہ ہمیں دلیل کند اما وَهُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ را
چہ معنی دانستہ اینجا ہمیں معنی بدان و دیگر چون این معنی محقق شد کہ ہیچ جزوے
از اجزاء لایتجزی نیست کہ او تعالی با آن نیست بصفت قربتے کہ لائق آن
حضرت باشد در اینجا چند اجزاء لایتجزی تصور کنی واو تعالی با ہر یکی باشد اگر بدین

نسبت اینما را برظاہر دانی حلول حادث در قدیم بنا شد وآنکہ قاضی عین القضاۃ در رسالہ مکانیہ خواستہ است کہ اثبات مکان کند مکانے کہ لایق قدیم لطیف باشد اگر بدین بیان بودے کہ ما گفتیم نیک بر صواب ونزاہت آنحضرت بودے۔

احتمال معنی دوم کہ در مقال آن مالک الاحوال سید الرجال سدید الفعال حمید الخصال المتخلق باخلاق اللہ الکبیر المتعال المحو المطموس الفانی فی الاباد والازال الباقی الثابت باللہ لم یزل ولا یزال گفتہ بودیم وھو بعید فی السلوك غیر واصل السیر الی الصفات والاسماء وھو کون السالك باتصافھا والتسمیۃ بتلك الاسماء تمام شد اما محو در ذات وبقا بذات کہ عبارت از مقدمات وصول است نشدہ است ہر آئینہ در سلوک باشد واصل نگشتہ بود وَاِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَہٰی سیر الی اللہ تمام شد۔

اما السیر للہ والسیر فی اللہ والسیر باللہ والسیر من اللہ الی اللہ ان شاء اللہ العزیز اکنون آغاز شود اگر خواست خدا باشد زبان اینجا لال است مقال اینجا کلال ست عبارت پے گم کردہ است اشارت رہ روی ندیدہ است حدت بصیرت کند گشتہ است براعت فہم پژمردہ است ہیہات ہیہات در ہیہات حیرت اندر حیرت است بیخودی در بیخودی۔

وصول عبارت از شعورے خاصے است یقین گردد کہ تو نہ او ست یکے از یکے چہ زاید ہمان یکے یکے در یکے چہ باشد ہمان یکے یکے با یکے چند بر آید ہمان یکے از ین فہم چو بیان کنم بیان عیان نشان از عالم کثرت دہد

سہ۔ یعنی شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ع ح

عیان را بیان نیست بیان را عیان نه زیرا چه نه عیان است و نه بیان واصل
آن بود که تصور فصل شو و فصل نیست وصل چه باشد هو الاول هو الدایم هو الاخر
همه جهان را او محیط باشد بیان که کند و از چه کند تصورے و شایبے انگیز دیگر
ثنطیه در بیان آید چیزے اشارتے بد و تواند کرد لاحول ولا قوۃ الا باللہ اشار
چه باشد من اشار الی التوحید فهو عابد وثن من والی در اصل
عدم اند اذ او متی در بود نابود اند فی وعلی در وہم و خیال گم اند کو نه وجوده هو هو لا
هو الا هو صدیق اکبر گوید سبحان من لم یجعل للخلق سبیلا الی
معرفته الا بالعجز عن معرفته با این همه میگویم اینت باقی اثنینیت
ثابت اگر این بنودے این قدر گفتار بنودے دریا بجنبید موجش نام شد تصاعد
کرد بخار گفتند متراکم گشت ابرش خواندند چکیدن گرفت باران گویند روان
شد نهر گشت باز بدریا پیوست همان دریا شد که بود بیت

فالبحر بحر علی ما کان فی قدم ان الحوادث امواج وانهار
لا یحجبنک اشکال تشاکلها عمن تشکل فیها فهی استار

این تحریک و این تصاعد و این تراکم و تقاطر و این جری و ارتفاع
اینت و اثنینیت است جنید را از حقیقت پرسیدند گفت مطربے گفت

وکنا حیث ما کانوا وکانوا حیث ما کنا

آمدن نیست رفتن نه ماندن نیست بازگشتن نه سهل عبد اللہ
آسان تر میگوید یا مسکین کان اللہ ولم تکن ویکون ولا تکون وهو الان کما کان
ویکون فکن انت کما کنت وتکون۔ قوله فکن انت کما کنت وتکون عین انت
و صرف اثنینیت است هو تعالی متکلم بکلام واحد ازلا و ابدا روا نباشد که
درکلام او میان امر و نهی تفرقه کنی و از حرفے بحرفے انتقال روا داری یاگاه

تازی وگاه عبرانی وسریانی گوید ویا زمانے گفت وزمانے ساکت شد تعالی اللہ عن ذلک انہ من الحدثان بیندیش میگوید لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یکساعت ویکزمان لطیف ازین گفتار انحصار نیست او خود باخود ازخود میگوید وخود ازخود باخود می شنود لمن الملک الیوم وخود باخود خود را جواب میدہد ﷲ الواحد القہار ازلاً وابداً ہمہ درہا ویہ بودنا بود اند ودرعین شہود بی وجود اند وشہور وسنات وایام وسبعات وآوان وآنات باعتساب شمس وقمرست کہ مرتبط بدورفلک اند ولیس عند اللہ صباح ولامساءٌ وآنچہ درکلام مجید غائب حاضر شدہ گوید ومنتظر را واقع شدہ داند حال را بطریقہ ماضی باز آرد ہم ازین باب فصلے بیان شدہ است اگر یکان یکان گوئیم گفتار دراز شود مقصود ما اختصار است مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ہم ازین کتاب دان وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ تلویحی ہم ازین لحظہ روشن کردہ است ۔ بیت

امروز پری ودی وفردا ہرچہار یکی بود توفردا

چون اثبات اثینیت شد وتحقیق اینت گشت سیر سلوک چگونہ تمام شود۔

وہو بعید فی السلوک غیر واصل دومعنی دیگر احتمال وارد باعتبارے آرامیدہ وقرار گرفتہ تصور کن وباعتبارے نارسیدہ ودر سلوک مضطرب میدان بدو تعالی کسے را رہ نیست ماندن ہم وجہے ندارد فلیتق بین وصل وفصل بوصال رسیدہ این وصال آن نیست کہ موجب ملال وبازماندن باشد ہمت بازگشتن نمی دہد کہ چون رہ نیست اکنون بس کنیم ہم بدان کہ امکان

بود قانع گردیم و آنکه رسیده است سیرنمی گرددمیجوید میجوید سر بر آن در میزند میزند و میدانند که قابل ره بردن نیست این سخن از عاشقان بشنو ند صورت پرستے گوید بیت

عجبے نیست که سرگشته شود طالب دوست — عجب اینست که من واصل سرگردانم

احتمال دیگر مولانا محی الدین ابن العربی و آنکه متابعان او اند چنان که عبدالرزاق وغیرا وجمعے دیگر از صوفیان که ایشان دم از مقام توحید و تحقیق زنند چنین گویند هو سبحانه عین الاشیاء و را این وجودات وجودے نه اوست که بهمه صور و اشکال ظاهر گشته هُوَ الظَّاهِر هُوَ الْبَاطِنُ اما جدا و ند انند یکے هم از ایشان گوید بیت

آنکه بر آمد بهبزم مجلسیان دوست دوست — گرچه غلط میدهد نیست غلط اوست اوست

این عارف محقق را بعد این شعور سیر و سلوک تمام شد باین همه وجودے لا تینا هیت از نظر ره و وقوف ساعتً فساعتً از سیرے بسیرے خالی نباشد وهم یگانگی هو هو میسر نیست گفتیم اینت واثنینیت باقیست اولاتینا هی فراغ از کدام ره در آید مگر بلاهت حماقت وخجالت و ملامت و آنکه گوید بدین شکل بیان کردن منتج نه افتد لا حول ولا قوۃ الا باللہ نتیجه شکل وحد وسط و اصغر و اکبر صغری و کبری رابطه ونسبت اینجا چه نسبت داشت هرچند که آب دریا بدریا پیوست آن آب دریا که صور مختلف نمودنامے باخود برد همین نام او دوی شد اگر حلقه متساوی الاطراف بخطے و نقطهٔ وهمی دو نیمه کنی باز آن خط از میان طرح کنی حلقه آنچنان نشود که من قبل بود اثرش باقی باشد فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی همین حکایت کرد دائره راستے بود این دائره احدی را خط احمدی دو نیمه کرد و باز گشت هم باصل دایره شد دائره

آنچنان بماند که پیش از تصور خط ونقطه بود وتصل که با صل یگانگی نه پیوست جزو من الکل تمثیل شود جزو کل را چون محیط تواند بود تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ جزو را از کل چه آگاه قطره را از دریا چه خبر این جزو را همتے بخشیده است خواهد کل بکل باشد وآن ممکن نه نیست گشت بکل پیوست عین بعین شد هو هو وهم بردا ما اطلاع واشراق بروے نشد بضرورت از سلوک نه ایستاد و واصل تصور نکرد ابویزید از مقری شنید وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ سر بر دیوار زد گفت چو مید انستی که بتو ره نیست طلب خویش در دل گدائے چرا انداختی از شقیق بلخی پرسیدند ما الحقیقة قدرے قند در دست گرفت پرسید که این چیست همه گفتند قند و از ان قند چند صورتے کرد از هر که پرسید گفتند که این پیل است واین اسپ است واین آدمیست باز بشکست این صور را غدّه ساخت چنانکه بود قند همچنان گرد و باز پرسید که این چیست گفتند قند فرمود هذا بیان الحقیقة هرچند که بازگشت هر یکے بقند شد واصل هر یکے هم از قند بود اما پیل مخصوص بپیلی وتمام هم پیل شد کذلک اسپ و آدمی این خصوصیت اینت واثینیت آمد واگر گوئی که این همه وهم است فلیکن وهم آمد او آمد دو شد ند لابدی دوئی آمد اتحاد کما هو متصور نیست آدمی را کجا ممکن که جمیع اشکال وصور را که او بدان متشکل است محیط شود در کے گردد واگر صد هزار سال در سیر باشد با نتها رسد سیر تمام نباشد ووصول کما هو ممکن نگردد۔

جمعی از ابدال چهل وچند نفر را چند سخن پرسیدم یکی از شریعت گفتم شما اهل سیراند وصورت اهل سیر آنست که زمین تمامی منزویست هما نجا که قدم شما است واگر در مشرق است مغرب همان است واگر در جنوب است شمال کذلک زمینے است که بدان زمین طلوع

فجر اول است و در زینے غروب است دخول وقت مغرب است و در زینے ظہر ست و در زینے عصر اگر بجائے صبح بود شما نماز فجر آنجا ادا کردید باز بر حکم طیرے کہ شما وارید در زینے رسیدید کہ طلوع آفتاب نشدہ است بدان مقام رسیدید کہ غروب است حال نماز عصر چہ باشد شما اینجا چہ می کنید ما را بیاگاہانید تا بدان مستفید باشیم کہ بر ما مشکل است و سخن دیگر شما یکے را در دوزخ بردید و در قعر دوزخ ایستانید بہ واز اسرار آن اطلاع دادید چون آن شخص باز بعالم ملک آمد باید آتش این عالم بہ نسبت آن آتش ہفت درجہ سرد ست نسوزد محققان و عارفان و اولیا و انبیا را سوختہ است دیگر گفتم آنکہ مطلع بر ضمایر و اسرار باشد و از حال و کار آئندہ داند ہر نفسے دیگے سر پوشیدہ میجوشد زن و پسر و شخصے دیگر کہ وے را با و نسبت است پنہانی ایشان را مرد مکشوف علیہ مطلع است پس چہ کند قریب خود را ہم بدان گذارد مداہن و مباحی باشد یا بر موجب آن اقامت استحقاقے کند ہر دو میسر نہ و سخن از عالم حقیقتہ پرسیدم شما میفرمائید کہ ہمہ اوست بیک زبان و بیک اتفاق ہمہ گفتند آرے گفتم این کہ فرمودید ہمہ اوست حل ہمہ بر وے چگونہ درست آید این سخن را کیفیتے و بیانے ہست یا نہ بر من عاجز مسکین در ماندہ مضطرب گشتہ برنجیدند گمان بردند کہ مگر بطریق الزام و احجاج میگویم باز بانصاف آمدند سخن را جوابے نبود اقرار بعجز بود اما گمانے بر من بردہ بودند دانستند مگر بالزام میگویم ازان بازگشتند بہ صلح رفتند۔

نہایت بیان بدین جا بود کہ ہمہ اوست و آن درست نہ سیر و سلوک چگونہ تمام شد و اصل بچہ اعتبار گشت در این بیانے کہ کردیم سیر فی اللہ و از سیر باللہ و از سیر من اللہ محقق مثبت شد و لیکن تعین تشخیص نکردیم کہ بر عارف ذایق و بر شاہد و اجد پوشیدہ نیست و آنکہ خواہد در کلام ما

بے مشاہدہ حال سخنے پیوند دفسردہ ماند درست نرودعجز خویش خود داند مگر طالب گردد اما السیر من اللہ الی اللہ اکنون آغاز شود۔

دوم احتمال معنی قول گرگانی است گویم آن شیر بیشۂ حقیقت آن گرگ بادیۂ قربت آن نہنگ دریاے وحدت آن پلنگ قلۂ صمدیت چنین می فرماید وبرین جملہ اشارتے می نماید اگر ذات او را تنزیہ وتسبیح کما ھو حقہ کوشش کنی بجاے رسی کہ جز عبارت از مثال نقطہ نبود کہ بہمہ وجہ از تجزیہ وتقسیم قابل نباشد وجز تصور ذہنی را مجال مساغ نہ واگر از ابتدا وانتہا واز عدم تناہی او شعورے یابی این جہان وآن جہان وصد ہزار این وآن در تصور آدی شبنمے از ہفت دریا با دریاے محیط کمتر باشد چہ کنیم در مثال جز این عظیم تر نیست ورنہ بدان تمثیل کنیم۔

چون این دانستی محی الدین واتباع او ومحققان دیگر کہ یک وجود گفتند متمثل بدین ہمہ وجودات است این جہان وآن جہان باہمہ نعیم واسباب آن وجحیم باہمہ موذیات وموالمات آن وعرش وثری از ہر قل وکثر وجل وحقر یک وجود است وورا آن وجودے نہ اما محمد حسینی کہ مستنیر بنور مرتضوی است ومستضی بضیا مصطفوی است میگوید با این ہمہ وجود است کہ گفتند کہ آرے فیض اوست تعالی بہمہ صور واشکال متصور متشکل وورا این وجودات وجودے است کہ این فیض باہمہ صور واشکال خود بجنب آن وجود وبحساب آن ذات بصد ہزار مرتبہ کمتر از شبنمے بمقابل دریا ومحیط وہفت دریا وقلزم باشد کرات ومرات بلکہ ہر زمان وساعت ازین وجودات درگذشتند ووراء آن سیر کردند الی ما شاء اللہ بنود احساسے بنود فہمے بنود عینے معینے شئے ہست بود ہست باحساس باریکتر ونازکتر توان دانست۔

روز ولادت حسین علی رضی اللہ عنہما فرشتۂ را جبرئیل بحضرت مصطفےٰ علیہ السلام آورد و گفت این فرشتہ روزے بی ادبی کرد از خدا تعالیٰ خواست طیرانے کند وانتہائے عرش را دریابد فرمان شد تو دانی بپر سنین ہفتاد ہزار سال بپرید پرہا بریخت باز از خدا تعالیٰ دیگر پرہا بخواست یافت باز ہفتاد ہزار سال دیگر بپرید پرہا بریخت باز دعا کرد باز یافت سہ کرت ہمچنیں کرد ماندہ شد و پرہا شکستہ افتاد گفت خدایا عرش تو بدین حد وسعت دارد فرمان آمد از یک طرف کنگرہ بدوم طرف نرسیدۂ اقرار بعجز کرد خدایا القہر و غلبہ شناخت التماس پرہا کرد و فرمان آمد تو بی ادبی کردۂ آن روز کہ حسین علی رضی اللہ عنہ بزاید دست او بر تو بمالند ترا پر دہند دست حسین علی رضی اللہ عنہما بر وزدند او پر یافت یک مخلوق متصور متشکل کہ فیض قدیم بدان صورت بود این صفت است و این فیض ازان ذات بصد ہزار در ہزار چہ گویم نمیتوانم گفتن کمتر است چگونہ برابر شود و این محرومان ازچہ وہم گویند ورا این وجودات وجودے نیست ہم بعزت آن جلال وہم بہ بزرگی آن حضرت ہر کہ این گمان بر خدا تعالیٰ را نشناخت و نرسید و دولت معیت قربت بد و روے ننمود وَ اللّٰہُ مِن وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ او باہمہ ازہمہ و باہمہ و بی ہمہ ہمہ او و ازہمہ بیرون او و ہیچ یکے از وے نہ و بد و آگہ نہ و ہمہ نہ او و نہ او ہمہ ھو الکل ھو کل الکل ھو کلیۃ الکل و کلیۃ الکلی ھو کل کل الکلی و کلك و کل کلك ھو ھو ھو لا ھو الا ھو السیر من اللہ و الی اللہ اینجا تمام شود اکنون اندیشہ کن اینجا سالک گمان برد کہ واصل شدم و سیر سلوک تمام شد۔

شریعت است و طریقت است و حقیقت است و حق الحقیقت

وحقیقتہ الحق والحق اما شریعت عبارت از گفت انسان کامل ست وطریقت
از کرد انسان کامل است وحقیقت عبارت از دید انسان کامل ست
وحق الحقیقتہ عبارت از بود انسان کامل ست وحقیقتہ الحق عبارت از بود
بود انسان کامل است والحق عبارت از بود بود و از بود نابود ست شریعت
وطریقت را دفاتر ومجلدات مستغرق شدہ بیان وگفتار را و را اندازہ کجاست
مارا گفتن زیادت باشد اما حقیقت را ہم مثالے ونظیرے در کلامے ومقالے
آرند کہ عبارت از دید ست مصطفی می فرماید صلی اللہ علیہ وسلم کما ترون القمر
لیلۃ البدر لا تضامون فی رویتہ شیئا التمثیل بالنسبۃ الی
الرای لا لمرئی وبینندگان جز این ہم گویند وجائے دیگر فرماید رائیت
ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ وہم میگوید فی صورۃ امرد
شاب قطط صحابی گوید رأیت ربی فی صورۃ اُمّی و در قرآن ہم
ازین بیان نشان دہد یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ وَجَاءَ رَبُّکَ
وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ
احمد حنبل گوید رحمتہ اللہ علیہ رائیت ربی فی المنام الف الف مرۃ
والرؤیا الصالحۃ جزء من النبوۃ۔ ہمین رویا باشد وجواز رویت
خدای تعالی در خواب ہم در دنیا در عقائد اہل ملت مسطور است ونیست
کہ در خواب بینند چیزے دیگر باشد و در بیداری چیزے دیگر و در دنیا چیزے
دیگر و در آخرت چیزے دیگر تعالی اللہ عن الحدوث والتغیر انہ
سبحانہ لا یتغیر بذاتہ ولا فی اسمائہ بحدوث الاکوان
وخواب را بر بیداری در بعض کتب ترجیح دہند اگر موجب ترجیح این بیان
باشد کہ گفتم نیک بر استقامت واستحکام آید محمد واسع گوید ما رایت شیئا

حاشیہ: الحق عبارت از بود بود و از بود نابود ست — صحابی

الّا و رایت الله قبیہ نکرہ در محل نفی عموم اقتضا کند و خلا را بنزد اہل صفا
جلا وجودے نہ اشارت بدوام رویت باشد دیگرے گفت ما رائیت شیئا
الّا و رایت الله قبلہ یسوی گوید بعدہ و معہ ہم گفتہ اند ہر یکی از جائے مقالے
کردہ است اما مقصود ہر یک قریب الماخذ ست از خواجہ خود شنیدم شبے
اقبال خادم مرا پیش شیخ برد و خود بروں شد شیخ طاقیہ بر سر من نہاد و خرقہ ہزار
میخی در برمن کرد فرمود برو مشغول باش سخت مشغول شو از پیش برخاستم تا دوگانہ
شکرانہ بگذاردم دیدم آن حجرہ و بام و در و دیوار ہمہ شیخ بود خود ندانستم چون بیرون
آمدم عجب دیگر این بود بار دوم رفتم نظر کردم بران حال بود کہ نخست دیدہ بودم
و کذلک کرۃ سیوم و بعد ازان فرمود من ہم آمدم مشغول شدم سخت مشغول
بودم آن شب دیدم آنچہ دیدنی بود خدمت شیخ کبیر در خانہ ملک قیربک
سماع شنید در خانہ آمد اصحاب را می پرسید در خانہ قیربک رفتیم سماع شنیدیم
خلق ما را چہ میگفت محی الدین کاشانی عرضہ داشت کرد خلق نیکوئی گفت شیخ
گفت سبحان الله ما را در خانہ قیربک چہ بود و خلق چہ میگفت و مولانا مذکور گفت
چہ جائے رویت بود فرمود آرے اگر رویت بنود دیگر چہ بود۔

اوّل حال طالب را جز این مقصودے نباشد و ورا این صورت
مردمانرا در خاطر نقش نہ بندد اما نگار خانہ رنگ آمیز نیست عرفا شرک نامند
و آنکہ گوید بینندہ چہ داند کہ چہ بُوَد او بود یا چیزے دیگر وجدت بردھا
فی قلبی بیان این وجدان کردہ است نشان این عیان دادہ است بیننگان
دانند کہ چہ می بینند و آنکہ گوید علامت بینندہ این است کہ بیان نتوان کرد
دو احتمال دارد یکی آنکہ شیٔ را دیدہ او را رنگے نہ او را کیفے نہ او را جہتے نہ خلفے
نہ قدامے و فوقے و تحتے نہ طولے نہ عرضے نہ عمقے نہ بسطے نہ یمینے نہ یسارے از و

چه بیان کنند و چه توان کرد دوم احتمال آنست که اگر گوید کافر باشد بت پرستش خوانند و در حکم شرع موجب ملامت گردد جوانے را کودکان سنگسار میکردند ذوالنون مانع آمد کودکان گفتند آنچه او میگوید اگر تو بشنوی سخت تر بزنی ذوالنون گفت چه میگوید گفتند ما نتوانیم هم از وپرس که میگوید خدا یرا بدین چشم می بنیم ذوالنون بنزد آن جوان رفت پرسید گفت آرے ای ذوالنون اگر نه بنیم چون زیم ذوالنون گفت محکم ترش بزنید اما این نشان نیز احتمال دارد روح انسان بر سالک تجلی کند همبرین صفت باشد که گفتیم بلکه احیا و اماتت وسجود کائنات هم با آن بود سالک را تفرقه دشوار باشد و در نشان دوم احتمال تخیل نفسانی و تصور شیطانی هم هست نشان همانست که مصطفے فرمود صلی اللہ علیہ وسلم وجدت بردها فی قلبی (مصراع) دل داند و من دانم و من دانم و دل ذایق شکر بهیچ عبارت حلاوت ولذت را بیان نتواند کرد اما همو داند که چشید من رای علم ومن ذاق عرف موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام درخت وآتش دید ازوی اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ شنید وعلامت تحقیق تجلی را ایجاد شئی لا عن مادۃ ومثال معاینہ ومشاہدہ کرد پس اَرِنِیٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ بر چه میگوید جواب لَنْ تَرٰنِیْ چرا شنود با مردم آشنا ومحرم دیده دیدار عدم نمودار را چرا تاکید کنند وتازیانه لَنْ تَرٰنِیْ بر روے او چرا زنند مگر خواست پرده تمثل را از میان برگیرد عین بعین نظاره کند گفت عین ما را دیده وری تو نتواند دید سبحات وجه روے ما را از همه نظرها حجاب کرده است وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ چنانچه آن بار درخت وآتش را مثال کردیم و دوار آن عکس جمال قدسی افروختیم عکس عکس بر تو مشاهده شد این بار هم اگر از ان درخت برخوردار ی میسر وممکن باشد همان مثال ست آن بار آتش آتش نبود درخت درخت نه

وَکَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی اَیُّ جَبَلٍ جَشَّلٍ حُبلَ وَ رَثَّطَ عَلٰی جَبَلٍ جَشَّلٍ وَلیس ھنا الجُبَیلُ وَالجَبَلُ شعر

فکان ما کان مما لست اذکرہ فظن خیرا ولا تسال عن الخبر

عکس رانا ب نداری تو نمانی کوہ نماند کہ بیند وکرا بیند وکدام فرجہ روے نماید وکوہ بشریت آن دریچہ ندارد کہ بر آن جز عکس عکس تجلی درو ے روشن شود وکوہ ستوہ ہستی کہ سرمایہ ہراندوہ است پیش دل موسی کوہے وسدے گشتہ چون بجز وشاید کہ عین ما را بعین ما مشاہدہ توانی کرد ما را جز ما کہ تواند دید اول قصہ حقیقت بود کہ گفتیم کہ عبارت از دید است دوم خواست حق الحقیقۃ است کہ عبارت از بود است درین خواست استحالتے وامکانے بیان کردن محال باشد کہ تو تو باشی وحق الحقیقت صفت تو گرد امکان بود تو از خود بی خود باشی ودر بود حقیقت نابود گردی بود نعت تو گردد صوفی پیش جنید الحمد للہ گفت جنید فرمود اتممہ گفت کیف اقول قال قل رب العلمین قال وما العالمون حتی یذکر معہ قال قلہ ان الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق لہ اثر مطالعہ مکتوب ملکوت چنانچہ وآنچہ درویست از نعیم ولذائذ وحور وغلمان وقصور واثمار وباغ وبستان وشراب ومستی وخوشی وادمان ودیگر دیدن دوزخ وآنچہ درویست از موذیات ومولمات کالعقارب والحیاۃ وانواع عقوبات ومضایق ظلمات مثلاً بیند کہ مردم را پرکالہا کردہ اند در تابہ بر روغن نہادہ فرو وآن آتش کردہ اند وہر پرکالہ ہچو یخنی است جان وحس وجدان در ہر یکے باقی است ونظارہ کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا آتش را بنید از تارک سوختہ می آید تا بپا بسر سد

---

[۱] کدام درخت کہنہ ہم پیچیدہ مخلوق است وثابت ومحکم بر کوہ نماو منظم ہم پیچیدہ وحال آنکہ نہ درخت است نہ کوہ [۲] اور ان یعنی پلے دربچے خوردن [۳] پرکالہ یعنی پارچہ پارچہ۔

لیکن نہ این چنین است یکبار سوزد تمام شود خاکستر گردد بلکہ آن قدر کہ می سوزد
و باز تنے درست می شود ہمچنین شدہ می آید تا بتمام تن میشود باز از سر آغاز
می شود از پای تا سر ہمچنین میرود و از سر تا پا ہمچنین می آید ہر نظارہ کہ می کند
می تواند دمے ایستادن اما مشاہدۂ ظلمات از ہمہ دشوار تر است سالک
باختیار در میان آن نمی شود اما بندہ را مقصود است کہ البتہ نماید بستم دہکہ زند
درونش انداز د مقصود اطلاع اوست داو متحیر گشتہ و حیران و ہیمان ماندہ باز
آید و کذلک مشاہدہ صراط و میزان و حساب و عرصات و جلوس بر کرسی قضا
و سوال گور و عروج بر سموات الی العرش المجید و لوح را بنید بر مثال تخت
کہ او را دو شاخ باشد ملکے در بر گرفتہ بنید درازی او را از ثری تا عرش اعلیٰ
تصور کند اما بحقیقتہ اللہ اعلم و کذلک قلم نہ او را انبوبہ نہ تراشے نہ قطے و نہ طولے
نہ عرضے و نہ شکلے و ہمارہ در جریان و دے بنید و قفلے و پردہ و دربانے در گرفتہ
ایستادہ و چوبے بدست او و آن دربان آدمی و فرشتہ نیست چوبے کہ بدست
اوست از زر نیست و نقرہ نیست و زبرجد نہ و مروارید نہ طولے و عرضے نہ و سراچہ
زدہ اند آن سراچہ از دیبا و حریر نہ دراز و پہنا نہ یافتہ و دوختہ نہ مکانے کہ ہرگز
او را مکان نام نہ توان نہساد اما چون انجا ایستاد ضرورت عبارت ازجا
کنند و رنہ آنجا جا کجا درون آن سراچہ تا کیست تا چیست تا کجا بر دند تا چہ
دید و کرا دید بندہ سالک را تا آنجا برد پس آن اللہ اعلم تا با آن روندہ
درمیان چہ می رود اما بندہ خواہ شیخ خواہ مرشدے دیگر خواہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بر در ایستد از درون خبرے ندارد کہ چہ می رود اما چون
او باز گردد بندہ از پردہ پرسد کہ چہ بود تا او را از ان چہ خوش آید گفتن بگوید و چہ
خوش آید نہان داشتن نگوید و ضنت کند مقصود پرسیدن این بندہ این باشد

ضنت یعنی بخیلی کردن بچیزے عزیز

اقل علمے حاصل شود کہ وقتے نبود از انجا بسیار چیز کشف او شود این ہمہ کہ گفتیم از اقسام کشف حقیقت بودہ است۔

جوانے در تربیت ابو تراب نخشبی رحمتہ اللہ علیہ بود ابو تراب باو گفت بدین استعداد کہ توئی بخدمت بایزید بیائی جوان گفت چہ خواہم دید بایزید را خدائی بایزید را اینجا ستہ ہفتاد بار می بنیم ابو تراب گفت کہ یکبار روی بایزید را بینی بہ از آن کہ خدا تعالی را ہفتاد بار بینی جوان گفت کیف یکون گفت آنچہ تو بینی بقدر استعداد خود بینی و آنچہ در بایزید بینی بقدر بایزید باشد ابو تراب از دید بود خواست بر دو جوان طالب بدید رسید و از بو چیزے ہم نشنود ہر آئینہ ہمبدان آسود از دید تا بود بسے بوادی و فلوات[۱] است و بسی خنادق و جبال تا کدام محبوب حضرت است و خواستہ عزت است کہ از دید بود آید ابو عثمان مکی بر مشایخ بغداد مکتوب ارسال کرد مضمون ای مشایخ بغداد و اے صوفیان عراق ہزار در ہزار کوہ ہائے آتشین و خندق ہائے پر خار شمارا قطع باید کرد سختان اگر قطع گردید و اگر نہ در چکار اید جنید صوفیان بغداد را جمع آورد و این مکتوب بحضور ایشان خواند باتفاق گفتند ازین کوہ ہائے آتشین و خندق ہائے پر خار فناد در راہ خدا اے مراد داشتہ است تا چندین ہزار بار فانی نگردید بمقصود نرسید جنید گریست گفت ازین کوہ ہا و خندق ہا جز یک کوہی و یک خندقی قطع نکردہ ام حریری گریست و گفت شیخ تو جنید کہ یک کوہے و یک خندقے قطع کردی مسکین حریری جز سہ گامے پیش نرفتہ است شبلی نعرہ زد و گفت شیخ تو جنید کہ یک کوہے و یک خندقے قطع کردی و شیخ تو اے حریری کہ سہ گام رفتی مسکین شبلی گرد این راہ ندیدہ است این گفتار از دیدن

---

[۱] فلوات بمعنی بیابان

تا بودن است۔

پس بدانکہ حق الحقیقت کہ عبارت از بود انسان کامل است در ہیچ عبارت بنظرے وشالے وبوہمے وخیالے درنیاید وازان تنبیہ نتوان کرد مگر بچیزے موجزے بطریق اشارتے وانموذجے ورمزے بلحظے وغمزے بایزید گفت سبحانی ما اعظم شانی جنید گفت لَیْسَ فِی جُبَّتِی سوی اللہِ حسین منصور گفت انا الحق ابوالحسن خرقانی میگوید انا اقل من ربی بسنتین دیگر گفت لافرق بینی وبین ربی الا انی تقدمت بالعبودیۃ محققے دیگر گفت الصوفی ھو اللہ وحریری گفت الفقیر لایفتقر الی نفسہ ولا الی ربہ ومحققے دیگر گفت اذا تمّ الفقر فھو اللہ دیگر گفت انا ابن الازلِ وصحابی گوید ولدت اُمّی اباھا ہم گفتار ایشانست کہ ہیچ این ہیچ بر ہیچ گواہ شد شبلی گفت انا اقول وانا اسمع وھل فی الدارین غیری۔

صحابی

درکلام صوفیان کہ گمان اتحاد رود آن حکایت از حق الحقیقۃ دان اما حقیقۃ الحق لایحظی بہ نبی مرسل ولاملك مقرب ولا ولی عارف ولا صدیق محقق اگر گوئی کہ او تعالیٰ اگر خواہد بر حقیقۃ خویش خود آشنا کند گوئیم ان اللہ لایوصف بالمحال از افعال بصفات روند از صفات بذات گرایند واز ذات بذات وراء این درفہم درنیاید گفت اعوذ بعفوك من عقابك از فعل بفعل رفت وگفت اعوذ برضاك من سخطك از صفتے بصفتے رفت اعوذ بك منك از ذات بذات واز آنچہ از جملہ نسب واضافات وعبارات واشارات وفہوم وشعور بیرون بود گفت ما ابلغ مدحتك لا احصی ثناء علیك انت

کما اثنیت علی نفسک از بعضے بہ بعضے کفایت کردباقی راطرح واو از
فعل بفعل روند وازصفت بصفت روند وازصفت بذات وازذات
بذات سپس آن ورا،وراست ازوحکایت وگفتارنیست ازروبہ بازی
گرگانی کہ درکلام انتظام آوردودرکلام سبحانی بران اشارتے کردعلمار ربانی دانند
حضرت ابراہیم خلیل درظلمات رعایت اسباب مضطرب ومتحیر ومتفکراند
خلیل برمیعاد دلیل راضی نباشدجزبمشاہدہ ومعائنہ وملاقات طرفۃ العینے لحظہ نہ
کند دلش ازین خطرات کہ بازآرد وازین ہواوہوس کہ گرداند باشدہم عیان شود ن زینہ
کسے راکہ بے او این ہمہ دردمندی وسوختن اختیارکند دریارشوق چون شوید
وشورطلب درگدازآورد اَمَّن یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ مقدمہ قبول
شدوعلم حصول مقصودکشادہ برآمدبشارت اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ استقبال
کرد فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ اللَّیْلُ عبارت ازدرماندگی واشارت بربیچارگی
اوست وہیہات واضطرار وتزلزل واضطرابش دَای کَوْکَبًا ازبادیہ طلب
بدروازۂ شہر مقصودرسید نظم

معشوقہ بسامان شدتاباد چنین بادا — کفرش ہمہ ایمان شدتاباد چنین بادا

مقصودے کہ وراے ہمہ مقاصداست یافت ومنتہی ومبلغ ہمین
دانست دل خواست بدان دہدوہمبران قرارگاہ سازدافول کہ دلیل بزوال
وزبول دارد مشاہدہ کردوگفت ہرآئینہ این تمثیل باشدتمثل وتشکل عین وصف
وتغیر وتبدل دارد عاقل کامل وبالغ فاضل متغیررامقرنسازدکہ متغیررامحل قرار
نیست ؎ اہل تمیز خانہ نکردند برپلے۔

واہل صفا ووفا دل بکل ندہند لا یتجلی فی صورۃ مرتین ہمین م بکل
دلیل کردبرلاثباتی وبیقراری اشارت نمودبارے گفت فی احسن صورۃ

دیگرے گفت امرد شاب قطط ثالثے گوید فی صورۃ اِمّی ازین صورت
وازین ہئیت وازین شکل وازین مثل می باید گذشت گفت لَا اُحِبُّ
اَلْاٰفِلِیْنَ من اورا دوست نمیدارم کہ درجمال اوزوالے وذبولے بود
وہم من اورا نمیخواہم کہ اورا وفائے وثباتے نباشد من اورا میخواہم کہ بامن
بماند ہمت بلند از دید بود بر دو در بود بزوے وبلوغے نمود وتحقیق کرد کہ ہمین
است ماومن ومبرکے وازین پیشتر رہ نباشد وازین بہتر آسودہ تر ملجائے و
منجائے مفرے ومقصدے نیست فَلَمَّا رَاَی الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ
ھٰذَا رَبِّیْ اما در بود اہتمام بود بود این بقیہ را نقیہ نیست اما از بود تا بود بود
واز شہود تا وجود واز وجود تا وجودِ وجود وجود اگر فہم طلوع وافول نزول کند
حصول ومحل حلول در منزل باشد چون برین افول وطلوع ابراہیم علیہ
السلام مطلع شد پیشتر رہ بر در الطریق نیافت بشلی نبود شبلی مگر آنکہ ہم بعیاذت محبوب
پناہ گفت لَئِنْ لَّمْ یَھْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ در طلوع
ہم مطلعے تجلی کرد ہر آئینہ ہر حقے را حقیقتے باشد فَلَمَّا رَاَی الشَّمْسَ بَازِغَۃً قَالَ ھٰذَا
رَبِّیْ ھٰذَا اَکْبَرُ فَلَمَّا اَفَلَتْ وہم وفہم را دخل نہ مثال ونظیر را مساغ نہ
تخییل وتمثیل را گمان نہ شیطان وملک نبی وولی را رہ نہ چہ تدبیر تقید وتمکن اقرار
بعجز وانکسار ونکوس راس وانحصار اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ گفتار ہمین کہ تو توی
چنانکہ ہستی ہستی اعتقاد کنیم ہمین قدر کہ ہستی وچون ترا بصفت یاد کنم چہ گویم فَاطِرِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وجود را ہمین دانم کہ مشرک نہ ام آرے از دید بود آمد
واز بود بود در رفت واز ان ہم در گذشت تا بحرف حرف رسید اُنْتَ ھٰلِكَ
عما یوحدلک بہ الموحدون چنین اشارت داد حکیم ملحد را ازین کہ
خبر داد الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی

وان لم تلتفت الا بما کان وراء الشخوص الثلثة۔ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم دایم الحزن والبکاء چوں دریافت او نایافت شد از گریه و اندوہ و از آه و ستوه چه کم آید فیض قدیم نسبت او نمی ہوا باشد که بمقابله چند ہزار ہزار ہمچو دریائے محیط چه گوی آں ابله بی راه و آں عالم جاہل و آں پیر طفل شیر خواره و آں عارف ناداں و آں مرشد گمراه و آں پیشوائے پس افتاده را که گوید سیر سلوک تمام شد زیرا چه ہیچ نخواہد آمد ندانست که در قول گرگانی معنی بینے ظاہرے صریحے است که او میگوید وهو بعید فی السلوك غیر واصل یعنی ہمه مقاصد رسید و ہمه درجات اعلیٰ فائز گشت با ایں ہمه سیر سلوکش تمام نشد طلبش از سر نه رفت ہوسش کم نه گشت چنانچه گوی مجنوں در طلب لیلی بہیں چنیں مقاسات و تعب کشید بعد اللتیا و التی ہمه مرادات رسید و ہمه ہوا ہا و ہوس راند با ایں ہمه عشقش تمام نه شد طلبش کم نگشت و ہوس لیلی از سینه نرفت اللهم انت فی عماء[عما بمعنی ابر باریک] و احمد حبیبك فی وله حس و عقل و طبع و دل و روح از ینجہاں خبرے نه دارد و ہیچ سبیلے شیٔ ہای احساس نتواند کر دمگر روح اعظم که او را فیض قدیم می خوانیم بسبب اتحادی که باوی تعالی دارد از برشعور را و ہر یکے بقدر نسبت قربت و جنسیت نصیب و میراث گیرند و ہر یکے بدو محظوظ باشد حتی القالب جل الملبس ایضا علم الیقین حکایت از دید است ایں علم بعد دید است جز ایں در گفت و شنید است یثبت و ینفی عین الیقین عبارت از بود ست حق الیقین عبارت از بود ورائے ایں بیروں از گفت و شنود ہر آئینه اشارتے نفرمود فاما الحق فالقول فیه ما قال رسول الحق صلی الله علیه وسلم تفکروا فی آلاء الله ولا تتفکروا فی ذاته وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ہمیں اشارت کرده است بزرگی بسکوت جواب داد که کمون سخن نمی ارزد و کمون در سخن نمی آید بریں موضوع اگر

محمول کنیم قضیہ صادق باشد از انچہ این نظیر روق این خبر است اذا ذکر اللہ فاسکتوا الحمد للہ رب العالمین

تمت رسالۃ استقامۃ الشریعۃ بطریق الحقیقۃ۔

رسالہ

در مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ عزاسمہ و کرامات اولیا

تصنیف

قدوۂ کاملان و سیر خیل عارفاں حضرت

سیّد محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

۴۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل بدانکہ امام رضی اللہ عنہ در تصنیف خویش کہ آں فقہ اکبر است مسئلہ رویت را صریح ذکر نہ کردہ است و امام فخر الاسلام بزدوی در تصنیف خویش در بزدوی فرمودہ کہ مسائلے از آں اصحاب مروی است ازیں اصحاب اصحاب امام اعظم امامؒ ابو یوسف و امام محمدؒ مراد است دلیل کند کہ فردا آمنا و صدقنا خدا تعالیٰ را مومناں بچشم سر خواہند دید ایں گفتار دلیل کند بریں کہ مومناں خدای تعالیٰ را خواہند دید بہ بصر و ایں مسئلہ را از بدیہ و معتزلہ منکر اند و قوم دیگر ہم و برائے اثبات ایں مسئلہ را ہیچ یکے از علماء ثلثہ دلیلے معقول نہ گفتہ و تمسک با حدیث و گفتار صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و تبع تابعین و سلف صالح نکردہ اند و ہر کہ اینجا معقو سخنے کردہ است ایشاں او را مبتدع می نامند و اگر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را و گفتار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین بیارم کلام مطول گردد قریب جلدے شود اگر ترا مطلوب باشد در کتاب احادیث ببیں صریحا مسطور است و در کتاب سیر دریں آیۃ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ میگوید لا تدرکہ الابصار ای فی الدنیا و آنچہ در معقولات ما خواندہ ایم و گفتہ ایم در صحائف و طوالع و مطالع اگر بنویسیم ہمانا کہ بدعت باشد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحاً نگفتہ ہمیں خبر دادہ کذالک الصحابۃ والتابعون و تبع التابعین ما چیزے ما از جنس معقول

بہ بصر ببینند

خبرے

بگویم تا اسکات اہل ضلال زیدیہ واہل اعتزال میسّر آید بسیار رہ عوام زدہ اند
و بعضے فقہا ہم کہ نام ایشاں نمی ستانیم کہ تو ایشاں را معتقدی اما اجماع ایشانست
کہ رویت در دنیا نباشد زیرا چہ رویت اجل النعم است و دنیا اخس الاشیاء
آنکہ اجل نعم بودہ باشد چہ نسبت کہ در اخس باشد اما در عوارف است کہ صاحب او
شیخ الشیوخ ست و مرشد طائفہ صوفیان ست فرمودہ است الدنیا لمح
یسیر فی الدنیا خیر شیخ رحمۃ اللہ گفت در دنیا لمح بسیر است از کثیر کہ مانع
است الغرض باز گردم بر سخن کہ ما را سخن معقول با زیدیہ واہل اعتزال می باید گفت
بدانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ذات خود را خود می بیند پس دیدن ذات او امر ممکنے
باشد و برائے امر ممکن مخبر صادق خبر داد کہ او بہتر و مہتر بہ انبیا است و ما اعتقاد
کردیم و اگر بر گفتۂ او اعتقاد نکنی کافر گردی و ملحد و بے دین باشی ایں سخن معقول
صرفے است جملہ ایں طائفہ بگویند اما مرد ماں ایں گویند کہ ایں چشم حدقہ و پیغولہ دارد
کہ عکس ہر چیزے در و ظاہر گردد ایں را رویت می نامند و ایں را با خداوند تعالیٰ
چہ نسبت محمد یوسف الحسینی میگوید آفتاب را کہ تو می بینی چشم توفیض از نور آفتاب
میگیرد و بداں فیض چشم تو آفتاب را می بیند کذلک بندہ را اگر خدا تعالیٰ بر ورحمت
خاص کند فیضے از نور قدسی و صبوحی یابد از یں چشم بدیں نور او را بیند پس ایں چشم
ندید او را نور او را دید پس ایں سخن راست آید کا یری اللہ غیر اللہ اینجا سخن
بسیار است بطرق مختلفہ انشاء اللہ تعالیٰ اثبات آں خواہم کرد اینجا گویند او را
دید چشم بندہ چہ دید بدانکہ بر آبے صاف آفتاب تافت عکس آفتاب در آب
پیدا آمد دیوارے صفائی ندارد مکدر و ظلمانی کہ قابل انعکاس نیست چوں مقابل
آں آب کہ درو عکس آفتاب ظاہر شدہ است افتد عکس عکس در و ظاہر شود اگر
ایں دیوار گوید من آفتاب را دیدہ ام راست گفتہ باشد در حس ظاہر حس غلط باشد

اما در عکس غلط نیست اینکہ مرید توجہ دل پیر میکند بر ایں موجب است دل پیر صاف و شفاف عکس پذیر شدہ است فیضے از نور رسول صلی اللہ و آلہ وسلم گرفتہ است دل ایں مرید کہ دل خود را محاذی دل پیر داشتہ بتصور وقتے باشد کہ بینہما محاذاتے درست افتد برابر عکس بر دل پیر ظاہر شدہ است عکس آں بر دل مرید ظاہر گردد ہمچوں دیوارے بود چوں مقابل آں صاف شد ہر چہ او محظوظ بود ہم ایں بداں محظوظ شد معتزلہ گویند برائے رویت را قرب قریب نباید و بعد بعید نہ و ایں صفت اجسام است ایں معتزلہ کہ ایشاں را مخانیث الحکما گویند نہ بر مذہب یونانیاں بر عقل صرف میروند و نہ بر تقلید کتاب و سنت ہر آئینہ مخانیث باشند جواب ایں سخن کہ ایشاں گفتہ اند عنقریب گفتہ آید۔ از محققاں ہمچنیں گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اشب معراج رویت بود و اکثر فقہا برینند کہ رویۃ نبود تمسک بقول ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا میکند کہ او گفتہ من قال ان محمداً قد رای ربہ لیلۃ المعراج فقد کذب علی رسول اللہ و ایں قصہ بر ایں جملہ است کہ عائشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پرسید کہ ھل رایت ربك لیلۃ المعراج قال لا و ابوبکر پرسید او را جواب داد کہ نعم توفیق بین الکلامین ایں باشد عائشہ رض حورت است صغیر السن اگر با وے گوید کہ آرے دیدم او در تشبیہ و تجسم افتد ضرورت شد کہ با وے گوید کہ لا و اما ابوبکر عارف است خدائے را بصفاتہ و نعوتہ شناختہ است با وے ضرورت گوید نعم یعنی آرے دیدم اینجا گویند کہ بین الکلامین نسبت کذب میشود گوییم با عائشہ گفت لا یعنی رویت بود ادراک نہ بود چنانچہ در کتاب اللہ است لا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ با ابوبکر گفت نعم آرے زیرا چہ او عارف است در وہم تشبیہ و تجسم نخواہد افتاد و در لطائف قشیری است مفسراں گویند سراے جبرئیل و محققاں گویند سراہ ای ربہ و ایں محققاں دیوانگان امست محمد صلی اللہ علیہ

سلم ہمچنیں گویند کہ یک نفس از دیدار او تعالی محروم نہ ایم اکنوں با تو گویم کہ در عوارف المعارف است کہ عقبی او دنیا شود و دنیائے او عقبی گردد اول او آخر شود و آخر او اول گردد چوں دنیا عقبی شد ہرچہ در عقبے باشد در دنیا باشد در تفسیر لطائف قشیریست در ایں آیۃ کہ قولہ عز من قایل اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شرح الصدر المذکور فی القرآن ما ھو فقال علیہ السلام نور یقذف فی القلب فقیل وما امارت ذلک النور یا رسول اللہ قال التجافی عن دار الغرور و الانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ استاد الامام القاسم سخن تفسیر تمام کرد پس آں ازاں خود میگوید النور الذی من قبل سبحانہ و تعالی نور اللوائح بنجوم العلوم ثم نور اللوامع ببیان الفہم ثم نور الطوالع بزواید الیقین ثم نور المکاشفۃ بتجلی الصفات ثم نور المشاہدۃ بظھور الصفات ثم انوار الصمدیۃ فعند ذلک لا قرب ولا بعد ولا نقد ولا وجد ولا فصل ولا وصل بل هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

ای مسکین محمد یوسف حسینی کجا افتادۂ ایں دریائیست کہ ایں را پایابی نیست ایں دریائے ست کہ او را ساحلے نیست چہ بیہودہ دست و پا میزنی محرم نداری مونسے نداری ہمکارے با تو نیست اقطع لسانک واکف بیانک ترا اینقدر جز ایں سخن نیست کہ ھیھات ھیھات امض علی رسالتک و آنانکہ تمسک بقول عائشہ رضی اللہ عنہا کنند اینقدر نداند کہ او صغیرۃ السن بود آں روزے کہ ایں آیت نازل شد قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا عائشہ گفت میان من و آں عورت یکجا در پردہ بود من نشنیدم خدا تعالی شنید پس دانستم کہ چیزے باشد کہ ما نشنویم و ندانیم اللہ سبحانہ و تعالی می شنود و می داند و چگونہ گوید من دیدم

او امروز بدیں یماں می آرد غنائم آمدہ بود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنائم را
قسمت می کرد یک دامنی ازآں عائشہ گفت کہ مرا بدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم در قسمت
انداخت عائشہ یا رسول خدا گفت لو کنت نبیا لعاملتنی بما تعامل الانبیاء مع
نسائھم یعنی اگر تو پیغمبر می بودی با من آں معاملہ میکردی کہ انبیا با زنان خود کردند ابو بکر کہ
پدر اوست طپانچہ زد وگفت ھو النبی او پیغمبر است رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ او
را مزن کہ او خورد است اکنوں تو اندیشہ کن باوے چگونہ گوید کہ دیدم ای عزیز ہر کارے
کہ ہست جز اہل ایں کار ندانند ہمیں معراج بعضی گویند کہ بتن نبود بخواب بود ایشاں
معتزلا اند مردے سنگے لعلے افتادہ یافت گماں برد کہ لعل بدخشاں است باعزاز و
اکرام تمام برگرفت در بغل کرد بر مرد گوہر شناس آورد وگفت کہ چیزے کالائے نادر
آوردہ ام مقام خالی کن تا نزا بنمایم او مقام خالی کرد ایں مرد از بغل کشید باعزاز واکرام اورا
نمود آں مرد را بروشفقت آمد ایں سنگ است وجز پایمال را نمیشاید وجز برائے
استنجا بکار نمی آید گفت ایں را نگاہ داریم تا خریدارے آید ایں قدر مال تواند داد او را
در صحبت خود داشت تا آنکہ آں مرد آبگینہ شناس شد باوے گفت کہ بادشاہ ایں چنیں
لعل می طلبد کہ تو داری اکنوں بیا تو ہم قیمت کن کہ چہ ارزد در صندوق کہ در جامہ ہائے
پیچیدہ داشتہ بود کشیدہ بدستش داد گفت ہاں اکنوں بہلے بکن کہ چند ہزار ارزد او
از دست انداخت وگفت ہیچ نمی ارزد ایں پرکالہ کلوخیست کہ ہیچ کار نمی آید گفت
آں روز مرا چرا نگفتی گفت تو مرا دستور نمیداشتی مرا شفقت آمد علم ایں آبگینہ آموختم۔

ای عزیز بسر باسمہ سر است ہر کسے محرم قصہ نیست ۔ بیت

عشق بازی نہ کار ہر بشر یست عشق بازندہ مرد پختہ تریست

شیخ عبداللہ انصاری گوید عبداللہ بیابانی عمرے بودہ در طلب آب زندگانی
رفت بر ابو الحسن خرقانی آنجا خرد آب زندگانی چنداں خورد کہ نہ او ماند ونہ خرقانی چگونہ

بو دانی و انی بسیاراں در شہر من آرزو تعلم عوارف کردند بایشاں گفتم اگر چیزے ازاں عالم کہ شیخ اشارت خواہد کرد شمارا بداں مشاہدہ باشد اشیاء دیگر کہ آں مشاہدہ شما نیست دراں تقلید کنید شما بکلی بیگانہ با شما اسرار چگویم ۔ بیت

ہزاراں ستائش ہزاراں سپاس کہ گوہر سپارد بگوہر شناس

سخن ہمانست کہ عبداللہ انصاری گفت آئی و انی

ومسئلہ دیگر مذہب اہل سنت و جماعت است کہ انبیاء مرسل فاضل اند از ملائکہ مقرب معتزلہ و مولانا فخر الدین رازی برعکس ایں گویند ہر طائفہ بدلیل متعلق اند اگر در اثبات و نفی آں مشغول شویم کتاب دراز گردد و چنداں نفع نہ باشد و سخنے مختصر گفتہ آمد کہ خواص بشر فاضل است بر عامہ ملک گفتہ اند شبہا صہیب و سلمان و ہلال و بلال بہ در ابو بکر و عمر می آمدند کہ ایشاں افضل صحابہ اند در میزدند و میگفتند تعالوا نومن ساعۃ ایں سخن برایشاں مشکل شد بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و گفتند الستنا مومنین یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انتم المومنین و رب الکعبۃ یعنی بخدائے کعبہ کہ شما مومنانید ایشاں گفتند کہ ایں چیست کہ ایشاں می آئند بر در ما و میگویند تعالوا نومن ساعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ازیں ایماں ایماں دیگر مراد میدارند و گفت کہ آں ایمان کدام ایمان است و چہ معنی دارد ازینجا معلوم شود کہ ایماں مراتب و درجات دارد رسول فرمود ما فضل ابی بکر بکثرۃ الصلوۃ والصوم ولیکن شی وقر فی قلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حارثہ را گفت کیف اصبحت یا حارثۃ حارثہ گفت اصبحت مومنا حقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود فلتنظر فیما ذا تقول ان لکل حق فما حقیقۃ ایمانک حارثہ گفت اسھرت بلیالی و اظمات نہاری فکانی انظر الی عرش ربی بارزا گفت شبہا بیدار بودم و روزہا روزہ داشتم

ایں زماں این چنیم چناں نستے کہ عرش خدای تعالی را آشکارا می بنیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم کارے بصواب کردہ پس ہمیں را لازم گیر اینجا مشائخ ہر یکے چیزے گفتہ اند شبلی میگوید مسکین حارثہ نظرش از عرش درنگذشت شیخ روزبہان شیرازی میگوید یا حارثہ اصبت للسلوک فالزم علی ھذہ السلوک حتی تصل الی مقصودک محمد یوسف حسینی گفت کہ حارثہ ادب نگہداشت نگفت انظر الی ربی و مرادش ہماں بود معتاد میان مردم ہمیں است کہ گویند پیش تخت پادشاہ شدہ است ونگویند کہ پیش سلطان شدہ است مراد ہماں باشد و گویند رایات اعلا آمد مقصود ہماں است کہ پادشاہ آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم بصواب رسیدی و ادب نگہداشتی و ہم چنیں بیں و ادب نگہ دار و ہمبریں می باش سر افاش مکن شیخ ابوبکر کلابادی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نہ بظاہر نہ بباطن رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید بعلم اللہ من آں طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند لا حول ولا قوۃ کجا افتادہ ام مبیت۔

سخن کوتاہ کن گیسو درازا ۔۔۔ چو میدانی کہ محرم در جہاں نیست
کناساں را نبخش مشک و عنبر ۔۔۔ بر خوک مبند زر و زیور

مسئلہ دیگر کرامات اولیا حق است و بود و باشد و ہست انشاء اللہ تعالی پس ایں کلام گفتہ آید کرامات عبارت از خارق عادت مستمرہ است نہ اثبات محال مثلا عادت مستمرہ اینست میوہ تابستاں ہم در تابستاں باید و میوہ زمستاں در زمستاں و خارق عادت ایں است کہ میوہ زمستاں در تابستاں و میوہ تابستاں در زمستاں و دیگر آب بطبیعت مغرق است خصوص شی ثقیل را کرامت اینست کہ بسبب خارق عادت یکے پای بر آب نہد چنانکہ یکے بر سنگے و یا بر زمین خشکے پاے نہد و بگذرد و ہمچناں بکام خود رود و ہوا پریدن مخصوص بہ طیور است انسان

چنانچہ پرندہ میپرد ہمچناں پر داین را دو صورت است یا در ہوا ایستادہ میرود یا
چنانچہ کبوتر و زاغ میپرد ہمچناں بپرد و دیگر کہ چند روز و چند ماہ پی سیر تواں کرد
یکے بیک ساعتِ لطیف آں زمین را پی سیر کند و دیگر حافظے قران را در روز
و شب ختم می کند یا در نیم شب و کرامت اینست کہ در یکروز چند ختم میکند
از اطی حروف میگویند و دیگرے خبر از امر غیب مید ہد کہ چنیں شد یا خواہد شد
در واقع ہمچناں باشد شیر درندہ است و مار گزندہ است او را اندر دو مار نگزد مثل
ایں حکایتہا خواجہ ابراہیم خواص را بسیار بودہ است و در کتب سلوک نوشتہ اند
خواجہ من قدس سرہ با قاضی شہ بالی کہ یار بزرگ خدمت شیخ بود می فرمود کہ ہیں
ساعتے کہ تو نشستی خضر خاست و تو نشستی و یارے را فرمود ہر کہ صلوٰۃ الخضر را ملازمت
کند البتہ با خضر ملاقات شود چہار روز گذارد صلوٰۃ الخضر را با خضر ملاقات کرد حکایت
کرامات اولیا چگویم بسیار است ایں تحمل آں نتواند کرد ابدال و اوتاد سیر طیر دارند
کرامتہا دارند من ایشاں را دیدم الغرض کرامتہای اولیا را انکار نہ کنی انکار کرامت
متضمن انکار قدرت باریست تعالی۔

سخن نغز دیگر خلاف است میاں اہل تصوف ولی خود را بداند من ولیم یا نہ
قومے گفتہ کہ ولی خود را نداند کہ من ولیم زیرا چہ آں موجب عجب و خود بینی باشد و آں
مرد مردود شود اما من میگویم ایں ولی است متعبد و صالح و از ہواے پریشاں بکلی باز
آمدہ با ایمان میرود فردا آمنا صدقنا او را مرتبہ اولیا بدہند اما ولی کہ ولایتے باو
دادہ اند و حل و عقد آں ولایت بدست او کردہ اند ممکن باشد قابل باشد کہ
او بداند کہ من ولیم در نقش خاتم امام زین العابدین بود انا ولی اللہ ایں زین العابدین
از دوازدہ امام است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ایشاں را ہمہ معصوم خوانند ابو سعید
ابو الخیر رحمہ اللہ علیہ بحکم مسافرت خواست در شہری در آید بر در آں شہر دیوانہ

نشستہ دید باشراق باطن شناخت کہ این شہر در ولایت این دیوانہ است ابوسعید با وے گفت خواجہ باجازت شما در ولایت شما درآیم و نظارہ کنم دیوانہ فرمود بوسعید ادرآئی بشرطیکہ در ولایت ما خیانت نکنی بوسعید راگذر در بازار افتاد ظالمی بر مسکینے ظلم میکرد بوسعید خاطر داشت تا ظلم او دفع شود ابوسعید او در وکہ شرط این بود کہ تصرفے و خیانتے نکنم بوسعید آمد کہ آن دیوانہ عذر خواند مجرد یکہ آن دیوانہ ابوسعید را دید فرمود ابوسعید دانم کہ در ملک ما خیانت کردہ بوسعید گفت خواجہ بخشندہ باشد گفت نہ بخشم بر جانت زنم یا بر ایمانت ابوسعید لرزید گفت ایمانرا از بہر جان رانود انی بارا سہ روز فرصت دہ گفت فرصت دادم بوسعید سہ روز در مراقبہ بود سیوم روز إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ را بر وجود خویش فرو خواند اکنون تو چہ میگوئی این خود را می داند کہ من ویسم یا نہ اگر این و امثال این می نویسم جلد مستغرق شود و ہم تمام نشود۔

معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ منکر کرامت اولیا اند معلوم می شود کہ ہیچ کس میان ایشان ولی نبود و نخواہد بود و معتزلہ میگوید بندہ خالق افعال خویش است اکنون تو فکر کن کہ این شرک جلی ہست یا نہ اہل سنت و جماعت رضوان اللہ علیہم اجمعین می فرمایند ہو تعالیٰ خالق لافعال العباد کما ھو خالق اعیانھم اینجا گویند افعال عباد را خود بیافرید ثواب و عتاب آن چہ معنی دارد محققان گویند ہر کہ او را برائے دوزخ آفریدہ است در مظہر او افعال دوزخیان آفریند و آنکہ برائے بہشت آفریدہ است اینجا سخنے بمنو سانم تو با معان فکر کن این اشکال در آن حل میشود در مصابیح است کہ موسیٰ صلوات اللہ علیہم با آدم علیہ السلام گفت کہ دانہ گندم خوردی ہمہ را از بہشت بیرون کردی آدم علیہ السلام گفت تو در توریت خواندہ پیش از انکہ مرا بیافرید بچند سال این نوشتہ بود وَعَصَیٰ

ادم و ذرّیتہ فحجّ موسیٰ علیہ السلام گفت چہار ہزار سال آدم علیہ السلام گفت
مرا ملامت ہیکنی بکارے کہ پیش ازاں کہ مرا آفریدہ چہار ہزار سال تقدیر کردہ بود
من توانم اینچہ او تقدیر کردہ باشد غیر آں کنم فحجّ آدم علیٰ موسیٰ آدم بر موسیٰ غالب
آمد موسیٰ علیہ السلام ملزم شد عمر رضی اللہ عنہ گفت انتبرع بالعمل و نتکل علی
ماقد رلنا فقال لا وکل میسر لما خلق لہ فقرأ و امّا من اعطیٰ و اتّقیٰ و
صدّق بالحسنیٰ بالا نوشتہ ام این ہر دو آیت ہمبراں مرتب می شود زنا دانی از من
پرسید علیٰ ہذا المعروف و نہی از منکر بکار باشد و ذلک ایضا من تقدیر الرب
سبحانہ و تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را پرسیدند ھل یرد الدواء القضاء
فقال لا فقال ذلک من تقدیر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در
مرض موت ہرچند او بوحی دانستہ بود کہ عمر من بآخر رسیدہ است تا آنکہ در حجۃ الوداع
فرمود لعلی خذوا عنی مناسککم لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا و در احیاء علوم
است کہ در اثنای تذکر گفت کہ انی اری قد اقترب الاجل فبکا و بکوا
خود گریست و صحابہ ہم گریستند سبب آں پرسیدند کہ اگر اتفاق تقدیر افتد چنیں
ترا کہ شوید گفت آنکہ افضل شماست و بمن نزدیک تر است گفتند و آں کیست
گفت علی رضی اللہ عنہ الغرض این و امثال این بسیار است و ہم در مرض موت
عزرائیل آمد گفت مرا فرمان است اگر تو فرمائی در تو تصرف کنم گفت باش تا جبرئیل بیاید
جبرئیل آمد باوی گفت کہ عزرائیل میگوید اگر تو میگوئی در تو تصرف کنم جبرئیل گفت ان ربک
لمشتاق الیک خدائے تو مشتاق تست یعنی آں رفیق را اختیار کن بعد ازاں
رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت الرفیق الاعلیٰ و الحبیب الاولیٰ عائشہ گوید بعد ازاں کہ
این سخن شنیدم دانستم کہ رفتن اختیار کرد و المقصود گفتہ اند مات رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم و قد ر الدواء یعنی بایں ہمہ کہ یقین داشت دیگ دار

میجوشید حکمت را و عمل ظاہر را ترک نیاورد نشاید کسے را آنچہ حکمتست آں ترک آورد سنت پیغمبر نیست اکنوں بداں کہ بایں ہمہ کہ معلوم شد کہ او خالق افعال العباد است کما ہو خالق اعیانہم امر بمعروف و نہی از منکر بیکار نہ باشد قال اللہ سبحانہ و تعالی اَوَ لَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ۔ عجب کاریست کہ خود بیافرید و اورا خصیم خود ساخت و بعد از اں از و گلہ کند۔ ای عزیز غوری غائر است فہم من و تو اینجا نرسد فرید عطار گوید بیت

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا | در خاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کہ ای الہ | دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

سالہا باشد کہ ایں بیت ورد وقت ماست بیت

عجب این است کہ من واصل و سرگردانم | عجبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست

متشابہات کہ در کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواندۂ و از مفسراں و محدثاں کہ شنیدۂ کہ معانی آں پس عند اللہ است بر بشرے کشف نیست سریست میاں خدا و رسول خدا بلکہ گفتہ اند متشابہاتے کہ در قرآن ہست فردا بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کشف شود بیان آں من توانم کرد چنیں گویند کشف سر العبودیت کفر کس باشد کہ برایں مطلع گردد او کشف کند کفر باشد و گفتہ اند کہ مہدی علیہ السلام بیاید تشابہات را بصورت شرع بیان کند باداے بعد اداے فریضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بیائید ہمہ روے من ببینید ہمہ روے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدند مگر علی علیہ السلام ندید دوم روز علی علیہ الصلوۃ و سلام گفت بیائید ہمہ روے من ببینید۔ انتظار فرمان رسول صلی اللہ کردند رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود آنچہ علی رضی اللہ عنہ میگوید بروید بکنید روز

خوانم

دیگرا بابکر صدیق رضی اللہ عنہ از رسول صلی اللہ وسلم باستکشاف آں در پیوست رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود دوشینہ در حضرت بودم صورت قدوسی تجلی کرد مرا درکنار گرفت وشپلید خنکی ولذتے یافتم کہ در تحریر وتقریر بیاں نتواں کرد چوں بخویش آمدم براے امتاں خواستم کہ ازیں نصیب امتان من شود فرمان آمد چندیں ہزار پیغامبراں بودہ اند درمیاں ہمہ ما نصیب توکردیم ومعتاد من ہست ہرچہ مرا دہد براے امتاں خواہم ابوبکر ترا بردم گفت من ایں را دریں نصیب نکردہ ایم ہمچنیں عمر وعثمان وعلی را بردم فرمان آمد ما ہمی میخواستم بازآں صورت تجلی کرد ازاں زیبا ولطیف تر باپیرایہ بسیار علی را درکنار گرفت وسخت شپلید علی ازخود رفت و بیہوشانہ افتاد وبازاورا بقدرت خویش بدو داد من وعلی یکجاشدیم و براے امتان خواستم فرمان آمد ہر نعمتے خاصہ کہ شمارا میدہم شما آنرا عام می کنید گفتم الہی فضل ورحمت ترا نہایتے نیست فضحک الرب تعالی و فرمود ہرکہ فردا و پس فردا بعد فجر بامداد روے شما بیند ازیں نصیب یابد من نبی بودم مقدم شدم علی متابع من بود پس بیت

تواونشوی ولیکن اجہد کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد

ایں حکایت را در مجمع الابدال نوشتہ دیدہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکمیاں ساختہ می شد حاتم بلیغ برکمیاں نوشت کہ رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم برشما ساختہ می شود کاغذے بدست عورتے زالے داد وگفت کہ بہ تعجیل برو وایں کاغذ بمکیاں دہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم را خبر کرد ابوبکرؓ وعمرؓ را پس او دوانید ایشاں اورا تفحص کردند کاغذ را نیافتند رسول صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ را فرستاد زجر و توبیخ براں عورت کرد وگفت واللہ کہ خدا ورسول او دروغ نگوید اے عورت آں کاغذ بدہ والا نہ بسزاے خود خواہی رسید

(حاشیہ: ما ہمی راخواہیم و میخواستیم)

اوازمیان موئہا سے خویش کاغذ برکشید و داد عمر گفت دعنی یا رسول اللہ
اضرب عنق ھذا المنافق رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ما تدری لعل
اطلع اللہ علی اھل البدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم
نمیدانی عمر کہ خدای تعالیٰ بر اہل بدر برحمت و فضل مطلع شد و گفت ہرچہ خوش آید بکنید
بتحقیق من شمارا آمرزیدم شخصی بخدمت شیخ نظام الدین محمد بدوانی می گریست
سبب گریہ او پرسید گفت خواجہ پدرے داشتم پریشان حال بود فوت شد نمیدانم
تا بر وچہ شد شیخ فرمود وقتے بر ما آمدہ است گفت نہ گفت مارا دیدہ است
گفت نہ فرمود وقتے در غیاثپور ما آمدہ است گفت یکبار کارے داشت
برائے کار خود آمدہ بود خدمت شیخ فرمود غم مخور ہمیں قدر بسندہ است اورا لقیط
خالہ خواجہ ایش خواجہ می گریست موجب گریہ اش پرسید گفت از آتش دوزخ
می ترسم خواجہ فرمود ہر کہ دست بر دست ایں ضعیف نہادہ است فردا اورا
از آتش دوزخ نجات باشد۔

ای عزیز اگر مثل و مانند آں بنویسیم کہ مرا از اولیاء اللہ محقق شدہ است
مجلدات مستغرق شود مقصود این است کہ برائے الہیات منحصر نیست تا از
جد و جہد باز نمانی و طلب بر جا داری و عقیدہ مستحکم کنی گر نیک ام مرا از ایشان گیرند
ور بدم مرا با ایشان بخشند بدانی کہ بر ایں طائفہ متشابہات مکشوف است
اما فرمان کشف نیست و ہر کہ کشف کردہ است چنانکہ حلاج و قاضی کشتہ و سوختہ
شدند قال اللہ تعالیٰ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ
مُتَشٰبِهٰتٌ تا آخر آیۃ اگر ترجمہ آیۃ بنویسیم زیادتی باشد زیرا چہ مفسران تفسیرے
نکردہ اند فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ ایشان قومے اند کہ بر اسرار باری تعالیٰ مطلع اند
من عند انفسھم ہرچہ خواستہ اند گفتہ اند ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِيۡلِهٖ ہمیں معنی دارد

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وقف منزل میگویند اما محققان وَالرَّاسِخُونَ
فِي الْعِلْمِ را عطف میکنند بر إِلَّا اللهُ و میگویند يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ
مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا این معنی بکشف و مشاهده است و بمشاهده دانسته اندو از و
شنیده اند كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا بعضے ازین محققان میگویند کلام این است قال
بعضهم الراسخ من طولع على محل المراد من الخطاب لفظ
طولع گفته اند یعنی خداوند سبحانه وتعالی او را مراد خطاب اطلاع حال داده نیست
پس ضرورت باشد والراسخون عطف گویند و آسطی رحمة الله علیه میگوید
الراسخون هم الذين رسخوا بارواحهم في غيب الغيب
في سر السر فعرفهم با عرفهم وخاضوا في بحر العلم
بالفهم لطلب الزيادات فانكشف لهم من مدخور
الخزائن تحت كل حرب من الكلام من الفهم عجايب
للخطاب و آنکه میگویند عجائب للخطاب حروف را طبایع و خواص و
حقایق بیان کرده اند و اگر آنرا در کتاب آرم بر مردم فهم آن مشکل شود۔
جفرعا فیه ازان سید جعفر صادق علیه الصلاة والسلام است و یک
جفرے ازان ابو ولید سینا است گفتار آنرا از قبیل کشف اسرار باشد
فامسك اللسان وقبل أكرام امثال هذا اولى و اهلا ونطقوا
بالحكم ارواح ایشان در عالم احدیة طیرانی اند و انچه از عکس پرتو احدیة
اطلاع یافته اند آنرا غیب الغیوب نامند و سر السر خوانند زیرا چه الله غیب
غيبٌ الاطلاع على خطباته وحكمه غيب الغيب باشد سر السر را همه درین دایره
نقطه بند وعرفهم الله خداتعالی ایشان را آشنا ساگردانید و فهمے که عزیز ترین فهم
است که جز با نبیاے مرسل و اخص خواص الاولیاء نه بخشیده آن فهم ایشان

رابخشید چون بدین دولت رسیده اند در دریای علم خوض کرده اند آشنا شده اند و غوطه ها خورده اند و جواہر ہر جنس از قعر آن دریا بیرون کشیده اند ضرورت آمد که سخن ایشان محض حکمت گشت و مخ مراد شد۔ ای عزیز ترا باید که عمرے در طلب مجاہدہ و ریاضت باشی مگر فہمے ازین نصیب شود واللہ اعلم بالصواب۔

حدایق الانس

تصنیف

حضرت قدوۃ الواصلین الکاملین سید السادات

سید محمد حسینی گیسو دراز

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بجید وثناے بعید مرخالقے راکہ از جملہ مخلوقات نوع انسان را مخصوص بہ تشریف عرفان ومختص بشرف وجدان گردانید وبا این ہمہ جز عجز وحرمان نصیب این بیچارہ نکرد وہزار حجب درراہ وصول این وامانده نہاد وباآنکہ قرب قریب بآیت نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اثبات کرد۔ شعر

واشد ما لاقیت من الم الھوی　　قرب الحبیب وما الیہ وصول

کالعیش فی البیداء یقتلہا الظما　　والماء فوق ظھورھا محمول

تعالی عن کل عیب ونقصان وعن رجوع حال الی حال وحدثات۔

ودرود معظم بر روضہ منظہر سرور اولیا بہتر مہتر انبیا سریر سلطنت سیمرغ ربوبیت متمم دایرۂ نبوت سپہسالار روضۂ قدس حریم حرم انس مقرب حضرت اعلا فکان قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ بیت

از احمد تا احد یک میم فرق است　　ہمہ عالم در آن یک میم غرق است

(As printed: ازاحمد تا احد بسے نیست　　میمے بمیان حجاب معنی است)

ودرآل او واصحاب او کہ خیر آل وبہترین اصحاب اند خصوصاً برگزیده ترین جہانیان مقتدا ے عالمیان مقرب حضرت ربوبیت انیس جلیس ور

نبوت نبدۂ اولاد رسول روشنی چشم بتول مکشوف باسرار ومغیبات محفوظ تجلیات لدنیہ وکشوفات محی سنت رسول المنان السایر بسیرت سفیر الرحمن قدماً بعد قدم دماً بعد دم الفایض بماحض بہہ خاتم النبین الظافر بما اوتی بہہ آخر خلفاء الراشدین الربانی مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقت ترجمان الحقیقت ولی الرشاد المرشد ارشاداً ینفع یوم التناد ذو النجح والنجاح بو الفتح والفلاح استاد الشیوخ الاکابر الجامع بین علم الباطن والظاہر قدوۃ العارفین عمدۃ السالکین صدر الدنیا والدین مقدم القوم والبقیۃ العالم المربی الربانی الولی الاکبر الصادق محمد یوسف الحسینی الملقب بگیسو دراز قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ اصطفاہ اللہ بقربہ وجوارہ فی یوم الاثنین واصطنعہ لنفسہ وخلصہ عن مصاحبت اہل زمانہ واسکنہ بحبوحت جنانہ بعد الفجر فی السادس عشر من ذی القعدہ سنتہ ثمانمایتہ وخمس عشرین وقد عاش مایتہ وخمس سنین فی محبتہ وعبادتہ وبذل نفسہ فی طاعتہ ومجاہدتہ ہیہات ہیہات لم یات الزمان بمثلہ ان الزمان بمثلہ لغریب۔ قد غاب عنا الشامل لہ وراء المعارف المشتمل علی یواقیت الحقائق المفیض لاہل الزمان فی کل وقت واوان۔ مصرع

الدھر تفجع بعد العین بالاثر

فاتخذ جوار رفیق الاعلی والحبیب الاوفی وترکنا خاسرین خائبین علی افاضتہ آثار محبتہ واصحابہ انوار لحظتہ فبقینا فی قوم لاعلم لہم ولا ادب ولا عمل انہم فی طول الامل ولا علم لہم ولا ادب فہم فی تحصیل المکسب ولا عرفان لہم فی المعاد ولا وجدان لہم فی الحقایق یا لیتنی قدمت قبلک حتی لا بصرت سواک اللہم اجعلہ راضیاً عنا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا واعینا فی محبتہ ورضاہ واحشرنا یوم القیمتہ فی زمرۃ خدامہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

امّا بعد چون این بیچاره درافتاده از آن نظارهٔ جمال آن بے نظیر قطب فرید چند ورقے کہ شفاے دل علیل در جاے وصلت جمیل مسطور از ان درگاه باجاه مقرب آلہ در بیان معارف مرموزه وحقایق مکنونه که مسمی به حدایق الانس است که انیس خاطر حزین و دل غمگین این بیچاره گشته مشتمل بر ده حدیقه۔

حدیقه اول در بیان قول اہل تصوف النہایت الرجوع الی البدایت

حدیقه دوم در بیان ارتباط اعضا با دل ومتاثر شدن وے باعمال جوارح۔

حدیقه سیوم در تجلی حق تعالیٰ بر عامه مخلوقات و دوری ونامقدوری ایشان ازد

حدیقه چهارم در بیان شریعت وطریقت وحقیقت وحق الحقیقت وحقیقت الحق۔

حدیقه پنجم در بیان مجاز که عالم مجاز وعالم حقیقت چه معنی دارد۔

حدیقه ششم در بیان متخلق شدن باخلاق خدا ومتصف بصفات او تعالیٰ وتقدس۔

حدیقه هفتم در بیان نصب کردن حق منصب شیخوخت بیکے و در بیان وزن اعمال وچیزے از تمثلات۔

حدیقه هشتم در معنی نماز بجماعت و در بیان اسرار ارکان صلوة۔

حدیقه نهم در بیان مراتب دل واطوار او وچیزے از عدم خلقت قران۔

حدیقه دهم در بیان کیفیت دل۔

کہ ہر حدیقه از روضہ رضوان انس وحظیرهٔ از حظائر قدس است نظاره کرد وآن را فہرستے بنو د خواست تا آنرا فہرستے کند و دو حدیقه دیگر که بعد اتمام این نو بسا نیده بود ند یکے در بیان ازلیت وابدیت محبت حق واختیار کردن عاقل محبت را دوم اختیار کردن طالب راه ارادت وطلب تجلی در سلک این مجموعه منسلک گرداند تا تضیع آن لازم نیاید وہدیه بقدر جہدی در درگاه تقرب وہادی باشد۔

حدیقہ اول از مقالات اہل تصوف کہ

النہایت الرجوع الی البدایت

این کلام محتمل بچند معنی است۔ یکے این است کہ در عوارف گفتہ است آنکہ او بنہایت رسد کار او اینست آنچہ در بدایت کردہ بود از تعبدے واز تکشفے واز تحلی وتخلی تقشفی واز تجلیی وتخلقی ہم بدان باز گردد۔ وہمین سخن من از خواجہ خود شنیدم وہچنین میفرمود کہ خواجہ ہم نقل از عوارف میفرمود گمانم برین است مگر اسنادہم بعوارف بود نیکو سخنے است این اما یک گفتار یست اینجا کہ لفظ رجوع از ان باب است زیراچہ رجوع این تقاضا کند کہ در وسط کار ابتدا را گذاشتہ بود چون بانتہا رسید ہم با بتدا باز گشت واین چنین نیست آنچہ میگرد بابتدا تا آنکہ بانتہا رسد ملازم ودوام آن بودہ است تا آنکہ بانتہا رسید پس رجوع چہ معنی دارد مگر آنکہ این تحمل کند کہ ہم بر کار ابتدا مستقیم ومتدیم ماند گوی رجوع کرد یعنی با موجب آنکہ او بکار اول باز نگردد کہ او را روزگارے دیگر پیش آمدہ با این ہم باز گشت بکار اول باز ماند ہمبدان مستقیم شد گوئی رجوع کرد معنی دیگر در اول کار پیش از آنکہ شروع در سلوک کند در نفس او ہوس وآرزوے ومشتہاے ومبتغاے بود چون در سلوک شروع کند آن ہمہ را از خود بدر کند چون بانتہا رسد فعل او وعمل او از روے ظاہر ہمہ بدان باز گردد شخصے کہ از اول حال پیش از شروع در سرا وسری بود چون بانتہا رسید ہمان سری از سر ادسر بر کند چنانکہ گفتہ اند کہ رخصت است کہ سروران را سری در سر باشد واگر اول حال ہوس زنان دکنیزکان داشت آخر حال ہمبدان رجوع کند۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بست وپنج سالہ بودہ است کہ گرد عورت نگشتہ بود پس آن خدیجہ رضی اللہ عنہا را انکاح کرد تا او

زنده بود زنے وکنیزکے جزا و نبوده است چون دولت قربت وعزت
وصلت بکام رسید نہ حرم کرد تا آنکه شبے بر ہر حرمے نہگان بارے رفت
نه در نه ہشتاد ویکے شود وخداوند سبحانه وتعالی درحق او این فرمود که ہر
عورتے که نفس خود را به نبی الله بخشد بے نکاح وتعیین مہر نبی الله را روا باشد
برحکم این آیت اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ
یَّسْتَنْکِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ حکایت ہم ازین مسئله
کرده است. او اول حال معتزل بوده است چون بکمال انتہا رسید در
باب او این ہمه شد صوفی بود از زمینے که در آن زمین امساک مال وشح
حال شہرت دارد خاصیت آن ولایت اینست بزرگے که در آن زمین
بکمال انتہا رسید در نفس او این امساک واین طلب بود چندان مال جمع کرد
که از لکہا گزشت فعلی ہذا مرد منتہی را این خاصیت باشد که رجوع او وبازگشت
او بدان باشد که پیش از شروع در سلوک بود. اینجا متوہمے گمان نبرد که والعیاذ
بالله او از مواہب واز موارد الہیات باز ماند استغفرالله این میگویم که این اہوۃ
او را او رہا دیه حرمان نبیند از دو بہر ہواسے که او مشغول باشد در عین تجلی وکشف
بود نتوان گمان بردن که رسول علیه السلام ہمه شب بتقرب زنان مشغول
بود چه او از خدا محجوب محروم بوده است. لا والله ہمدران حالت ہمدران
کار در عین تجلی وظہور ومقصود وعین عیان بوده است بدانی که مرد عارف وسالک
وہالک را ہر چه الذے واشہے بود تجلی او در آن الذ واشہی اجلی واہی بود چه
دانم تو چه فہم کنی آی دانی ہمبرین قیاس با رسول الله که خیر الناس است
عارفان ذکر را استخاره واستئناس است اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ
هَوٰهُ فیما نحن فیه قضیه منعکس است اقل من کل قلیل حالت اینانست ہمبرین

جمله است که ما رایت شیئا الا ورایت الله فیه۔ ما رایت شیئا سالبه کلی است الا ورایت الله موجبه کلی است۔

ومعنی دیگر ابتداے وجود انسان اول ولادت اوست تا آنکه او بالغ نشود بروے تکلیفے نیست مرفوع القلم است بر وقلم جاری نیست چون بود سالک بانتہاے احوال ومقامات رسد آنچنان گردد که تکالیف از و بخیزد چنانچه در اول حال بود چنانچه سقطت عنه کلفت التکالیف ہمچنان شود که گویند باوے اعمل ما شئت فانك معفو واین مسئله در شرع برین معنی درست باشد که اورا ذمه تکالیف نماند که او درین معنی باشد که او در ذمه تکلیف محو گشته است این سخن نازک است وہرکسے را بدین عمل استوار نداز ندمحل سخن مدعیان کاذب وہوا پرستان متنفس است بدین کلام ہذیانے گویند وہرچه خوش آید کنند نعوذ بالله من شرہم ہرکه این دعوی کند وبرین رود کشتن او بہتر از کشتن صد کافر باشد این کسے است که او را بر نفس خود وبر اہل وبر مال خود این نتوان ساخت۔

معنی دیگر الرجوع الی البدایت این باشد مبدا ومعاد او را یک گردد چون او بانتہا رسید ہمانچه اوّل رسید ہمانرا مشاہده دید۔

معنی دیگر ہرچند که در اول حال بود ودر وسط کار سلوک کرد وتجلیات وکشوفات نقد بذیل خرقه او بربسته اند تا آنکه او ہمچنین شد که پیشتر ره نماند بانتہاے انتہا رسید در قعر دریا استاد پس آن چنان عاجز ومتحیر ودرمانده دید چنانچه در اول کار بود این سخن ایشانست۔ رباعی

ہرگز دل من زعلم محروم نشد ۔۔۔ کم ماند ز اسرار که مفہوم نشد
چون نیک نگه کردم از روے خرد ۔۔۔ معلوم شد که ہیچ معلوم نشد

وعطار نیز بدین گفتار اشارتے کردہ است۔ **بیت**

سبحان خالقے کہ صفاتش زکبریا | در خاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کاے آلہ | دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

خواجہ ما میفرمودند کہ مردم رب را دانستہ اند اما ربوبیت را نشناختہ اند
این سخن بعید الغور وقعیر الفہم است۔

معنی دیگر سالکے سلوک کند ہر نفسے وہر دمے خود را داند کہ من از عالمے بعالمے واز جہانے بجہانے میروم چون کار با نتہا کشد خود را ہمانجا یابد کہ در ابتداے کار بود مثل اوبدان ماند چنانچہ خروستور خراس ہر چند کہ رہ رفت وبوہم خود قدم زد تا با خود گمان برد کہ چند فرسنگ رفتہ باشم چون چشمش کشودہ ہمدران مقامے کہ ربیط طبیلہ بود ہمانجا ایستادہ یافت۔

معنی دیگر شخصے باشد کہ اورا کشوفات تجلیات متوالی است ساعتے ازان فرصت نیست تا آنکہ او بداند وراے این چیزے دیگر نیست تا آن کہ قایل بطلق ومقید شود وباجمال وتفصیل گراید وجزی وکلی گوید اوبمثال کلی طبیعی است اورا درخارج وجودے نیست او درضمن جزئیات موجود است چنانچہ محی الدین ابن اعرابی وقاضی عین القضات وحکماے یونانیان وآنکہ متابعان ایشانند اگر مرشدے محققے متابع سنت رسول اللہ را بحقہ شناختہ مرید را آنجا رساند کہ جزیکے وجود باز از ہمہ وجودات نبیند ونشناسد وندانند آنجا بصدق وحق گوید ھو ھو لا ھو الا ھو۔ اے عرفاے روزگار اے منتہیات احرار اے مشایخ کبار درسخن محمد یوسف حسینی بانکارے بسیار نظرے گمارید وبدانید کہ چہ گفتیم۔ واگر این سخن بر صدق مقال استوار

ندارید فرداے قیامت آمنا وصدقنا چنگ ایشان دامن من۔ والسلام

حدیقہ دوم

دربیان ارتباط اعضا با دل ومتاثر شدن وے باعمال جوارح

درخت را وبیخ آب دہند طراوت ونضارت آن در شاخ وبرگ وگل ومیوہ ظاہر گردد گل بشگفد خوشبوے شود ومیوہ پر گردد با مغز ومزہ باشد برگ تازہ شود وبراقتے در وے پیدا آید وشاخ دراز وپر گردد وبیخ استوار تر شود واگر در بیخ درخت آتش اندازند یا خاکسترے گرم کہ در آتش میباشد حکم او برعکس آن باشد۔ بدان کہ در نوع انسان عکس این است چشم گوش و زبان ودست وپا اطراف دل اند ہر عملے کہ بدین اطراف کنند اثر آن در دل پیدا گردد واگر بزبان وگوش اعمال صالحہ آید سخن حق گوید وتلاوت کلام اللہ کند وبدعا وتسبیح گراید وگوش سخن حق شنود وآواز کلام اللہ وسخن عظمت واخبار حکمیہ بشنود وکذلک الصالحات الباقیات فی الطرفین وبدست تحریمہ بندد ومصحف کلام اللہ بدست گیرد ودر رکوع وسجود عمل دارد و رفتن بمسجد وخانہ کعبہ معین سازد وصدقہ دہد وبپاے در نماز قیام کند وبقوت پاے رکوع کند وہم ہچنین سجود وبہ مشی پاے در مسجد رود وبرہ خانہ کعبہ رود وکذلک تعلم علم وکذلک الباقیات الصالحات فی الطرفین جمیعاً وہم ہچنین چشم از خیراتے کہ بدو بنیتے دارد وتفکر در آیات وبدیدن قطع مجاورات بدان ماند کہ آبے ہناے وشیرینے در بیخ درخت دہند در ونضارتے و طراوتے وصفائی ونورے وانجلاے کہ عکس پذیر وجودات ملکوتی ولاہوتی شود واین اثر آن اطراف بود کہ بہ بیخ رسید واگر بزبان دروغے گوید یا کفرے

گوید یا کلمہ شرکے گوید و دست در محلے نامشروعے انداز و در سرقہ یا غصبے یا
بمال غیرے بناحقے یا دست انجا اندازد کہ زنا کند و بلواطت برود و بپا
بجاے رود بت بپرستد و می خورد و زنا کند و سوے سرقہ رود و کذلک
الباقیات والصغایر المنسوبۃ لہذہ الاطراف بجملتہا۔ این بدانکہ آتشے یا مائکہ
گرم و در زیر درخت اندازد چنانکہ گفتہ ام کہ اطراف مر دل را ہمچنان اند کہ بیخ مر
اطراف خود را تاریکی و کدورتے و غفلتے در دل طاری گردد تا کار بجاے کشد
کہ آنچنان سیاہ گون شود کہ بہ تیغال ماند والعیاذ باللہ خوف آن باشد کہ عاقبت
تا بچہ کشد ہان ہان ہش باش یک اندیشہ کن با خود این سخن را دست آموزہ
روزگار خود مساز کہ مومن ہر فسقے کہ کند بدان کافر نشود و ایمانش باقی باشد
آرے ہم چنین است تو میگوئی اما باندیش چہ گفتہ ام خوف آنکہ چون درخت
را آب نہ ہند گل و برگ و شاخ و بیخ خشک گردد پس آن خشک شدہ باز
گشت بسبزی و تازگی در حیز استحالت افتا و ہیچ اندیشہ می افتد کہ فاسق دو
رو میدارد و لوچہے طرف کفرے و لوچہے طرف ایمان۔ دو حلقہ فرض کن یکے را
حلقہ ایمان نام نہ دوم را حلقہ کفر۔ در دائرہ ایمان جز صلوۃ و صوم و تلاوت و
صدقہ و سخن حق گفتن و شنیدن آنچہ امثال اینست نباشد و در حلقہ دوم آن کہ
شرب خمر و زنا و لواطت و سرقہ و زین حلقہ بیا بند بجان و سر خود بگو کہ حلقہ دوم
کہ حلقہ کفر است در و شرک باشد و کفر باشد و کذب باشد و خیانت باشد و سرقہ
و زنا باشد و لواطت باشد۔ ہان و ہان اکنون بدانکہ مومن است ساکن دائرہ
ایمان است والعیاذ باللہ اگر او خواہد کہ سرقہ کند زنائے لواطتے شرب خمرے
و قول کذب را مباشر شود نہ آنکہ او را از دائرہ ایمان بیرون می باید آمد در
دائرہ کفر در باید شد ہیہات ہیہات فہیہات باندیشہ باشید بدانید کہ چہ میگویم

ماهر باشد مگر آنکه دوامی پیش آمده باشد والسلام۔

حدیقه سیوم

در تجلی حق تعالی برعامه مخلوقات و دوری و نامقدوری ایشان از و قوله عز من قایل اَلَم تَرَاِلیٰ رَبِّکَ کَیفَ مَدَّ الظِّلَّ

ویدی که این عروس حضرت از وراسے پرده ربوبیت چه چشمک زد هر طرفے مردم چشم دل کشاده پس آن صورت اعجاز نمود گفت کَیفَ مَدَّ الظِّلَّ درین نظاره نظرت کشوده هیچ فکرت دارد و درین نظاره هیچ دیده میشود هر گز ظل را بے آفتاب وجود نه و هر جاکه آفتاب سایه نه ضرورت باشد که ابوالحسن نوری از دوری و نامقدوری این را نالد و بوقت خویش شور انگیزی کند اگر اوست من نه ام و اگر منم او نیست هیهات هیهات ستائی خودستائی میکند و دران نمودار خودنمائی میسازد۔ بیت

بے منت او تماشائی با من است   یا سنای زین قبل درمانده ام

نه آنکه از قابلیت حظوظ بدر میبرد آنکه ترا چه واز و چه نصیب۔ موسی علیه السلام چه گفت اَرِنِی اَنظُر اِلَیکَ تازیانه سرزنش بر سر وجود او زده اند چه گفته اند لَن تَرَانِی تو نمی بینی بر نسبت وجود او که سد راه شهود او بود لمحه یلک دوئی افتاد و آن کوه وجود را شنیدی چه شد که سد راه تجلی او بوده جَعَلَهُ دَکًّا اولیت نابود گشت موسیٰ علیه السلام را چه پیش افتاد وَخَرَّ مُوسیٰ صَعِقًا این بیهوشی و مدهوشی چه بود این نابودگی او بے خویشی بود چون بخویش آمد هر آئینه عدم امکان وصول دید گفت فصلے وصلے نیست فقدے وجدے نه یک سر رشته طرفے مبدا طرفے معاد هر دو سرا با همه گرفته اندیکے در یکے محو ولاحول ولاقوة

الا باللہ۔ بیت

سخن کوتاہ کن گیسو درازا کجا تواین سخن ہیہات ہیہات

جا، موسی بلا موسی فلم یبق موسی شیٔ من موسی ۔حکما گفتہ اند الواحد لا یصدر منہ الا الواحد محمد حسینی توچہ میگوئی میگویم یکے اندر ہمان یکے ویدی خرقانی چہ پردہ دری میکند از وحدت پیرہن وجود دو پارہ میکند سینہ کشادہ دو مینماید چہ باشد انا اقل من ربی بسنتین انا را بدست حقیقت بکار وتحقیق دو را حک کن اقل را یابی اندک اندازپاک شوی من ربی تعدیہ است بنتیں بالجمع وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۔ آنکہ ہم دریکے رفتہ اند لمح بالبصر جز وہے نماند اگر این چنین نیست آدم علیہ السلام از کجا صورت نمود وحوا بکدام لون برآمد تلون وتکون از آبے وگلے خاست تفصیل باجمال پیوست مقید با مطلق یکے شد غوک از دریا است ہم بدریا پیوست اگر خواہد از دریا خبرے دہد سر از آن غرقاب بیرون باید کشید فریاد او کہ میشنود او کرامی شنواند واگر در غرقاب اوست او خود دران غرقاب غرق است زہے گرداب حیرت لا بدلہ ولا سبیل الیہ۔

الحمد للہ علی اننی کضفدع یسکن فی الیم
ان ھی فاھت ملیت مالھا وان سکتت مانت من الغم

ماہی را پرسیدند از کجای در چہ حیات تو چیست بازگشت تو بکدام ماہی چہ گوید از آب رستہ ام در آب میباشم و آب آشامم ومرجع من ہم بآب باشد وبے عجب کارے حوا بادم بازمیگردد وآدم بحوا یکے نمیشود۔ بیت

گاہ من او باشم واو من گہے بوالعجب کارے دلس طرفہ رہے

اومن نہ من او نہ وادی دمنی در میباز ونعوذ باللہ انہ الان کما

نادر زمان :

کان ویکون کما کان فکن الان کما کنت وتکون واللہ اعلم۔
اسے عزیز جہد کن کہ مردمان از حجرۂ تقلید بدر آیند بصحرائے حقیقت وحقیقت
حق رسند تقلید چیزے باخیر بابرکت است تقلید چیزے با استقامت و قامت
است تقلید چیزے باترس بابیم است تقلید چیزے باذوق وشوق است تقلید چیزے
باروح وراحت است تقلید چیزے باوردوباورمان است تقلید چیزے باسوز وساز است
نعرہ وشور صوفیان است وطامات ترہات ایشان ومناجات اہل خلوت
وناز ونیاز ایشان ومردمان کہ بادیہ گرفتہ اند کہوف وغارات را مسکن وماوی
ساختہ اند این ہمہ ورمقام تقلید است وہزار درہزار نفر را چون جہد کنند کہ
از خانقاہ تقلید بشہر تحقیق آیند اگر یکے بہ تحقیق آید باقی ہمہ در الحاد و زندقہ
واباحت گرفتار گردند فایاك وایاہ فایاك وایاہ۔ تو خزانۂ دل طالب
را بجواہر رز واہر عبادات واذکار ومناجات مالامال کن منہم سیکیۓ باشد کہ
عروس حقیقت بروے تجلی کند وپیرایہ شریعت وطریقت را برخود گرفتہ
باشد اکنون این آن کسے است کہ از ہزار درہزار بہ تحقیق رسیدہ باقی ہمہ
دربند خودی وخودرائی گرفتار گشتہ اند والحاد واباحت وزندقہ مایۂ خود ساختہ اند
فایاك وایاہ فایاك وایاہ واللہ اعلم

حدیقہ چہارم

دربیان شریعت وطریقت وحقیقت وحق الحقیقت وحقیقۃ الحق

شریعت عبارت ازگفت انسان کامل است۔ طریقت عبارت از
کرد انسان کامل است۔ حق الحقیقت عبارت از بود انسان کامل است
حقیقت الحق عبارت از بود نابود انسان کامل است۔ مثلاً انسان کامل سخن

گفت وآن سخن متضمن چہ بود یعنی ہر کہ این چنین کند او بدولت دید رسید آنچہ
گفتہ بود کرد وشد وبدین کرد کردیراے دریافت سعادت دید بود رسید این
سخن عبارت ہم ازین باشد التصوف علم وعمل وموہبۃ گفت براے
این دید را علم شد آن کار کرد کرد شد بدان دولت رسید مواہبت شد پس
آن خود را مربوط بشریک شد کہ یافت چنانکہ ابویزید گوید غصت فی بحر الاعمال
فوجدت نفسی مربوطۃ بزنانیر فقطعتہا ناذا انا ھو چو دید
خود را گرفتار شرک دید بود گرائید آنگہ چہ گفت فاذا انا ہو. این بود کہ او بنود این
دم شد وہمیشہ درمیان بود وبود ہم نابود وگفت خود او ہمو بود. از دنا بود سخن بخواہم
گفت اما این معنی مشاہدہ ما شد مردم سخن حقیقت بشنود ریش را شانہ کند زبان آن
برو نہادہ درصدر محافل ومجالس بنشینند واین کلمات بگویند ورا ستا وچپا بہ بینند
وسرے بجنبانند والناس یظنون بہم ظنونا وایشان بدین خوش وقت
گردند. درحضرت ذوالنون از قعر این دریا مردم سخنے میگفتند ذوالنون مانع آمد
گفت چہ گویند کہ مردمان ہواپرست بشنوند وآنرا دست موزہ صدارت خویش
سازند کہ مائیم این دانیم وگوئیم ہر کسے کجا بدین رسد حاصل کلام این بودہ کہ نحن ذلک
نحن ذاک لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہر آن بود کہ ازین جنس سخن نگوئیم دیدم مردمان
را من نمیگویم اسم فلان بن فلان از من این کلمات شنود ہمدرین ولایت
آمد وخود را برین بربست مردمان بروگمانہا بردہ اند وندانستند این چنین محقق
دگر نباشد فایہا الحسینی اقطع لسانک واختصر بیانک والسلام

حدیقہ پنجم

دربیان مجاز کہ عالم مجاز وعالم حقیقت چہ معنی دارد

این عالم مجاز است ووراے این عالم حقیقت. مجاز مجوزنیست یعنی محل

جو از حقیقت و دوم محل گذشت تن رفتن جاے قرارگاہ نیست آنکہ گویند مجاز
محل جواز حقیقت مجاز را با حقیقت علاقے باید تا از مجاز عنایتے حقیقت توان
کرد مثلاً گوئیم زیدٌ اسدٌ در زید شجاعتے باید کہ از حقیقت اسد است تا زیدٌ اسدٌ گفتن
درست آید چون این عالم را عالم مجاز گفتن و راے این عالم حقیقت داشتن
پس ازان حقیقت درین مجاز لمحہ پرتوے عکس رشحہ باید و اگر نہ مجاز گفتن درست
نیاید ہان وہان فکرتے گمار کہ درین جہان از عالم قدس پرتوے و عکس تمام تر و
روشن تر پیدا است اگر تو رہ آن کارگیری پس آن روی روزنے ازان عکس
و ازان رشحہ پرتو افتد ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہمین نشان میدہد
خلق ادم علی صورت الرحمٰن بیانے آسان تر میکند۔ رسول اللہ
میفرماید رایت ربی لیلتہ المعراج فی احسن صورت خبرے ازین
عالم میدہد صورتے مجلی مصفا منور قابل انعکاس سبحانہ و تعالیٰ آفرید حسن و جمال
قدسی بر صفت انعکاس بروے تافت رسول اللہ در آن آئینہ عین او را مشاہدہ
کرد بصورت فرمود رایت ربی فی احسن صورت و آنکہ گفت فوضع
کفیہ علی کتفی فوجدت بردھا فی قلبی آن کف کہ معکس دستے
کہ او را قبضے و بسطے و اصبعے و قبضۂ بود نیست او حکایت میکرد و کلتا یدیہ
یمین الصدقۃ او لا تقع فی کف الرحمن این ید غیب در غیب است
این عین در عین نیست و انکہ گویند مجاز بمعنی در گذشتن است جاز عنہ اے تجاوز
عنہ اشارت برین میکند تا از عین بعکس قرار برنگیری و البتہ در گذشتن شرط کار
است انہ سبحانہ و راء کل و راء مفہوم و اصلان حقیقت است آنجا این حدیث
درست تر لا فصل و لا وصل و لا قرب و لا بعد و لا فقد و لا
وجد والسلام۔

حدیقۂ ششم

در بیان متخلق شدن باخلاق خدا و متصف بصفات او تعالی و تقدس

خواجہ من قدس سرہ العزیز حکایت میفرمودند خدمت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سماع می شنیدند در اثناے رقص قاضی حمید الدین ناگوری پاے شیخ افتادے شیخ اشارت بخادم کردے خادم سر بر کردے۔ بندہ خدمت خواجہ عرضہ پیوست کہ چہ سر بود قاضی پاے افتاد خواجہ خود سر بر نکردے اشارت بخادم شدے خواجہ در حال این مصراع برزبان راند۔ مصرع

اینجا نرسد زورق ہر سودائی

دانستم ہر جنس مردم کہ نشستہ اند ہر کسے محرومیت این ندارت ضرورت خواجہ اعجاز فرمودند نادانے از میان مردم این سخن گفت کہ خبرے نداشتہ اند خواجہ بگفت آن نادان التفاتے نکرد ساعتے طریقہ مراقبہ تاملے فرمود پس آن درویشے بزرگے پرسید ہمیں لفظ من باز گردانید کہ چہ سر بود قاضی پاے افتاد و شیخ خود سر بر نکردے اشارت بخادم شدے آن بزرگے جواب فرمود شیخ قطب الدین در مقام کبریا بود۔ این سخن اشکال گونہ دارد چہ باشد اگر محدث خوانی مخلوق گوئی متصف بصفات باقی دائم شود گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است کہ تخلقوا باخلاق اللہ واتصفوا بصفات اللہ میان آن صفت یکے متکبر است چو سالکے متخلی بصفت تکبر شود ہر آئینہ کبریا برسر او برا او روا این چہ باشد کہ متصف بصفات شود گویند آہن سرد است و سیاہ است در آتش افتد سرخ شود و گرم شود عین آتش نماید اینجا چہ گوئید

نارٌ وصفاً حدیدٌ ذاتاً کار بجائے کشد نارٌ ذاتاً حدیدٌ وصفاً
شود این سخن چہ معنی دارد آہن را در آتش اندازند چندان بدمند آہن تمام ذرات
شود آتش گردد و بھوا رود بہ کرہ ناری پیوندد آنگہ درست آید نار وصفاً و ذاتاً یعنی
وہم آن بود کہ حدید بود چون بحقیقت بازگشت آنچہ بود ہمان شد میگوید تعالی
الکبریاء ردائی روے مرید را ہوشد سبحان خالق در صورت انسان کہ محدث
زائل فانیست تجلی کبریا کرد کہ گمان برد کہ این شخص متجلی بہ صفت کبریا است
بادشاہ مالک الرقاب فی لیلۃ مظلمۃ بلباس گدایان بر ابواب گردد پر کالہ نانے
خواہد کرا گمان رود کہ این بادشاہ مالک رقاب الامم است اکنون چہ میگوئی کبریا بردو
شد یا نہ وہمین صورت است کہ گویند الشیخ یحیی و یمیت ہر آئینہ
چون صفت احیا بر و متجلی شود او متصف بصفت احیا شود پس شیخ یحی و یمیت
باشد بدان کہ شیخ احیاے اماتت میکند این فعل فعل خدا میکند این شیخ صورت
دہی بیش درمیان نیست چہ گمان رود درین جہان و دران جہان جمال حضرت
راکسے بدین چشم بیند این بیغولہ وحدقہ کہ بر سر تست این چشم فیض آن بصیر سمیع
میگیرد بدان فیض می بیند۔ آفتاب با چشم گوید کہ ترا شرم نمی آید کہ میگوئی کہ من می
بینم در قدرت تست کہ می توانی دید مستفیض فیض من شوی تو نمی بینی فیض من
می بیند ما رای اللّٰہ غیر اللّٰہ ہمین معنی دارد۔ مسکین معتزلی راہمین گمان افتاد
تا آنکہ از جمال حضرت الوہیت محروم گشت۔ مسکین فقیہ راہمین وہم بود کہ در
دار فانی جمال باقی کے توان دید وہیچ ندانستہ اند کہ او را کسے ندید جز او۔ خود را خود
دید خود با خود عشق بازد بغیر خود نپردازد۔ سید جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام رضی اللہ
عنہ روزے اہل بیت خود را بجمع آورد تا آنکہ موالی ہم با ایشان گفت سخنے دارم
ہرچہ باشد حق بگوئید و اگر نہ حق اللہ در گردن شما ماند سید فرمود ہر عیبے کہ در من باشد

بر روے من بگوئید تا در از الت آن بکوشم ہمہ بہ یک زبان در مدح وثناے او مبالغت کردند پس آن گفتند یک سخنے الست نمیتوانیم گفت گفت ہمان می باید گفت گفتند ہمہ آراستہ مگر آنکہ اندک کبرداری گفت آرے وقتے کبر داشتم کبریاے او آمد بجاے کبر من نشست اینکہ امروز می بینید این کبر من نیست کبریاے خدا است چہ باشد این سخن کبریاے او آمد بجاے کبریاے من نشست درین معنی دو احتمال است یکے آن کبر من متصف بکبریاے او شدہ است مانند حدید ذاتاً نار وصفاً ومعنی دوم کبریاے او کبر مرا از جان و جہان من از بیخ و بنیاد برکند بہوا دادخانہ خالی شد کبریا بجاے کبر نشست این را چہ گویند نارٌ ذاتاً حدیدٌ صفاً بدان معنی کہ بالا گفتم این بدان ماند آہن را در آتش اندازند اینجا احتمالے دارد اگر در بیان شروع کنم قصہ مطول گردد والسلام

حدیقۂ ہفتم

در نصب کردن حق منصب شیخوخت یکے وبیان وزن اعمال وچیزے از تمثلات

یکے را خواہند منصب شیخوخت بنامش مسلم نویسند او را باہمہ عبادات وطاعات وحسنات ومبرات ہنات وزلات در میزان الاعمال فرستادہ آن قدر مریدان از مرد وزن کہ با او پیوندند ایشان را نیز باہمہ عبادات وطاعات ذنوب زلات در میزان الاعمال فرستند این شیخ را وباہمہ او کہ گفتیم در پلہ نہند کذلک مریدانش را در پلہ وزنے کنند اگر پلہ این شیخ از پلہ مریدان گران آید شیخوخت بنام او مسلم شود وآنکہ گویند فردا گناہان مریدان در پلہ پیر خواہند نہاد ہم بدین معنی است۔ ایجا امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام رضی اللہ عنہ شاہدے عادلے است بگواہی او این اثبات شود دیگر امیر المومنین حسن وحسین علیہما الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ

عنهما هردو علاحده کاغذے بنویسند که ما گواهی میدهیم این مرد مستحق شیخوخت است فردا
آمنا و صدقنا مقام شفاعت بدو ارزانی باشد اینجا پرسند وزن اعمال از طاعات
و عبادات و حسنات و زلات و غیر آن همه اعراض باشد عرض شد مثلاً شئے گشت
وزن او چه صورت دارد و میزان عبارت از چه چیز است این سخن نازک است
در هر جاے نگنجد و در هر گفتارے در نیاید و هر ذهنے و صاحب ورایتے فهم نکند
میزان عبارت از دو پله است و هر پله را سه ریسمان بسته باشند و تعلق کرده بدو
سوراخ که آنرا عین المیزان نامند و میان آن چوب هم بستگی هست که آنرا لسان
المیزان گویند اکنون این وزن چه معنی دارد و این میزان چه معنی دارد و این کفتان
چه معنی دارد محمد غزالی گوید ترا چه گمان رود که میزان الاعمال برین صفت که گفتیم
این چنین است آنجا پله کجا ریسمان و چوب چه معنی دارد این را میزان العروض
تصور کن یعنی چنانچه راستی و کژی نظم را و زیادتی و کمی او میزان العروض معلوم
شود این وزن اعمال را همین باشد این سخن حکماے اسلامیه است و شیخ محمد بن ناصر خسرو تلمذی کرده است مضنون علی اهله از تصنیف خواجه محمد است
این سخن را آنجا اثباتے درستے کرده است آرے این سخن را از روے عقل
ابی نتوان گفت اما بدان که این وزن اعمال براے جزا است تا بندگان
بیکدیگر بدانند هرچه بر ما میرود همه باستحقاق ما میرود اما میزان العروض صاحب نظم
براے تحقیق آن نظم را خود وزنے کند خود بداند راستی و کژی کجا زیادت کجا
و کم کجا او تعالیٰ عالم بهمه است بجزئیات و کلیات او را چه احتیاج و چه حاجت
بدینست که وزن کند تا بداند زیادت کیست و کم کیست و لا حول و لا قوة الا بالله
انه عالم بالجزئیات و کلیات گاه تقدیر هر یکے را بخواست خود چنانچه خواست کرد
فعلی هذا این گفتار حکما را علما بالله وزنے ننهند و دو پله نسنجند ان شاء الله درین

بیان شروع کنیم وباللہ التوفیق سخن بحق گذارده شود. رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمود من رای رویا کثم فلیقصها اعبرها او صلی اللہ علیہ مطلع بر نسبت
ہر چیزے است ورویا نسبت دارد بر حسب آن او تعبیرے میکند و تعیین یکے
نسبت از نسبت باقیات آن از معجزہ وکرامات اوست مردے درخواب
بیند کہ عورتے جمیلہ آنرا انبشکر شیرینے میدہد معبر تعبیر کند کہ اورا از دنیا چیزے رسد
واین دنیا بدو حال نماید یکے تمثل بصورت عورت کند دوم بحقیقت خود پیدا آید
آن عذرہ باشد اگر مردے بیند کہ خاشاک وقذرہ میخورد معبر تعبیر کند کہ او از دنیا
بکمالیت او برخورد وہمبرین منوال حال میزان الاعمال را تصور کن حق سبحانہ
صورت میزان را ہمبدان مثال کہ صورت ترازوے این جہان است
پیدا آوردہ است واعمال کہ اعراض اند تمثل بصور کند اعمال حسنہ را شئے جمیلے
بہیے جوانے خوب روئے پر اندامے زیبا شکلے چنانچہ یکے گوید۔ بیت
آن یار گل اندام چنان شست بردلم کہ بہر نشست دیگرے جائے نماند
واعمال سیہ را صورتے قبیحے زشتے مردار دشے در غایت زشتی سیہ
پرلب پست بینی بلند رخسار الاّ فعلی ہذا ہر جا کہ زشتی است یکجا جمع کن چنانکہ گنگی
لنگی صورت اعمال قبیحہ را بدین تمثل کند ودر غایت تنگی وسبکی این ہر دو صورت
را در پلہ بنہد وزن کند کہ گران آید وکہ سبکی وہر یک را چنانچہ پر کالہ کاعذے کہنہ
سیاہے زشتے وچنانچہ طبق زر ہر دو را وزن کنند چونہ باشد ہمبرین مثال تصور
کن گران کہ آید وسبک کہ وبندگانرا فہم دہد کہ اوبداند کہ این صورت اعمال
سیئہ من است واین صورت اعمال حسنۂ من وہر یک با خود بداند کہ این صورت
حسنۂ من واین صورت اعمال سیہ من است بعد وزن او خود داند کہ من مستحق
چیستم تعذیب یا تنعیم وآنکہ بر وتعذیب شد واو داند کہ من مستحق آنم ہمانچہ مستحق

بودم ہمان پیش آمد وکذلک العکس وآنکہ او بداند کہ صورت حسنہ من دلیل برین کرد کہ آن صورت اعمال حسنۂ من است او بداند او تعالیٰ این صورت را احسن الصور گردانیدہ است نیست مگر بفضلہ وکرمہ وآنکہ گویند اعراض را جوہر سازند ہمبرین معنی است اما ایشان ازین بیان غافل اند دنیا غرضے و تمثیلے کہ گفتیم یکے مبنی از حقیقت دوم مبنی بر ابصار وزن ہمبرین قیاسات کہ گفتیم فافہم واغتنم عاقلان را اشارت بندہ است اگر بحقیقت نظر شود ہمہ وجودات جز تمثلات نباشد لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادم سخن بازگشت کہ جز از شخصے کہ بانتہائے معارف رسیدہ باشد کہ پیش ازان فہم نیست عبارت ازان این سخن است ما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك میدانی کہ نخست چہ گفت اعوذ بعفوك من عقابك از فعلے بفعلے پناہید پس آن گفت اعوذ برضاك من سخطك از صفتے بداماں صفتے متعلق شد ازینجا ترقی کرد بذاتش رسید گفت اعوذ بك منك وما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك اے مسکین آنی دانی کہ من درین جملہ مختصر صفت بہشت وصفت دوزخ وصفت تنعیم وصفت تعذیب بتمام وکمال بیان کردم علما باللہ دانند کہ چہ گفتم خدا اے تراعلمے روزی کند۔ **بیت**

توچہ دانی کہ باتو نگذشتہ است — شب ہجران و روز تنہائی

وقتے با معشوقہ بخلوت یکے نگشتہ دوگانگی بماندہ است وگہے ہجران وگہے فراق را احساس نکردہ ازین سخن تراچہ خبر اگر ازین ماثور ترا آشنائی رسیدہ باشد بدانی ماثور این است یانور یانور النور یامنور النور یانور السموات والارض۔ ھیہات فھیہات **شعر**

کے بود ما زما جدا ماندہ　　من و تو رفتہ و خدا ماندہ

والسلام

حدیقہ ہشتم

دربیان معنی نماز بجماعت و دربیان اسرار ارکان صلوۃ

چنین گویند کہ این حدیث مصطفی است نیت المومن خیر من
عملہ یا نیت المرء خیر من عملہ عمل مربوط بنیت است کہ مردے نماز
گذارد چنانچہ قیام و قرأت رکوع وسجود بتمام بجا آرد و ورا نیت ادائے صلوۃ
نبودہ باشد لا فرضاً ولا نفلاً آن صلوۃ را اعتدادے نباشد مردے ہذلے کرد
لا ثواب ولا عقاب فیہ اگر فرض کنیم چند نفرے در یک صف نماز میگذارند
یکے برسم وعادات میگذارد دیگرے برائے نجات میگذارد وسیوم برائے
فوز درجات وتنعیم جنات عدن وفردے برائے دیدار حضرت میگزارد
وعداً ونقداً ویکے دیگرے من حیث انہ الہنا ونحن عبدہ میگذارد واگر خداوند
نماز ہر یکے قبول فرماید نماز ہر یکے بحسب نیت او باشد واو کہ بریا وزور گذارد
فقیہ گوید لا ثواب لہ ولا عقاب لہ وصوفی گوید او یکے از جملہ مشرکان خدائے
باشد اکنون خیر من عملہ چہ باشد بعضے گویند این از قبیل قلب است یعنی
عمل المرء خیر من نیتہ　اگر نیت ہست وعمل نیست چہ سود مند آید پس
عمل بہتر از نیت باشد نیت بہتر از عمل باشد بر نصاب باشد مردے حولان
حول شد بغیر نیت ادائے زکوۃ تمام مال را در راہ خدا بذل کرد ثواب او بیش
و درجہ او برتر گویند۔ درین حدیث زینوا القرآن باصواتکم از قبیل
قلب است یعنی زینوا اصواتکم بالقرآن وما دیدیم کہ یکے قرآن را

بالحان خوب خواند در دل سامع اثرے بیش و رقتے برتر باشد قران خواندن
ابوموسیٰ اشعری و شنیدن رسول اللہ علیہ السلام و فرمودن او لقد اوتیت
مزمارا من مزامیر آل داود و گفتن ابوموسی اگر دانستمے کہ تو میشنوی
تحدمت بحبرا اکنون چہ میگوی تزئین قران بصوت شد یا تزئین صوت
بقران شد در اعتبارات مختلف سکوت اسلم الطریق والسلام۔

حدیقۂ نہم

دربیان مراتب دل واطوار او وچیزے از عدم خلقت قران

اتفاق علما است کہ نماز فریضہ بجماعت گذاردن سنت موکدہ وجماعت
ہم امام و مقتدی این نیز جماعت باشد زیراچہ یکے باد وم جمع شد حکم جماعت گرفت
وگویند دراول جمع زوج است وسہ اول جمع فرد است وخواجہ من قدس اللہ
سرہ گفتہ است ہر کہ میان ہشتاد سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان
او را جرت چرکین نامند و مشایخ کسے کہ با ایشان پیوند کند اول نصیحت این باشد
کہ فریضہ بجماعت گذاری و بعضے علما نماز جماعت را واجب گویند و میان واجب
وسنت موکدہ صفت موافات باشد اوستادنا مولانا عماد الدین تبریزی رح
مکلمات گفتے واجبات را مکلمات و بعضے علما نماز بجماعت فریضہ گویند
تمسک بدین آیت کنند وارکعو مع الراکعین اے صلوا مع المصلین و
تشبث بہ حدیث پیغامبر کنند کہ او گفت فارجع فصل فانک لم
تصل والقصۃ علی الشہرت۔ و دیگر گوئیم صورت وہیئت موجود است
بر انواع است بر تنوع واختلاف است وہر یکے بصورت نوعی خویش مسبح
ومصلی رب است تعالیٰ کیسر سر زیر پا بالا آفریدہ است چنانچہ اشجار واصل فرو دست

والطراف اوبالا است و بعضے طیور کذلک تسبیح او ہمین صورت نوعی اوست گویند خداوند فرمود وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ومعنی گویند تسبیح او دلالت بر وجود صانع علیم قدیم حکیم و دیگر تسبیح دارد مختص بد واہل کشف وعیان خبرے ازین بہ یقین دادہ اند۔ حکایت مرتضی علی علیہ الصلوٰۃ والسلام و مورے کہ پاے او از بند نعلین مرتضیٰ علی افگار شدہ بود در کتب مسطور است۔ قولہ سبحانہ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَکُنَّا فٰعِلِیْنَ بدین مثال شاہدے عدل است وضمیر بحمدہ یا راجع بہ اللہ است واین ظاہر است ومرجع او بشئی ہم درست باشد زیرا چہ گفت ومامن موجود الا ولہ وجہان وجہ منہ الی نفسہ وجہ منہ الی ربہ پس چون جہت الی الرب باشد وجہیکہ در شئے بنسبت برب دارد این ضمیر راجع بدانست معنی این چنین باشد ہیچ چیزے نیست کہ او مسبح خود نیست لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادہ ام بسر سخن باز آیم وجودیست خداے را معکوس میپرستد و وجودیست درست ایستادہ آن نوع انسان است و وجودیست نگون شدہ میپرستند وَمِنْہُمْ مَنْ یَمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ چنانچہ دواب است مانند او وجودیست و وجودیست کہ افتادہ بشکم میرود چنانچہ مار و امثال آن فَمِنْہُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ صلوۃ جملہ انواع واجناس را تخرے است استادہ خاصہ انسانست آن قیام صلوۃ است رکوع صورۃ چہار پایا نر انگاہداشت کہ ایشان ہمچنان می روند و در سجدہ شد آنکہ بشکم میرود صورت او را نگاہداشت و آنکہ سجدہ کرد صورت معکوس را نگاہداشت کہ خدایرا بہ راس نگوں کردہ میپرستند انجا جماعت چہ معنی دارد للہ در من قال بفریضۃ تعدیل الارکان وبحقہ وبحقیقت نماز بجماعت این باشد کہ انسان قلبے دارد وقالبے دارد و

روحے دارد وسرے دارد وخفی دارد در پنج بیک خانہ قرار گیرد و ہر یکے با دیگرے
صورت اتحاد بیند خفی با قلب آنچنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے
ہمین مثال است اے عزیز نماز بجماعت بحق معرفت وشناخت رب العزت
جز این نباشد وہمچنین گویند انا من اھوی ومن اھوی انا والسلام

حدیقۂ دہم

مقطعات قرآن

اجماع بقرآن مفسران واجماع عقلائے دین است کہ اللسان
ترجمان القلب فعلی ہذا این کلام سخن چونہ ربط یابد یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِہِمْ
مَا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ از بسیارے مردم کہ ایشان در بیان علمے ادعا وقتی کنند
پرسیدم جز سکوت بر صفت مرد مبہوت نبود اما آنچہ ما را در بیان محقق است
تنبیہے وتشریحے کنیم دل را ہفت طور است یکے را قلب گویند دوم را فواد
گویند سیوم را خفاف گویند چہارم را جاش گویند پنجم را خلد گویند ششم را زجاجہ
گویند ہفتم را اجال گویند وجز این نامہا دیگر ہم ہست آن ہم ازین ہفت بیرون
نیست اینکہ مردے چیزے کہ در دل باشد در زبان غیر آن گوید در پردہ آن
پردہائے دل است کہ گفتار غیر آنست مرد حافظ کلام اللہ میخواند ودر دل او
حکایتہائے دگر میکند آن حکایتہا میان این ہفت پردہ در پردہ ہست عاشق مبتلا
قَدْ شَغَفَہَا حُبًّا از چہارم پردہ است حب غیر حق تا چہارم پردہ است و
حب اللہ جز در فواد وقلب نیست غیر حق درین حریم گزرے ندارد اگر حافظے
قرآن را بدین صفت خواند آنچہ بزبان میگوید دل ہمان گوید عنقریب کشف اسرار
قرآن بر وے جلوہ کند ملی حرف خود را در برا وبرا داوہد در زمان لطیف از

مدح حروف بیان

الف والم تا سین والناس حرفاً بعد حرف مع ادانہ بصفت مخارجہ مرتب

بغیر خطاے وخللے وسہوے وزللے دست دہد این معنی بکسے است محول
علما باللہ را انجونا بہ دست دہد تا کدام نیک بخت باشد کہ این عروس ازلی در
بر او براوشیند سنائی رحمتہ اللہ علیہ برین جملہ اشارتے فرمودہ است **بیت**

عروس حضرت قران نقاب آنگہ براندازد کہ دارالملک ایمان را مجرد بیند از غوغا

اینجا معلوم میشود کہ قرآن مخلوق است یا غیر مخلوق کلام نفسی او بدین
صفت است کہ گفتیم او تعالی ازلا وابدا درکلام است سکوت بر ورو انیست
واگر حدوث وزوال آید وجمع کلام او عربی وعبری انجیل وزبور ہمہ یک حرف
است وآنکہ او بدین طی حروف رسیدہ صفتے از صفات او متصف گشت گفتار
او این چنین نیست کہ او تعالی گوید بسم اللہ چنانچہ معلوم مردم است اول با بعدہ سین
بعد ازان میم آن مردم کلام او شنیدہ اند کہ قصص را بدان مجلدات مستغرق شود
یک حرف گفتہ اند واگر آنرا در کتابت وگفتار آرند کتاب خانہ پر شود بعضے
محققان ہم ازین گفتہ اند کلام لیس بحرف ولاصوت ولا غیر حرف
وصوت **شعر**

سخن کوتاہ کن گیسو درازرا چو میدانی کہ محرم در جہان نیست

اینجا عبارت دست نمیدہد اینجا جز از غموزے و رموزے واشارتے
ولحظے نیست عبارت بے کم است روندہ بیا استادہ است این عالمان جاہل
واین پیران نابالغ وطفلان سپید سرو سپید ریش سیاہ کار اند فہم نکنند تو سخن
گردآر **شعر**

مرد معنی را طلب از این میان اہل صورت را نباشد اعتبار

والسلام

دو حدیقہ کہ بعد اتمام این نویسانیدہ بودند این است :-

حدیقہ اول

دربیان ازلیت وابدیت محبت حق اختیار کردن عاقل محبت را

اہم الہام واکرام المرام محبت اللہ است تعالیٰ عن الزوال والانصرام و
محبت اسباب ومواجب علی انواع مرد حکیم عاقل وشخص علیم فاضل فکرتے گمارد کہ
عمر عزیز را درکدام کلام کار رود درچہ مطلوب صرف باید کرد معلومش شد کہ ہمہ دروطۂ زوال
وفنا است احسن الاشیا واجمل المطالب عبادت رب است سبحانہ وآن نیز
درورطۂ عدم است امروز شخصے للہ فی اللہ صلوۃ راکہ حسنہ لعینہا است بحق شرایطہا
وارکانہا بجا آورد وآنرا خداوند سبحانہ قبول کرد فردا آمنا وصدقنا جزاے آن
دہد اما صلوۃ درورطۂ خیال افتاد وہی دار انعام واکرام لا دار تکلیف
وتعنیف واگر کسے گزارد ویکے از ملذذات ومرغوبات بود اما نماز رفت برین
قیاس ہرچہ این جہلے است مال وجاہ وقوت وعیش وتمتع جز خیالبازی نیست
صلوۃ کہ حسنہ لعینہا است جاہ ومال او گفتیم دگر چیز یراچہ عبرت باشد اما محبت اللہ
سبحانہ بصفتہ ازل وابد است وازلی وابدی دوستی او کذلک پس مرد حکیم
سلیم ہمہ را پشت دادہ روے بمحبت آورد حکیم سنائی میگوید بیت

گرت نزہت ہمی باید بصحراے قناعت شو — کہ آنجا باغ در باغ است وخان درخان وادر را
وراز زحمت ہمی ترسی زنا اہلان بر صحبت — کہ از دام زبون گیران بعزلت رستہ شد عنقا
مرا بارے بحمد اللہ زراہ ہمت وحکمت — بسوے خطۂ وحدت برد عقل از خط اشیا

حکیم سنائی چنین فرمود کہ حکمت وہمت این تقاضا کرد جز خداوند سبحانہ را
طالب نباشد عمر جز براے او صرف نکنند ہان وہان بسے کلام ما را اصغاے
کن واہتمام تمام در اعلی علیین فہم خود منقش ومثبت ساز کہ طالب محب وعاشق

بتلا وراے این ہمہ است القائرمن اللہ در دلش طالب سبوحی و قدوسی که وجودش وراے ہمہ وجودات است و از جملہ نسبت و اضافات بیرون ہست استاد فقیہ وجیہہ مذکر و مفسر و محدث ناصح با وے پند دہد یا ابن نسا، الحیض این التراب و رب الارباب و این الماء والطین من حدیث رب العالمین۔ تو چیستی وکیستی قدم برخط عبودیت استوار میدار و امید وار باش فردا ترا نجاتے شود و اگر فوز درجات و دخول جنات ترا میسر آید ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و این مسکین نیز با خود فکرتے کرد کہ نصاح بحق نصیحتے کردہ اند تو مجعولی مجمولی استغفر اللہ ترا با وے چہ نسبت برائے محب را جنسیت شرط است مصرع

دلا دامن فراہم کن کجا ما وکجا ایشان

دل را از آن باز آر و ثانی حال بنماز ے بتلا و تے تا بچہ مشغول نظرے کمار د چہ بیند کہ دل ہمانجا گرفتار است لابد ولاحیلت ولاجرم فریاد برکرد باہمنشین چنین گوید۔ بیت

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ — این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

این رباعی درحال او باشد۔ رباعی

صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ — و ردے سازم ز درد تو ہر روزہ
زنبیل بدست دلی دیوانہ وہم — تا از در تو درد کنم دریوزہ

خواجۂ من قدس اللہ سرہٗ این مصرع را "تا از در تو درد کنم دریوزہ" چند بار گردانیدہ و گفتہ کہ تا از در تو درد کنم دریوزہ مشتاقے و مبتلاے اسیرے گرفتارے این بیت را بسیار بار با خود میگفت۔ بیت

محمد را ز حال او چہ پرسی — گرفتارم گرفتارم گرفتارم

مطربان قوالان این رباعی را ترانہ میگفتند۔ رباعی

جانے ویدی غریبکے لوییکے کورانہ خزدنے خرے نہ سگگے
نگذار ندش ہیچ کلبہ شبکے باین ہمہ مفلسی گرفتار یکے

محمد حسینی باخود میگفت آہا فآہا آن عزیز بزرگوار منم والسلام

حدیقہ دوم

دربیان اختیار کردن طالب راہ ارادت وطلب تجلی در سلک این مجموعہ منسلک گرداند تا تضیع آن لازم نباید وہدیہ بقدر مہدی درے در درگاہ آن مقرب وہادی باشد۔

محمد حسینی میگوید اگر طالب را قوم پرسند کہ چہ موجب بود کہ راہ ارادت اہل تصوف اختیار کردی ودر حکم ایشان درآمدی وآنچہ فرمودند تو آن کردی والبتہ جان وجہان خویش فدائے خاکپائے ایشان ساختی او شاید با محرم این گوید کہ محبت حق در دل من افتاد شد دیدار جمال کمال حق در دل من افتاد من دران متحیر گشتم ہرچند کہ دل را ازین خطرہ بازمی آرم بازمی آید واگر از متفقہ ومحدثہ میپرسم ایشان باجمعہم انگشت سبابہ خود رایدندان میگیرند کہ ہرگز این سخن مگو کہ وعدہ است فردا آمنا وصدقنا اہل بہشت را بعد اکمال نعم ایشان را این دولت دہند کہ جمال لایزال مشاہدۂ ایشان شود اما این کہ تو نقد میطلبی درین جہان دنیا استغفار کن بہ توبہ گذر خود را از خطرہ وصال باز آر از ہر نوع عذر بخواہ ومن خود را این چنین میکردم کہ ما للتراب ورب الارباب واین الماء والطین من حدیث رب العالمین وفقیہان ومحدثان ومفسران ہمین تعلیم کردہ اند باز دل را خواہان آن می بینم خود را مضطر ومتحیری یابم عین آن میشود کہ شاعرے گفتہ است۔ بیت

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

درین گرداب حیرت کہ لا بدلہ ولا سبیل الیہ افتادہ دست وپاے میزدم ہمدرین ورطہ بودم ناگہان شنیدم کہ طایفہ صوفیان ازین نشانے میدہند وازین نوع بیانے میکنند وبدین دعوی ہم دارند تا آنکہ این دو بیت میخوانند۔ بیت

آنانکہ ریاضت کش سجادہ نشینند ... باید کہ خدا را بنمایند و بہ بینند
ورخود نہ نمایند نہ بینند بہ تحقیق ... از اہل سموات کہ یاجوج زمینند

بحضرت جناب عالیہ ایشان غلطان آمدم وجبین خویش را بر آستان ایشان سودم اصغاے درستے نماے کردم درگوش من افتاد یکے میگوید لیس فی جبتی سوی اللہ دیگرے میگوید انا الحق دیگرے میگوید سبحانی ما اعظم شانی باخود گفتم این نباشد جز آنکہ از دیدار او نصیبے گرفتہ اند ہر آئینہ پر ایشان آمدم خود را در سلک ایشان منسلک کردم وآنچہ ایشان میگفتند آثار وعلامت آن پیدا دیدم این اختیار را تصوف من موجب این بود کہ بیان شد وشیخ رحمتہ اللہ علیہ خود با من ارشاد کرد ہزار ایشا رلمہدی ہولاء القوۃ لاجل کذا وکذا لاحول ولا قوۃ الا باللہ این رہ طالبان نیست رہ عاقلان است واللہ اعلم والسلام

وجود العاشقین

المعروف بہ

رسالہ عشقیہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان
جعفر الثانی ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابوالفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سپاس بے حد وستایش بیعد مرقادر مطلق وحاکم برحق را وجانان عاشقان
ومحبوب جملہ جہان را ودرود بے قیاس مراحمدؐ حق شناس راکہ محب درگاہ محبوب
شہنشاہ معین العاشقین ومُمد المحققین والتابعین واصحابہ المقربین باد وآلہ الامجاد
بعد سپاس حق ودرود برحق سخنے چند از عشق بے پایان خاک وبقوت
جان پاک بعنایت ہو اللہ وبہ اشارت حسبی اللہ درقلم آوردہ میشود تا محبان را
محبت بیافزاید ودوستان را دوستی رہ نماید واین خاک را نیز بہ دعائے خیر یاد باشد
تا بدولت آن یار قدیم وشفقت ہمراہ مُقیم درین خاک باشد مستقیم درین باب
امید الی اللہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِ اللہ است۔
بدانکہ اے عزیز درین جہان ہمین سہ چیز است ورائے این ہمہ ناچیز
یعنی عشق وعاشق ومعشوق ہمین ظہور وہمین بطون ظاہر عبارت خلق وباطن
عبارت خالق واین ہردو درمرتبۂ ذات یکے باشد اگرچہ بسیار است چنانچہ
احد یعنی لا احد الف بمعنی عشق وحے بمعنی عاشق ودال بمعنی معشوق درجمع
توحید ہرسہ یکے باشد چنانچہ دریا وموج وکف ہرسہ حقیقت دریا است
ویکے است۔ اکنون کسے راکہ این در بکشاید من وتو نماند آدم یکے باشد یکے
کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ اے صفت

الا واحد کہ یعنی نیست صفت ذات ما مگر یکے چنانچہ قال النبی علیہ السلام العشق نار اذا وقع فی القلب احرق ما سوی المحبوب
معنی چنین باشد کہ عشق آتش است چون افروختہ شود در دل مردم بسوزد ہر چہ غیر دوست بود یعنی غیر بود بزرگے میفرماید ے

جہان عشق است دیگر زرق سازی   ہمہ بازی است الا عشقبازی

چون این آتش ترا حاصل شود ہیزم تن تو سوختہ گردد آنگہ تونانی عشق ماند تو ندانی عشق داند چون خود را بخود باختی از خودی خود خلاص یافتی چنانچہ عشق دل منزہ است از آب و گل یعنی جان باز در عشق سرافراز دو چشم خود بخود ہمی مالد دیما ہمین نالد ے

مجنون عشق را دگر امروز حالت است   کاسلام دین لیلی دیگر ضلالت است

سر محبوب مجنون داند اما عقل عاقل اینجا کور ماند زیرا کہ عشق سہ حرف است عین عبارت از نفی عقل و شین عبارت از نفی شرک و قاف عبارت از نفی قالب یعنی چون عشق آید این ہر سہ چیز فراموش گرداند چنانچہ مصلح الدین از عشق صادق شیخ سعدی میفرماید ے

چو عشق آمد از عقل دیگر مگوے   کہ در دست چوگان اسیر است گوے

و نیز عشق را پنج مرتبہ آوردہ اند اول شریعت یعنی شنیدن صفت جمال محبوب تا کہ شوق پیدا آید دوم طریقت یعنی طلب کردن محبوب و رفتن در راہ محبوب سیوم حقیقت یعنی حضور بودن دایم در حسن محبوب چہارم معرفت یعنی محو کردن مراد خود را در مراد محبوب پنجم وحدت یعنی وجود فانی خود را شکستن ہم در ظاہر و ہم در باطن موجود مطلق داشتن ہمین محبوب را۔ چون این پنج مرتبہ تمام شود کار بہ اتمام رسد آخر ہمین عشق محبوب ماند و موج عاشق و معشوق در بحر

عشق غرق شود چنانچہ بزرگے فرمودہ العشق کالطھر بین الدمین
یعنی وجود میان دو عشق است چنانچہ پاکی عورت میان دو خون است یعنی
اول ہم عشق بود و آخر ہم عشق باشد زیرا کہ ہر وجود یکہ ہست بیرون از عشق نشدہ
است بغیر از عشق نتواند ماندن پس اول و آخر ظاہر و باطن ہمین عشق است
الوجود بین العشقین کالطھر بین الدمین ؎

چیست آدم چیست حوا عشق بس   گرچہ آید صد ہزاران پیش و پس

چون بیان عشق و مرتبہ عشق تمام شنیدی و دریافتی اکنون بکمال ہوش
بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز این عشق مانند تخم است و اورا درختے است
کہ آنرا وجود گویند و قالب نامند و تن خوانند و این درخت درون و بیرون گرفتہ
و این درخت پنج بیخ است یکے عقل دوم وہم سیوم روح چہارم علم پنجم جان و این ہر
پنج را حقیقت گویندہ ازین پنج بیخ پنج شاخ ظاہر شدہ یعنی از عقل بینائی
و از وہم شنوائی و از روح بویائی و از علم گویائی و از جان توانائی و ازین پنج شاخ
پنج برگ بر آمدہ یعنی از بینائی حرص و از شنوائی کینہ و از بویائی حسد و از گویائی غضب
و از توانائی کبر است و این ہر پنج بمعنی نفس است و آن پنج بمعنی دل است و
این ہر دو در مرتبہ ذات یکے باشد و این را شریعت گویند چنانچہ بزرگے فرمودہ
است ؎

نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے است   مرد معنی را در ینجا کے شکے است

چون بیخ با شاخ و شاخ با برگ شنیدی و دریافتی اکنون گل با میوہ و میوہ
با تخم با ہوش بشنو و دریاب۔ بدانکہ اے عزیز این درخت را گلہا است یعنی طاعت
و زہد و تلاوت و قناعت و سخاوت و این پنج را در معنی طریقت گویند و درین گلہا
میوہا است یعنی شفقت و محبت و رحمت و برکت و ہمت و این پنج در معنی عشق یکے

باشد کہ اورا معرفت گویند ودرمیوہ تخم است کہ آنرا وحدت گویند زیرا کہ ہمون تخم اول است کہ آنرا عشق خوانند العشق ھواللہ کہ آنرو ہمہ ظاہر شدہ است بلکہ ہمو است کہ بدین خودرا جلوہ دادہ است دایم وقایم است چون بیخ باشاخ وشاخ بابرگ وبرگ باگل وگل بامیوہ ومیوہ باتخم یعنی شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت ووحدت۔

چون این جملہ شنیدی ودریافتی اکنون باہوش بشنو ودریاب کہ وجود این درخت ازطبایع اربع عناصروارنج نام است یعنی حرارت ورطوبت وبرودت ویبوست یعنی گرمی وسردی وتری وخشکی یعنی آتش وبادوخاک وآب این ہشت یعنی چار است برون ودرون این وجود عدم ہرچہ ہست ہمین چہار است۔

چون این شنیدی ودریافتی اکنون باہوش بشنو ودریاب بدانکہ اے عزیز جنبش این درخت بازی شہوت است وقال واستواری این درخت خیال وحال وحیات این درخت بیداری وہوش ومماتِ این درخت خواب و فراموشی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم النوم اخ الموت یعنی خواب برادر موت است۔

چون حیات ومماتِ این درخت شنیدی ودریافتی اکنون باہوش بشنو ودریاب کہ نہال این درخت درفنا است کہ آنرا بقا گویند ووجہ اللہ خوانند وذات اللہ نامند کما قال اللہ تعالی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ واین فنا یعنی بقا است واین درخت درون وبرون گرفتہ وظاہر وباطن پیوستہ بلکہ عین درخت شدہ دیگے گشتند دونماندہ۔ اکنون ببین کہ جملہ این درخت بقا است کہ آنرا عشق نیز گویند کہ این درخت عشق لاحد ولانہایت لامثل ولاغایت خودبخود شکل وصورت صد ہزاران ورنگہاے بیشمار دارد وحدہ لاشریک لہ۔

واین جملہ چون شنیدی و دریافتی اکنون کمال آن با ہوش بشنو و دریاب
معشوق عشق و عاشق ہر سہ یکے است اینجا   تو خود بخود نگنجی ہجران چہ کار دارد
بدانکہ اے عزیز این درخت ہمین وجود و ہستی تو و شکل این درخت ہمین
افعال و اوصاف تو کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ خلق آدم
علی صورتہ اے علی صورت الرحمن اکنون ببین تو کہ عین بقائی بلکہ
عین عشقی و مطلق و مقیدی مطلق جز تو کسے نیست فی الجملہ توئی کہ خود را بخود دگذاشتی
دوئی و جدائی نیست ؎

وجودے ندارد کسے جز خدا   ہمانست باشد ہمیشہ بجا
تماشائے خود را بخود می نمود   ہمون عاشق و عشق و معشوق بود

چون نفس خود را چنین شناختی عین بقا گشتی قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من عرف نفسہ بالعجز والفناء فقد عرف ربہ
بالقدرت والبقا چون نفس خود را فنا شناختی بقا یافتی چون فانی فی اللہ شدی
باقی باللہ گشتی چنانچہ بزرگے فرمودہ ؎

ہرچند کہ پر دردی کے محرم ما گردی   فانی شو فانی شو تا محرم ما گردی

چنانچہ آوردہ اند در دل درویش اہل فنا نداشد جز ذجز ذیعنی
مجرد شو مجرد شو ہمہ موئے اندام او ریختہ شد۔ زہے مقام حیرت درویش کہ در
حیرت بماندہ چنانچہ در خبر است الحادث اذا قرن بالقدم کشف
لہ اثر یعنی نمک در آب اندازند جملہ آب شود و اثر نمک نماند اکنون تو
نمانی عشق ماند و تو ندانی عشق داند ؎

دریائے کہن چو بر زند موجے نو   موجش خوانند در حقیقت دریاست

درین جملہ جا نہا چنان گم شود کہ گفت و گوے و جست جوئے نماند کما

قال النبی علیہ السلام من عرف اللہ کلّ لسانہ چنانچہ شیخ سعدی فرماید ؎

چو بلبل روے گل بیند زبانش در نو آید　　مرا از دیدن رویت فرو بستہ است گویائی

اما اینجا گفتہ میشود بہ اعتبار کمال شوق دوست یعنی من عرف اللہ طال لسانہ چنانکہ باد صبا آید انچہ بستہ در حال بکشاید و این بیت بر زبان سراید ؎

عجب نیست کہ سر گشتہ بود طالب دوست　　عجب این است کہ من واصل و سرگردانم

چون این جملہ تمام فہم کردی اکنون بہوش باش و نگاہ دار کہ اے عزیز در وجود تو سہ مقام است اول و اوسط و اسفل یعنی ناف نفس کہ مرتبہٗ اسفل است تعلق بہ دوزخ دارد درین دیو و پری و مار و کژدم و آتش و سردی و آنچہ لوازم دوزخ است و اجناس سقر درین مقام است و این مقام ظہور ابلیس است۔ و مقام اوسط سینہ است تعلق بہ بہشت دارد یعنی زمین بہشت مقام حور و قصور و اشجار و انہار ناز و نعمت و انچہ لوازمہٗ بہشت است درین مقام شاہ عشق بنام محمد ظہور است۔ و دل مقام اعلیٰ کہ تعلق ہمہ بحق دارد کہ احد است درین مقام ملائکہ و عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و آفتاب و ماہتاب و ستارہ و انچہ لوازم نور حق است درین مقام است و شاہ عشق درینجا بوصف اللہ ظہور است۔ چون این جملہ کمال میوہٗ عشق و وصف عشق است بلکہ ہموارہ است کہ خود بدین طریق است اما بمقامے نام دیگر است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا مافی وراء العرش احد و فی السماء احمد و فی الارض محمد و تحت الثراء محمود یعنی ہمون احد در مقامے نام احمد و محمد و محمود دریافت۔

چون این مقام شنیدی اکنون باہوش بشنو و دریاب اے عزیز آدم

وعالم جملہ عشق است وقدیم است اول وآخر ندارد وآمدہ است ؎
این جہان صورت است ومعنی دوست و بہ معنی نظر کنی ہمہ اوست ؎
نقشے نمودم من عیان درصورت انسان نہان
ظاہر مکن باکس مگو خوش خوش برو بردار ما
ونخواہد رفت بلکہ دایم وقایم است کما قال اللہ تعالی لَمْ یَلِدْ وَ
لَمْ یُوْلَدْ اے لَمْ یَخْلُقْ وَلَمْ یُخْلَقْ یعنی نہ آفریدہ است ونہ آفریدہ
شدہ است ہمچنان است ھو ھو ھو اینجا فَہِمَ مَنْ فَہِمَ چنانچہ بزرگے فرمود ؎
عشق سلطان است در ہردو جہاں عقل را مدخل نباشد اندران
زیرا کہ این دریا است خون خوار وبے قعر وبے کنار ھی ھی این را بیان
توان گفت واگر کسے سوال کند کہ ھی ضمیر مونث است پس مشابہت حق
تعالی چون توان کرد جواب آن است کہ درشب معراج تجلیات حق سبحانہ
تعالی حضرت خواجہ عالم را علیہ افضل الصلوۃ والسلام بصورت مونث شدہ بود۔
چون این جملہ شنیدی ودریافتی اکنون بشنو ودریاب بدانکہ اسے عزیز
این ماندن تو درچہ است ودرچہ ماندہ یعنی محبت درمحبت ماندن است کہ آنرا
عشق نیز گویند درمحبت ماندہ زیراک بیرون محبت ماندن ممکن نیست ہر کرا دوست
داری وبہر چہ روے آری آنکس نیز توئی کہ خود را بخود دوست داشتہ باشی
وہر چیز را کہ بینی ومحبت داری آن نیز توئی کما قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم رایت ربی بعین ربی دیدم خدا را بچشم خدا حدیث دیگر رایت
ربی فی لیلۃ المعراج فی احسن صورت من صورت امرد
شاب قطط یعنی پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیدم پروردگار خود را دران
شب معراج بہ خوب ترین صورت جوان کہ زلف او پیچ درپیچ بود امامحمدؐ

علیہ السلام خدائے عزوجل را در خود دید چنانچہ در آیت شاہد است کما قال اللہ تعالیٰ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی من در ذات ہائے شما ام ومی بینید شما دیگر شاہد است ما رایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ یعنی ندیدم من ہیچ چیز را مگر دیدم خدا را در ان چیز شاہد دیگر انا واللہ فی الوحدت واحدا یعنی من وخدا در وحدت یکے ام ۔ ے

احد است اینجا احد لے مرد کار دایما در عشق باشی بیقرار

پس اے عزیز او دایم خود بخود نگرانست چنانچہ بزرگے فرمودہ ے

اے خدا چون توئی غم وشادی تہمت ما د توچہ بنہادی

ہم تو لیلی وہم تو مجنونی ہم تو شیرین وہم تو فرہادی

بزرگے دیگر فرمودہ ے

خدا بود عاشق بخود اے گدا جہان کرد آئینۂ خودنما

تماشائے خود را بخود می نمود ہمون عاشق وعشق ومعشوق بود

چون این محبت را بشنیدی ودریافتی بدانکہ اے عزیز این محبت را آب حیات میگویند وجائے این در ظلمات است یعنی در دون چشم زیرا کہ محبت از چشم پدید آمدہ است اکنون چشم خود را بشناس کہ کیست وچیست کہ صاحب وجود تو ومالک تن تو ہمان تخم اول است کہ جملہ از وظہور است چنانچہ عبداللہ انصاری در مناجات خود میفرماید الٰہی ہستی وجود خود چہ نازم مرا دیدہ دہ کہ آن نظر بہ ہست تو بیارم این را دایم وقایم نگاہ دار وخود را بخود بین وخود را بخود جلوہ کن وخود را بدین لباس روباز چنانچہ بزرگے فرمودہ است ے

چشمے دارم ہمہ پر از صورت دوست بادیدہ مرا خوش است چون دوست در اوست

از دیده و دوست فرق کردن نہ نکواست — یا اوست بجاے دیدہ یا دیدہ ہمواست

اے دوست ترا بہر دو کان میجستم — ہر دم خبرت ز این و آن میجستم
دیدم بتو خویش را تو خود من بودی — خجلت زدہ ام کز تو نشان میجستم

چون صفت چشم نام شنیدی و دریافتی اکنون باہوش بشنو و دریاب
بدان کہ اے عزیز این نور حقیقت ریح است کہ آنرا روح نامند کہ الارواح
مرکب من الساےیعنی دم بقدم آمیختہ و یکے شدہ و یکے گشتہ است چنانچہ
بوے در گل و مسکہ در شیر بیت

بندہ با حق ہیچو شیر و روغن است آمیختہ — این ہمہ شیر است و روغن ہم توی لایبصرون
اما حقیقت دم است کہ آنرا روح خوانند و نور گویند کما قال اللہ تعالیٰ
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ این ذرہ نور و روح را بہ عبارت و اشارت
گفتہ شدہ است اما بحقیقت نام و نشان ندارد و حد و رسم نیز ندارد ذاتے
است نامحدود و نامتناہی و بحرے است بے پایان و بے کران و این ذات نور
علی الدوام در تجلی خویش است چنانچہ بزرگے فرمودہ بیت

بے نشان شو در رہ نام و نشان — تا جمال خویش را بینی عیان
پس گل آدم ہمین دم خاک باد — ظاہر صورت چہ بینی ہر چہ بینی یاد باد

چون این شنیدی و دریافتی اکنون باہوش بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز
ہمین دم و قدم یعنی روح و ریح را خدا و رسول گویند ظلمت و نور خوانند جبرئیل و میکائیل
و اسرافیل و عزرائیل نامند بہشت و دوزخ جن و انس وحش و طیور و کفر و اسلام
خوانند دین و دنیا کعبہ و بتخانہ گویند۔ بیت

مسجد و دیر توی کعبہ و بتخانہ یکے است — ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغاے تو بود
و این حقیقت عشق است کہ خود بخود چنین است ظاہر و باطن خود است

ہرچہ شدشدن تواند و ہرچہ کرد کردن تواند و بداند کہ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ شعر

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز | کہ حقیقت کند بہ رنگ مجاز
عشق میباز و عدا با خویشتن | شد بہانہ درمیانہ مرد و زن

این مثنویات کہ گفتہ شد ہمہ درباب عشق درج کردہ شد واللہ اعلم بالصواب۔

مثنوی

عشق گوہر بے بہا و بے نشان | بہر عشقش ہر دے تو جان فشان
عشق اول عشق آخر جاودان | باخودی خود بباز دو ایمان
عشق نور و عشق نار و عشق دار | عشق ہیچ و ہفت باشد عشق چار
عشق باد و عشق آتش آب و خاک | در حقیقت عشق باشد جان پاک
عشق شاہ و عشق ماہ و عشق راہ | بر سر خود عشق بو شد صد کلاہ
عشق عرش و عشق کرسی از دوان | ہم قلم ہم لوح ہم محفوظ دان
عشق شمس و ہم سما و ہم زمین | ہم فرشتہ در شمارے در کمین
عشق روشن ہم نجوم و ہم برج | باخودی خود نزدل و ہم عروج
عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل | عشق میوہ عشق تخم و عشق ل
عشق در صورت جمال خود نمود | جملہ اشیا در حقیقت عشق بود

این مختصر را وجود العاشقین نام نہادہ شد۔

تمت

رسالہ توحید خواص

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابوالفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین۔ اما بعد رسالہ در بیان **توحید خواص** و مقام اہل اختصاص۔

بعد از حمد کہ موجود نیست مگر وے و درود بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مقصود نیست مگر وے آنچہ سوال میکردی و بہ ابتہال درمیخواستی کہ چند سخنے در توحید خواص بنویسم قلم برگرفتم و بتائید ربانی در کتابت آوردم تا شمۂ اجابت سوال توکنم و سخ شک و شبہ از دامن یقین تو بہ آب تحقیق بشویم و چنانکہ زمانہ وقت املا کند بنویسم از راہ انصاف کہ ہم دل سامع باشد کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ۔ والموفق ھو اللہ

فصل۔ بدانکہ موجودات عالم بر دو نوع است عالم صورت و عالم معنی عالم صورت ہمہ ظاہر است و عالم معنی ہمہ باطن۔ عالم صورت بعضے بدیدۂ ظاہر دیدہ میشود چنانکہ ملکی بعضے بدیدۂ باطن دیدہ میشود چنانکہ ملکوتی۔ و آنکہ عالم معنی است آن دیدہ نشود مگر در صورت پس ظاہر و باطن ہمہ صورت اوست کہ او خود را بر این صورت در ظاہر مینماید **رباعی**

ہر نقش کہ بر تختۂ ہستی پیدا است ۔۔۔ آن صورت آنکس است کہ آن نقش آرا است

دریاے کہن جو بر زند موجے نو — موجش خوانند و در حقیقت دریا است

موحدان گویند کہ یک نور است کہ خود را بہمہ صورت نمودہ است و بہمہ کسوت پیدا کردہ است و بصورت مجنون و لیلی و بشکل وامق و عذرا تجلی کردہ است و ہمونست کہ بچشم مجنون نظر بر جمال خود کرد و در لیلی دید و خود را دوست داشت پس ہر کرا دوست داری و ہر کہ روے آری روے بدو کاری او باشد اگرچہ تو ندانی۔ قطعہ

میل خلق جملہ عالم تا ابد — گر بباشد ور نباشد سوے تست

جز ترا چون دوست نتوان داشتن — دوستی دیگران بر بوے تست

نظر مجنون بر حسن لیلی بر جمالیست کہ جز آن جمال ہمہ قبیح است اگرچہ مجنون نداند کہ ان اللہ جمیل ویحب الجمال غیر او را نشاید کہ جمال باشد چون غیر او را در حقیقت ظہور نیست جمال دیگر چگونہ تواند بود۔ رباعی

یارے دارم کہ جسم و جان صورت اوست — چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت اوست

ہر معنی خوب و صورت پاکیزہ — اندر نظر تو آید آن صورت اوست

مردے پیش خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ آمد و گفت یا شیخ بزبان بیان توحید بکن خواجہ شکر طلبید و آن مرد را پرسید کہ این چیست آن مرد گفت شکر است پس خواجہ فرمود ازین شکر صورت اسپ و ستور و آدمی بساز آن مرد صورت ہاے مختلف بساخت خواجہ یک یک پرسید کہ این چیست آن مرد گفت کہ این آدمی و این اسپ و این ستور است خواجہ فرمود ہمہ را بشکن و یکے کن آن مرد ہمہ را بشکست و یکے کرد خواجہ فرمود اکنون چیست گفت شکر است خواجہ فرمود کہ برو کہ بیان توحید تمام کردم۔ قطعہ

یک عین متفق کہ جز او ذرۂ نبود — چون گشت ظاہر این ہمہ اغیار آمدہ

ای طاہر تو کہ عاشق و معشوق باطنت   مطلوب را کہ دیدہ طلب گار آمدہ

ہمان معنی کہ بزبان موسی علیہ السلام اَرِنِیْ گفت خطاب لَنْ تَرٰانِیْ ہم ازو شنید و ہمہ معنی کہ بزبان درخت اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ گفت بگوش موسیٰ آنرا ہمو شنید قطعہ

چون جمالش صد ہزاران روی داشت   بود در ہر ذرہ دیدارے دگر

لاجرم ہر ذرۂ بنود یار   تا بود ہر دم گرفتارے دگر

تجلیات او را نہایت نیست ہر عاشقے از و نشانے دیگر دہد و ہر عارفے از و عبارت دیگر کند و ہر محققے از و اشارت دیگر فرماید امابرین سر عزیز را وقوف دہند آنرا کہ بدل رسیدہ باشد و حظ دلش دایم ہمین باشد چنانکہ گرسنہ تقاضاے او بر طعام باشد تقاضاے دلش دایم ہمین باشد بزرگے گفتہ است کہ محبت و معرفت آن باشد کہ خداے تعالی مر محب و عارف را عیش و غذا باشد و خورش وے باخیالش بود و گفتن وے باخیالش بود و بودن وے باخیالش بود جملہ حرکات و سکنات بے او نگذارد کنون آنکس اہل دل باشد اما دیگرے کہ زمانے دل بحضور محبوب آرد و زمانے دیگر دلش بگریزد چون آہوے وحشی گرفتہ بخانہ آرند ہمین کہ رہا شد رفت چنین کسے را اہل دل نخوانند اہل نفس گویند و سالک خوانند و صوفی نگویند متصوف گویند یعنی روندہ راہ صوفیان خوانند صوفی گفتن نتوان کہ صوفی در نمک زار حقیقت افتادہ نمک شد عوام گاو خر اند و علما باخر اند و متصوفان راہ روان اند و صوفیان رسیدگان حق اند۔ بیت

تا کے اے عطار زین حرف مجاز   بر سرا سرار توحید آے باز

مارا چون قلم در صحراے وحدت روان است فرقہا کفرہا باشد چون یک نور است کہ محیط است بہمہ صور تہا پس او را نور مطلق گویند و توحید مطلق این است کہ چیزے از چیزے و راہے از راہے و کارے از کارے و صفتے از

صحبتے جدا نکنی و پشت بچیزے ندہی و روے بچیزے دیگر نیاری کہ چون روے
بچیزے مقید آری بے شبہ پشت بدیگرہا کنی از توحید مطلق بیرون افتادہ باشی
مسلمان حقیقی اوست کہ بتوحید مطلق رسیدہ باشد و آنکہ بتوحید مقید ماند مسلمان مجازی
باشد نہ حقیقی اگر نمیدانی کہ چہ میگویم در چشم من در آ و بین کہ ہمین است . نظم

آفتابے در ہزاران آبگینہ تافتہ — پس برنگ ہر یکے تابے عیان انداختہ
جملہ یک نور است لیکن رنگہاے مختلف — اختلافے این و آن را درمیان انداختہ

برہر کہ این درحقیقت کشادند اضافت من وتو ازو ساقط شد ونسبت
ازان من وتو ازو طرح افتاد از ہفتاد ہزار حجاب ازان نور وظلمت کہ پیش سالک
است من بندۂ یک نقطہ ام کہ بتو نمایم و راہ صد سالہ بیک ساعت گم کنم گوش
دار کہ این جملہ ہمین غافل بودن تست از محبوب تا غفلت از تو برخاست
حجاب نیست اما آنچہ حجاب نورانی وظلمانی کہ گفتم میتواند بود کہ نماز و روزہ
وتلاوت قران ولذات عبادات کہ ترا از دیدن محبوب ویاد آوردن او
باز دارد این ہمہ حجابہاے نورانی باشد وحجاب ہاے ظلمانی ہمہ مشغولی ہواے
نفس است وچون گفتیم کہ یک نور است حجاب نور وظلمت چہ معنی دارد
آرے چون تو بآن نوری و لمحۂ ازو غافل نۂ ترا حجاب نیست چون غافل شدی
محجوب گشتی از حجاب بیرون باید آمد حجاب ومعصیت تو ہمہ غافل بودن تست
از محبوب واگر توی پس غیری اورا حجاب میشود بدانکہ چون ہمہ یک نور است
واو راحد ونہایت نیست پس ہرچہ ہست درعالم صورت ومعنی صورت
اوست واو ہیچ صورت مقید نیست توبہ تو از آنست کہ از قید بیرون آئی
ودر توحید مطلق افتی . بیت

حجاب روے تو ہم روے تست درہمہ حال — نہانی از ہمہ عالم زبس کہ پیدائی

ہمین کہ پردۂ پندار از غیر در صحراے دل تو آمد دوئی پیدا شود و حجاب
روے نمود۔ بیت

دوی را نیست رہ در حضرت تو　　همه عالم توئی و قدرت تو

چون پندار غیر و دوئی از ساحت دل تو برخاست دل بزبان حال
این گوید۔ رباعی

روزت بتو بودم و ندانستم　　شب با تو غنودم و ندانستم
ظن برده بودم کہ من بودم و تن　　من جملہ تو بودم و ندانستم

خدایا ما را از پیش ما بردار و خود را برخود پیش دیدۂ خود دائم و قایم دار این
چند سخنے یادگار این درویش برابر جان خود بداری و بہمہ کس ننمای و کیسکہ در
طلب این باشد در ہفتہ بمطالعہ این رسالہ خالی نگذاری کہ فائدہ خواہد داد
انشاء اللہ تعالی بمنہ وکمال کرمہ۔ تمام شد رسالہ توحید خواص
تصنیف حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز قدس اللہ
سرہ العزیز

ظن برده بودم که من بودم و تو
کردی جملہ تو

رسالہ منظوم در اذکار

از افادات

حضرت قطب الواصلین سید محمد حسینی گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ

رسالہ منظوم درازکار

از تصنیف حضرت خواجہ خواجگان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضر و ناظر تو حق در دل بدان — ہم بدان با خویش او را ہر زمان

رفع وسواس است توجہ پیر نیز — ہم از این گردی تو واصل اے عزیز

عین خا خود را اگر دانی ولا — محو گردی از خودی خود در خلا

عین خا دانی کنی ہر جا نظر — از برائے محو خویش است سر بسر

ہم لا اجل اثبات حق است ہر زمان — ہم بدان باشی تو مثل عاشقان

اے تو با ہر جزو خود خا را بدان — ہم بہر از جزو کل اشیائے آن

تا مغیث خا شود مکشوف ہم — خا شود معشوق تو اے محتشم

١٠٨

ہرچہ در رہ در نظر آید بدان　　ذات او تا غیر او بینی ہمان
فعلہا را جملہ فعل او بدان　　فاعل او ہست کس نہ درمیان
آئینہ روشن بہ بین تو بعد ذکر　　خا بدان خود را و کن در خویش فکر
آئینہ درہم بہ بین تو خویش را　　کن تصور روے خا در خود دلا
این برائے رویت حق ابداست آن　　گیر لازم طالبا در ہر زمان
کل شئی ہالک دان جز خدا　　غیر او چیزے ندانی دائما
این برائے محو خود راہست بدان　　کوششے کن اندرین محنت بجان
کن تصور من ہمین بینم عین　　تا کہ گردد کشف بر تو فرض عین
ہم تصور کن تو با خا و بہ عین　　تا کہ بینی بر تو انیست فرض عین
اندرون نون تصور کن تو خا　　قبلۂ خود تو بہر وقتے بجا
تا حضور دل شود اندر نماز　　در نمازت حاصلت گردد نیاز
ہم تو در نون کن تصور یار خویش　　شین ک کاف زین چون شستہ بہ پیش
ہم یقین دان پیش او استادہ ام　　بندگان چون در سجود افتادہ ام
ہم ہمین بینم یار خویش را　　میکنم ہم انکار کار خویش را
منتظر باشی کہ این دم بایقین　　یا من آید در سخن آن نازنین
جملہ حرف قاف اے قاری بدان　　صورتے دارند و شکل دلستان
قایم است این جملہ حرف قاف بین　　ہم بحق در وقت تالی ذو الیقین
منتظر باشی بدان صورت کہ آن　　قایمت بینی تو آن صورت عیان
چون کہ آن صورت تجلی حق است　　چون بہ بینی تو شوی مست الست
چون کنی تالی تلاوت ہمچنین　　ہم کلام اللہ بدل خوانی ازین
خارقے آید بدستت دوستے　　ختم قرآن تو کنی در ساعتے

هم همین خویشی بود تو عین خا — هم بدانی تا شود مکشوف خا

اندرونِ دل تصور کن تو خا — تا شود قلب ترا رویت ابا

هم بدان حق را تو میم خود دوام — هم تو میم این همه عالم تمام

تا که کشف این شود اے خوش پسر — نیک بختی آن شنو پند پدر

گر تو میخواہی حضور اے جان پیر — باش دایم در خیال دلپذیر

هرچه در خا بگذرد آنرا بدان — خا و دال و هم الف در هر زمان

عالم غیبت چو آید در نظر — کن تصور جمله را خا سربسر

هرچه بینی منتظر باش اے پسر — قاف آنچه آیدت اندر نظر

جمله را دان تو صفات و سرّ ذات — هم ازین ها میشود کشف صفات

دال الف تا جمله عالم را بدان — منتظر تا آن بباشی هر زمان

این برا ے کشف ذاتست اے پسر — اندرین محنت بخور خون جگر

اسم الف در دل تصور کن مدام — هم بہ آب زر نوشته والسلام

ور همین خواہی بہ بینی آن جمال — باش اندر میم رانی کل حال

تو میا در هم بجینرے سر فرو — چون درآی آن درا هر دم برو

گر روی در لامکان بینی لقا — تو همین کن باش جویان درا

مطلع بر کاف و ہا یا عین صاد — هم شوی آن منقص کہیعص

فتح باطن میشود از ذکر دال — چونکه آنست از همه خوش خصال

میشود دلرا حضور از ذکر فا — هر شبے بسیار گو آنرا بتا

ذکر جدا دی خلا چندان بگو — تا دلت روشن شود اے حق جو

ذکر چار و هم سه را یا کن حضور — تا چهار اطراف سه بینی تو نور

خاصه کیمیسود را از اہل عیان — ذکر پنج رکنی تو گوی هم بجان

نی کلی با هوا

هم بذکر خا شود حاصل حضور — دل شود ذاکر ازین هم جمله نور
هم بذکر لام و او آخر بدان — میشود کشف سماوات اے جوان
ذکر الف هم لام و ها ذکر خفی است — دایم الاحوال گوید گر ولی است
ذکر کشف کاف در نون با حضور — کن تو چندان تا شود کشف قبور
ذکر ابدالان کسے گوید مدام — او شود ابدال هم صاحب مقام
هم برائے استقامت آن مقام — ذکر دوم ابدال گویند بر دوام
ذکر یا هو هم بوصف کو کنون — از دلها نت تا که نور آید بیرون
ذکر هو دو رکنی اے مست فنا — گو برائے محو خود را دایما
ذکر هو در چار رکنی اے عزیز — محو کلی تا شوی بس گو تو نیز
هم بلا کیفے به بینی نور حق — گر تو گوئی بس تو ذکر انبیا
ذکر با آخر که یاست اندر حجاب — گو که تا گردد دعایت مستجاب
ذکر الف آخر یاست اے گوہر — تا شود کشف سماوات اے جوان
کشف تو چندان که ذکر بند دست — خاصه شیخ فرید اجهودن است
ذکر خا آخر که با خوشدل رباست — بهر قطع طمع جمله جز خدا است
ذکر بیچون چار رکنی گو دلا — بهر کشف پاک ذات حق را
ذکر حق استاده گو اے نور نور — تا تمام اندام تو گیرد حضور
ذکر یا و آخرت یا اے عزیز — هم دو رکنی است بگو آنرا تو نیز
ذکر یا آخر که دالست اے نگار — بهر دفع سرد نیست گوے شمار

ایضاً ذکر الابدال بجلسین
کما هو المعتاد فیمد ید الیمین

رسالہ مراقبہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان

جعفر الثانی ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابوالفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین۔

بدان کہ بدرستی کہ راہ سالکان طریقت اول مجاہدہ بعدا و مراقبہ بعدا و مشاہدہ وبعد او مکاشفہ۔ اما درین کتاب مقصود بہ **مراقبہ** بود کہ مرتبہ اول بیان کردہ شدہ۔

و مراقبہ در لغت برگردن شتر سوار شدہ سوے دوست رفتن است ودر اصطلاح سلوک گردن نہادن بحضور دوست و دوست را در چشم داشتن۔

و انواع مراقبہ بسیار است و درین کتاب بر سبیل اختصار سی و شش مراقبہ ذکر کردہ شدہ تا طالب زود بمقصود در رسد۔ **واین کتاب را مراقبہ خوانند۔**

مراقبہ اول آنست کہ خود را دایم الحال حضور او و دانداورا این حاضر داند بر حکم نص اَلَمۡ تَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی آنکس کہ گناہ میکند نمیداند بدرستی کہ خداے می بیند بلکہ او بتحقیق حاضر است می بیند ہر فعلے کہ انسان میکند۔ واین مراقبہ آنست کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ را تعلیم کردہ بود ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

یعنی اینک عبادت بکن تو اے محمدؐ خدا یرا چنانستے کہ می بینی تو او را پس اگرچہ تو او را نمی بینی او ترا می بیند و این را مراقبہ **حضوریت** گویند۔

مراقبہ دوم را **قلبی** گویند و آن آنست کہ ہمہ وقت او را در قلب داشتن چنانکہ قولہ تعالیٰ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ این آیت اشارت بدین مراقبہ است یعنی آن خدا ئے است کہ موجود است در آسمان ہا و در زمین و از آسمان قلب یعنی دل تصور کن و از زمین قالب کالبد دل بدان یعنی ہمہ وقت بدان کہ وجود در دل و در کالبد دل است۔

مراقبہ سیوم را **قربت** گویند آنست کہ ہمہ وقت او را نزدیک خود داشتن چنانکہ قولہ تعالیٰ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ یعنی ما نزدیکتریم مر شما را از شاہ رگ شما۔ و حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اشارت کردہ اند مع کل شئی لا بمقارنۃ و غیر کل شئی لا بمزایلۃ۔ یعنی بدرستیکہ آن خدائے تعالیٰ با ہر شئی موجود است نہ باتصال آن و بغیر ہر شئی است نہ بانفصال مانند در آئینہ۔

مراقبہ چہارم را **مراقبہ معیت** خوانند۔ آنست کہ او را دایم با خود شناسد چنانچہ قولہ تعالیٰ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ یعنی ان خدا تعالیٰ است با شما ہر جا کہ باشید شما۔ این ایت اشارہ بر مراقبہ است۔

مراقبہ پنجم **مراقبہ احاطت** خوانند و آن آنست کہ او را بداند در تمام ذات خود و در ذات غیر در گرفتہ است چنانکہ قولہ تعالیٰ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ یعنی خدائے تعالیٰ شامل در ہم ایشان چون آب در جامہ پس در تمام ذات خود را احاطت او بداند۔

مراقبہ ششم را **مراقبہ افعال** خوانند یعنی ہر شئے را با فعل آن شئے

کہ بیند خداوند تعالیٰ را خالق آن شمار و وبد و نہ خلق خالق پیدا کند چنانکہ قولہ تعالیٰ
وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی خدائے تعالیٰ آفرید شمار او فعل شمار را
پس در ہر فعلے او را پیدا کند بس و فعل آن رمزے بخدا مینماید۔
مراقبہ ہفتم را مراقبہ صفات خوانند یعنی دایم مشغول بہ بزرگی
او مستغرق شود کہ آنحضرت کریم است ہر چیزے را نعمت میرساند چنانکہ
قولہ تعالیٰ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا یعنی میتواند ہر شئ برحمت
وعلم او توانست برحمت وعلم آنست کہ شب و روز در دانستگی و خیال در
اوصاف اللہ باشد۔
مراقبہ ہشتم را فنا خوانند یعنی خود را در مقام فنا پذیرد و خود را در مردگان
شمارد و درین مراقبہ الفنا نہ است کہ در مقام عدم وجود اشد پیدا شوم۔ قولہ
تعالیٰ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ
رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ یعنی اے محمد تحقیق تو مردہ است و تحقیق ایشان
مردگانند پس تحقیق شما در روز حشر نزدیک صاحب دعویٰ میکنید شما۔
مراقبہ نہم ذاتی باشد خود را محو کند بریگانگی او آید یعنی پیدا آرد و بریگانگی
او آید یعنی یکے پیدا آرد و ہمہ ناپید شمارد قولہ تعالیٰ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
ایمائے بر توحید ذات است۔
مراقبہ دہم سوی باشد یعنی ہمہ علامت ربوبیت بر مرتبہ بلند تر آرد
و عالم را در مرتبہ فروتر چنانکہ قولہ تعالیٰ سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ یعنی
سرانجام می نمایم ما نشانہائے ما در افقہائے ایشان۔
مراقبہ یازدہم شہود باشد یعنی بداند کہ او ہمہ وقت حاضر است
و در الوہیت او ہمہ عالم گواہی داد کہ او شاہد و مشہود است ہم در و مستغرق شود۔

مراقبہ ۱۲ دوازدہم وجودی باشد یعنی ہمہ جا او را بداند بر حکم أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ یعنی ہر جا کہ باشید شما پس آنجا ذات اللہ موجود است ہم در و مستغرق شود۔

مراقبہ ۱۳ سیزدہم سرادق است یعنی در تصور دل پردہ از و بہر رنگے کہ باشد اما رنگ زر بہتر در وان دل مقربود او قصد کند و مستغرق شود قولہ تعالیٰ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنی نمی بینی تو اے محمد سوے پروردگار خویش چگونہ دراز میکند سایہ را پس استمداد ظل پردہ اوست وجود شمس شود مقصود است۔

مراقبہ ۱۴ چہاردہم جمال باشد یعنی خیال در جستن او کند مستغرق شود فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ ہر چونکہ باشند از مقربانست پس در راحت اندیشان جز آن مراقبہ است۔

مراقبہ ۱۵ پانزدہم مصدر و مرجع باشد یعنی در خیال غرق شود کہ ہوست پیدا آرد و برد وَهُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ۔

مراقبہ ۱۶ شانزدہم ارتسام است یعنی چہار سورہ در خیال بالفاظ کشادہ تر بگذارند تمام بامعنی والعصر والضحی واللیل والشمس۔

مراقبہ ۱۷ ہفدہم امانت باشد یعنی خود را از امین بداند و آنچہ پیش خود است امانت شمارد و این مقام تسلیم است وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا یعنی بار امانت آدمی گرفت و مال اینکہ در جہل تاریک بود۔

مراقبہ ۱۸ ہیجدہم پیر است یعنی در خیال طاعت پیر شود مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ نزدیک قاضی القضات پیر در دل مرید خود

رامی بیند و مرید در دل پیر خداے رامی بیند۔

مراقبہ[۱۹] نوزدہم آئینہ است یعنی شب و روز در خیال خود و صراط مستقیم خود جوید و اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ خود نمائی کند۔

مراقبہ[۲۰] بستم اشیا باشد یعنی بداند در خیال کہ خالق ہمہ اشیا اوست ہر چہ کند او کند۔

مراقبہ[۲۱] بست یکم ہویت است یعنی تمام در محو غیر ذات اللہ کہ گونہ وجود ہ ازان مراقبہ است

مراقبہ[۲۲] بست و دوم ہیبت باشد در خاطر گیرد کہ ہمہ درون عرصات عرش ایستادہ و دست ہم بستہ باسلوک پر ہیبت ترسان و لرزان و پریشان حکم قضاء اللہ بر طریق جہات کشادہ جہابت در رساند کہ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ یعنی کشادہ در خاطر دارد کہ فرمان در رسیدہ کہ من کدام است ملک امروز خداے زاکہ او تنہاے وزیر و شریک و شکنندہ مقصود شما است در حساب و عذاب غرق شود

مراقبہ[۲۳] بست و سیوم وجہ اللہ باشد با تصور وجود کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ تسلیم کند یعنی ہم در ہلاک پذیرد و وجود او را بقا و خود ہم در و شود۔

مراقبہ[۲۴] بست و چہارم خاتم است راست بہشت و چپ دوزخ تصور کند و خداوند محاسب بداند! این مراقبہ نیست مگر تشویش در تشویش سخت نیکو۔

مراقبہ[۲۵] بست و پنجم عرش باشد غایت مرتبہ او تصور کند کہ او بر عرش است۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اما ازان شتاب میکندکہ

کہ چنین مربع می شنید و میفرماید کا ستوائ ھذا۔

مراقبہ بست و ششم وراء است یعنی خود را در مقام نسیان

انداختن پس در آنجا عینے شہودے وجودے نیست لذتے و ذوقے و فنائے

و بقائے نیست ازل و ابد نہ۔

مراقبہ بست و ہفتم محاسبہ کہ خود را در آنجا حاباً و بیسیر آدارد

بضمانت بایستد۔

مراقبہ بست و ہشتم صور و اشکال است استغفر اللہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ صدق آن کشادہ کردہ کہ چنین

صور در صحرائے وجود آید تصور کند اما درین چون بزہ کاریست۔

مراقبہ کرام بست و نہم وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ در تصور

کند کہ آدمی را تعظیمے و تعلیم بخشیدہ۔

مراقبہ سی ام نزاہت است کہ در تصویر پاکی خود باشد تا

با قدوس پیوند و پاکی را راہ نماید۔

مراقبہ سی و یکم خدا باشد یعنی ہیچ وجود در دل موجود نہ بیند و آن

صفت ہویت است لا الہ الا ھو درین کار پیشتر میبرد۔

مراقبہ سی و دوم فردانیت است و آن در تصور است

با احد و فرد و صمد و نیز عمل این مراقبہ است۔

مراقبہ سی و سیوم صمدیت است لا انفصل ولا وصل

ولا اقتراب ولا بعد در صمدیت صرف جولانی کند۔

مراقبہ سی و چہارم عین باشد عین الاعیان خود را بینائے

آن کردہ اند یعنی ذات از عین حضور در تصور کند۔

مراقبہ سی[۳۵] و پنجم **وحدت** خوانند کہ حضرت علی علیہ السلام میفرماید العلم نقطہ کثرہا الجہل چنانکہ مردمان العلم کلمۃ بل حرفۃ بل نقطہ۔

مراقبہ سی[۳۶] و ششم کثرت تصور کند میرود میگیرد تا آنکہ وہم پرواز اعلی علیین واثر ادبیند بلکہ برتر بیند وزہے اثر مراقبہ کہ کسے را از ان خبر نباشد محمد حسینی بسیار این حسبنا اللہ اکنون سخن کوتاہ کن والسلام

رسالہ اذکار چشتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ اذکار چشتیہ از افادات حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدان بدستیکہ اذکار ہمہ مروی اند از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بعضے ذکرہا تعلیم کرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ و بلال و بعضے ہر ایک را بدین۔

روزے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را فرمود کہ یا علی بنمایم ترا راہے کہ بہ بینی بدان راہ خداے عزوجل را گفت علیؓ نعم یا رسولؐ اللہ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بگو لا الہ الا اللہ پس گفت علی رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایم میگویم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بگو چنانچہ من تعلیم کنم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم کردند امیر المومنین علیؓ و بلالؓ را۔

و بعضے ازان اذکار دو حلقی است بگوید لا الہ حالیکہ آغاز کنندہ باشد قول لا الہ از دہن قلب چنانستے کہ بیرون می آرد از قلب غیر خداے را و بگرداند و گردن سوے جانب راست ہمچون حلقہ تا بسینہ و باز بگرداند سر و گردن

را سوے جانب چپ وبزند ربط بر وہن دل از آنجا کہ آغاز کردہ بود بقول الا
اللہ چنانستے کہ درمی آرد در دل نورے از انوار خدا تعالی وظاہر کند بجنبش سر گردان
را بہر دو حلقہ و تصور کند بآن اول کہ حلقہ اول راست کہ دنیا پس می اندازم
از دل میکشم ولف دوم راکہ حلقہ دوم راست عقبی تصور کند کہ از دل کشیدہ
دور میکنم وخداے را در دل جائیگیر میکنم و بلند کند آواز ربط و قصد کند کہ آواز بر ربط
بود الا اللہ از درون دل برآید وہم در آن دل بنشیند و تصور کند در حال ہر ذکر
باشد خداے عزوجل حاضر است وبالحضور او تعالی نشستہ ایم و واقع چنین است
وہمین مراقبہ است وہمین تصور در مراقبات دیگر نیز کند و ازین تصور
غافل نباشد ویقین داند کہ خداے عزوجل حاضر و ناظر و قریب است
از رگ شہ رگ ہم واگرنہ ذکر ہیچ فائدہ ندارد و نگاہ دارد دل را از خطرات
وطریق دفع خطرات توجہ والتجا سوے شیخ مرشد کند و بسیار توجہ سوے
شیخ در حال دفع خواطر دارد وبعضے ازان دو حلقی ظاہر کند بجنبش سر گردن
را ظاہر نکند ربط یعنی قولاً الا اللہ را وبعضے ازان نہ ظاہر جنبش را ونہ ربط
را واین ہر دو نوع را خفی نامند واول را جلی نامند وہمچنیں در جمیع اذکار خفی باشد
ایضاً اگر ہر دو ذکر یعنی جلی وخفی با حبس تمام نفس باشد خطرات دفع ودر
جمیع اذکار قصد حبس نفس کند درین تاثیر بسیار است و اگر ذکر در جمیع احوال خود حال
اکل وشرب وغیر ذلک حبس نفس کند زود تر بمقصود رسد۔
وبعضے ازان اذکار فنا وبقا است نفی واثبات آورد و بر دے
نامند وبعضے ازان حدادی است و تصور در حالت اذکار ربدرستی کہ نیست
معبود مگر اللہ چنانچہ ہست ونیست موجود مگر اللہ۔ بندگی میان بڑہ ابن مخدوم[۵]

۵۔ مراد ازین حضرت سید اکبر حسینی فرزند کلان حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز اند کہ مشہور بہ مخدوم سید بڑے بودند۔ ع ح

سید محمد حسینی گیسو دراز میفرمایند که همچنین شنیده ام از شیخ خود و مخدوم خود کشف
مزید بر حسب تصور معنی طریق ذکر فنا و بقا چنانچه رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم مر امیر المومنین علی کرم الله وجهه و بلال رضی الله عنه را تعلیم کرده اینست که
بزند ربط اول بر دهن دل پس بجهت قبله در آن فرو کننده باشد سر خود را
سوے زمین باز بزند ربط بر دهن قلب اولا بر جهت راست باز بجهت
چپ در دهن قلب و جلوس اذکار همچون جلوس که در صدر گفته شد اما میباید که
دهن قلب و محل قلب شناسد که حرفت این بنیاد افعال صوفیه است ازین
حاصل میشود۔ نزدیک قلب پرکاله گوشت است مثل صنوبری یعنی که گوشه
جاے روح حیوانی که بدو تعلق کرده است و روح انسانی که نام نفس ناطقه است
عند الحکما و روح الروح اعظم است عند صوفیه و آن فیض حق سبحانه و تعالی و
امر از امرهاے او و شان از شانهاے اوست و هو غیر مخلوق و آن هر
دو مخلوق اند و موت عبارت است از انزهاق روح حیوانی اتفاق
بین الحکما والصوفیه و روح انسانی نیز و نزدیک امام محمد غزالی رحمته الله موت
عبارت است از قطع تعلقات روح حیوانی وکذا نزدیک تابعان امام
مذکور و این پرکاله گوشت نهاده شده است در جانب چپ پس ضرب و
ربط ذاکر برو واقع میشود آنچه او از میگرد جنس پیه وغلیظ است میسوزد و سبب
این دو غلیظ بسته شده است قلب۔ هم ازین جهت گفته شده است وقتیکه
فارغ شود صوفی از ذکر و در مراقبه رود و حبس نفس کند شتاب شتاب دم نکشد
و از بسیاری ذکر دهن قلب کشاده میشود و آنکه اعداد ذکر دو لکی یا نصد کرت
است و از ان فنا و بقا و جز آن دو هزار کرت و تا سه هزار است هرچند
هر ذکر زیاده شود مراد زود تر حاصل شود زیاده ذکر حاصل شود و هر ذکرے که شتاب

بنا یدکرد تا آنکہ از ہزار بار کم نکند باز گزارد۔ بعضے از آن طرق ذکر فنا جلوس وفنا
مثل جلوس صلوۃ است مگر زانوے راست استادہ کند وسینہ خود را دراز کند
سوے قبلہ وربط زند اولا بزانو وربط دوم بر قلب۔ وبعضے ازان ذکر فنا وبقا
این کہ استادہ شود بر سر و زانو دران حال دراز کنندہ باشد وسینہ خود را
نزدیک ربط سوے قبلہ اولا و بعد سوے قلب دوم بار این ذکر از اذکار
ابدالان است۔ بندگی میان بڑے ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز
قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ ذکر ظاہر شدہ بود مخدوم ما را انچہ ظاہر شدہ بود
وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ ایستادہ شود و پاے راست را
پیش نہد پس رکوع کند بر یک زانو و بزند و ربط در حال رکوع سوے جہت
اسفل پس استادہ شود و بزند ربط سوے قلب۔

وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست کہ استادہ شود و نہد پاے راست
را پیش پس پیش شود نزدیک ربط اول دران کہ اوازباشد جہت بال بعدہ
پس آید نزدیک ربط ثانی و بزند ربط بر دل۔ وبعضے طریق ذکر فنا وبقا آنست
کہ بنہد چہار مصحف کشادہ کردہ یکے سوے راست و یکے سوے چپ و یکے
در پیش و یکے در کنارہ پس زند ربط اول بر مصحف راست پس بر مصحف
چپ پس بر مصحف کنارہ پس بر مصحف پیش درین ذکر تجلی قرآن میشود مر ذاکر را
اما باید کہ ذکر کند۔ وبعضے طریق فنا وبقا آنست کہ بنہد ذاکر پیش خود یک مصحف را
پس بزند ربط بر آن مصحف بعدہ بر دل خود و درین ذکر تجلی رب تعالیٰ وتقدس
است۔ وبعضے طرق ذکر فنا وبقا آنست کہ بنہد آتش و آنرا پیش خود بہ انگشت
پس زند ربط اولا بر نار پس بر دل خود درین ذکر ظہور انوار از دہن و دل ذاکر است
آتش در جمیع امور ذکر ہا شرط است فاحفظ و ہمچنین شرط است در جمیع ذکر ہا کہ

توجہ تام کند سوے مقصود خود بطریقے کہ نگذارد در خاطر غیر مقصود خود و تصور کند در قلب حضور خویش۔ و شرط دیگر آنست پاک بودن از منہیات شرع کسے راکہ مذوق شد این پس داده شد نیکی بسیار۔ بندگی میان بڑے این بندگی مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز قدس اللہ العزیز میفرمایند کہ مخدوم ما فرموده اند ہر کرا اظہار نفس و توجہ تام باشد و بکند آنچہ گفتہ شده است از اذکار و مراقبہ حاصل شود مقصود او والبتہ بہر فعلے و شغلے و کسے را باشد خواه سلطنت و امارت و قضا و تجارت و درس و فتوی زبان نکند او راچیزے پس فہم کن و غنیمت پندار و بعضے طریق فنا و بقا بشان غلطیده برقفا بزند ربط اولا سوے راستا بعده جانب چپا۔ بعضے از طریق فنا و بقا بر نقش ہندی بروجہ نهند سینہ خود را بر خوب دان را س نقش است پس بزند ربط اولا سوے بالا دران حال کہ بر کننده باشد سر خود را بعده جہت اسفل نظر کننده باشد زیر محل استلقاے خود۔ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند و بگیرد انگشت نرپاے راست بدست راست و نر انگشت پاے چپ بدست چپ و بجہد از نشستگاه خود سوے راستاے خود و بزند ربط دران حال باز سوے نشستگاه بجہد و بزند ربط باز جانب پیش خود بجہد و بزند ربط۔ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند ذاکر چنانچہ جلوس ذکر کہ بالا گزشتہ بزند اول طرف راستاے خود باز طرف چپاے خود باز طرف دل خود این ذکر را سہ رکنی میگویند۔ و بعضے از طریق فنا و بقا آنست کہ بزند ربط اول جانب راستاے خود و باز جانب چپاے خود باز جانب دل باز جانب پیش خود و نام این ذکر چہار رکنی خوانند۔ و بعضے از طریق فنا و بقا آنست کہ بزند ربط اول از طرف اول راستاے خود باز طرف چپاے خود باز طرف بالاے خود باز طرف دل خود باز طرف پیش خود درین حال

فرو کند سر را سوے زمین و نام این ذکر پنج رکنی است ۔ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست اینکہ بنہد ہر پنج انگشت یکبارگی اول بر جبہ خود باز بر کتف راستاے خود باز بر کتف چپاے خود باز بر دل خود و نام این ذکر محبوبی خوانند ۔ و بعضے ازان اذکار جبرئیل است و سہروردیہ وا شیخ خالد است برین طریق بگوید لا الہ دراز کند گردن را طرف راستاے خود از اسفل سوے بالا و بزند ربط بقول الا اللہ بر دل و نام این ذکر یک رکنی است ۔ و بعضے ازان اذکار کروبین و جبروتین است کہ آغاز کند لا الہ از دل سوے بالا و دراز کند پس بزند ربط ہم بر دل بقول الا اللہ ۔ و بعضے ازان اذکار ذکر ابدال است بدین طریق دراز کند دو دست خود را جہت بالا چنانستے کہ میگیرد چیزے را از ہوا از نور ہاے خداے تعالی و بانداز د در دہن و بزند ربط بقول الا اللہ تا براند اختنی در دہن استادہ شود بر دو زانو و بجنباند خود را وظاہر گرداند نشاط آن قدر کہ ممکن باشد و این ذکر استادہ ہم میکنند و نظر کند در وقت انداختن در دہن سوے کنارہ خود و در وقت انداختن است چیزے سوے بالا کند ۔ و بعضے ازان اذکار نیز ذکر ابدالی است بدین طریق بنشیند چنانچہ جلوس ذکر است پس دراز کند دست راست خود جانب پیش و خود نیز میل کند سوے بالا و مشت بند د و در وقت گفتن لا الہ چنانستے کہ میگیرد غیر خداے و میکشند از دل بیرون می انداز د پس دست کشادہ کند باز مشت بندد چنانستے کہ میگیرد از نور ہاے خداے تعالی بانداز د در دہن و بگوید الا اللہ و بزند ربط و ہمچنین بگوید بدست چپ و بدین دو ذکر تاثیر بسیار است اگر مداومت کند بدین ذکر و اکثر درین ذکر حضور و شہود ابدالایان حاضر میشوند و ذکر میگویند باذاکر ۔

بدان بدرستیکہ جمیع اذکار اگر دایم کند ذاکر را اثر کند و میگردد ذکر قلب پس ہمیشہ ذکر کند دل ذاکر ذکر بشنود و کسیکہ نزدیک ذاکر باشد او ہم بشنود پس آن روح میگردد ذاکر و بندگی میان بڑہ ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ شنیدہ ام از مخدوم خود کہ میفرمودند کہ ذکر بزبان تعلق است و ذکر قلب وسوسہ است و ذکر بروح مشاہدہ است و ذکر بسر معائنہ است و ذکر خفی مغایبہ میان ہر یک درجات است و حالات کہ بشناسد آنرا اہل آن۔ اللہم ارزقنا۔

وبعضے ازان اذکار انا فیہ دھو فی بگوید اول انا و اشارت کند سوے دل بفرو کردن سوے دل پس سر بردارد سوے آسمان بگوید فیہ و متصل باین بگوید پس ربط بزند سوے دل فی و بخواند در اثناے ذکر انا من اھوی و من اھوی انا و اگر بخواہد این مصراع را طریق انا فیہ الی آخرہ ذکر بگرداند وبعضے گفتہ اند اگر بخواہد کہ بگوید بر طریق این ذکر انا انت انت انا و بزند ربط کہ در ذکر انا فیہ الی آخرہ۔ و اگر بخواہد کہ انا ھو و ھُوَ انا و ہمچنین ملہمہ گشتہ اند برین ذکر بعضے صوفیہ۔ اگر بخواہند کہ بزبان ہندوی بگویند بدین طریق بگویند ہوں توں ہوں و ربط انا فیہ الی آخرہ بزند۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو ھو است بدین طریق اول از جانب پیش بفتح الواو پس از جانب بر دل ہو پس از جانب راستاے خود ھُوَ بفتح الواو پس از جانب چپا بفتح الواو و بسکون الواو۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو بدین طریق آغاز کند اول از طرف راستا بگوید ھُوَ بفتح الواو پس بزند ربط بر دل بگوید ھُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان ذکر ھو بدین طریق بگوید اول روے سوے بالا آورد ھُوَ بفتح الواو پس بزند ربط بر دل و بگوید ھُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان اذکار بسکون الواو بگوید در حال کشیدن دم و گذاشتن دم تامل کند معلوم خواہد شد کہ این شی غریب

وعجیب است ونیز مر جبرئیل علیہ السلام گفتہ شدہ است بدرستیکہ او دم میکشد
ومی بزد درون وبرون ہر روز و شب بست وچہار ہزار دم است پرسیدہ
میشود از ہر دم بدو سوال یکے آنکہ درچہ کشیدی دم را دوم آنکہ درچہ گذاشتی
دم را گفتہ شود کہ من ذکر میکنم بقول ہو کشیدان نفس ودر گذاشتن در ہردو طریق۔
وبعضے ازان اذکار ذکر یا ھو جانب راست وجانب چپا وجانب
پیش وجانب فرود واین ہر چہار بسکون الوا وبگوید۔ وبعضے ازان اذکار لا
ھو الا ھو است بدین طریق بگوید اول آغاز کند از سر دل بقول لاہو
مدکند گردن وسر را سوے بالا چنانستے کہ بیرون میکند از دل ما سوے اللہ
را پس آن ربط بزند بر دل بقول الا ہو۔ وبعضے ازان اذکار تجلی ذات است
وطرح کند الف ولام ونقط۔
وبعضے ازان اذکار ذکر کشف روح است ہر روح کہ باشد در ہر مقام
کہ باشد می باید کہ بگوید اول یارب بست ویکبار و بنشیند چنانچہ می نشیند
برلے ذکر ہا را پس بگوید یا روح یا روح الروح وبزند ربط بر دل پس
سر بر کند سوے بالا وبگوید یا روح ما شاء اللہ۔ ودیگر تلقین ذکر کردہ اند بندگی
میان بڑہ ابن بندگی حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز۔
بعضے متعلقان را بست ویک کرت واگر خواہد ربط عکس کند درین پس مراقبہ
رود وحضور دارد وبرابر دارد قلب در روح خود را سوے مطلوب تا پیدا
می شود او را البتہ سوال کند از روح آنچہ خواہد۔ وبعضے گفتہ اند کہ بگوید سوے
آسمان اول یا روح سوے قلب دوم باریا روح الروح ہمچنین تلقین کردہ
اند بندگی میان بڑہ را حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز۔
وبعضے ازان اذکار کشف قبور ومعرفت اہل قبور از نیک نیک بخت

است یا بدبخت است و این ذکر بعینہ ذکر کشف روح است۔ وبعضے گفتہ اند
کہ بروو مرید سوے قبر ابتداے حال بنشیند برابر روسے میت از قبر پس ذکر
کند و مراقبہ کند اما اگر کامل شود محتاج نباشد سوے قبر رفتن بلکہ بشناسد احوال
مردگان ہر جا کہ خواہد در راہ یا در بازار یا در خلوت۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف قبر است بنشیند نزدیک قبر برکند سر خود را
سوے آسمان و بگوید یا نور پس بزند ربط بر دل خود و بگوید یا نور پس بزند ربط بر
دل خود و بگوید اکشف لی پس زند ربط ثالث بر قبر برابر روے میت پس
بگوید از حال خود۔ وبندگی میان بڑہ این حضرت مخدوم سید محمد حسینی قدس اللہ سرہ
العزیز میفرمایند کہ ہمچنین تلقین کردہ اند مرا بندگی مخدوم و من کرات و مرات
مشغول بودہ ام۔

وبعضے ازان اذکار ذکر اجابت دعوت است و ذکر استغفار میت
است و آن اینست کہ گوید سوے راستا یا قریب و سوے چپا یا رقیب
و سوے دل یا محیط و سوے علو بالاے سر سوے آسمان یا مجیب و
وقت یا مجیب گفتن بر دو زانو استادہ شود ہر دو دست بر دارد سوے
آسمان و فرود بر روے ہمچنین بسیار نزدیک اختتام و حاضر دارد در دل مقصود
و مراد خود را البتہ ہر مرادے و مقصودے کہ باشد بر آید وبعضے مریدان را مکان
یا محیط یا مجیب وبعضے مکان یا محیط یا رفیق تلقین کردہ اند۔

وبعضے ازان اذکار ذکر دیگر است از براے اجابت دعوات و
ہو اذکار صاحب الفصوص۔ بزند ربط اول سوے راستا پس بگوید یارب
ثم الی الیسار ہکذا پس سوے قبلہ ہمچنین پس سوے آسمان بگوید یا ربی و وقتیکہ
تمام باشد ذکر اول۔

وبعضے ازان اذکار ذکر النور است بدین کہ بگوید در جانب راستا یا نور و در جانب چپا یا نور و در دل یا منور ذکر کند ہر روز بدین طریق۔ وبعضے ازان اذکار ذکر الحق است بگوید کلمہ الحق چنانچہ در چہار رکنی میگویند ولیکن ربط آخر بر دل زنند و اگر خواہد بطریق چہار رکنی ربط بزند و درین ذکر تجلی میشود مر ذاکر را شئی پوشیدہ از جلال پس کسیکہ تحمل کند این را وصابر باشد بر آن بگردد لائق مرادہاے بسیار و امور ہاے شریف و اگر بخواہد طریق سہ رکنی بگوید اول سوے چپا پس راستا پس بر قلب بگوید و ضرب آخر حقی۔

وبعضے ازان اذکار ذکر حق حقی تو آغاز کند بحق از راستا پس بگوید حقی طرف چپا پس بزند ربط بر دل بقول تو۔

وبعضے ازان اذکار بزبان ہندوی است بسہ رکنی اول راستا بگوید اُوھی ھے چپا بگوید اِسے ھی ھے و بر دل بگوید اِسے ھین ھے۔

وبعضے ازان اذکار ہندوی است بنشیند مربع بر نہج جلوس جوگیہ و بر کند چشم سوے آسمان و بگوید اُوھی ھے الف مرت آخر بر دوطا ہر گردد مر ذاکر را حالتیکہ بر شود خانہ چون از ذکر باز ماند بر حالت خود بیاید چنانچہ بود۔

وبعضے ازان اذکار ذکر شیخ است بگیرد نام آن شیخ را بر کند روے سوے بالا برابر پس بزند بر دل ہمچنین ذکر کند ہزار بار این اصل است اگر زیادت بہتر است مر ذاکر را و این ذکر نیز از طیہ و حشام است۔

وبعضے ازان ذکر دفع امراض و اسقام از جہت درد ہا نیز۔ بگوید طرف راستا یا احد و در چپا یا صمد و بر دل یا فرد و جہت بالاسے سر خود یا وتر و اگر بخواہد کہ در محل یا فرد یا وتر بگوید و یا در محل یا وتر یا فرد بگوید ہمہ جائز باشد۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف حقایق اشیا است و آن ذکر یا احد یا صمد

است پس بنشیند چنانچہ از جہت ذکری نشیند پس ربط اول در طرف پیش سوے بالا بگوید یا احد بزند ربط بر دل بگوید یا صمد و اگر بخواہد راستا و چپا بگوید۔

وبعضے ازان اذکار ذکر فہم کردن تجلیات از جمالیت و طریق آن است کہ وقتیکہ بہ بیند چیزیرا تفکر کند در و و بگوید یا رب فہم لی یا ہو پس رجوع کند سوے فکر و فہم آن چیز نصیب گرداند اللہ تعالیٰ فہم او را بفضل خویش۔ وبعضے ذکر فنا و بقا در حالت راہ رفتن است اگر شتاب روان میشود بگوید در وقت نہادن ہر قدم اگر آہستہ و با وقار روان شود بگوید نزدیک قدم راست لا و نہادن قدم چپ الٰہ باز نزدیک راست الا باز نزدیک قدم چپ اللہ بگوید۔

وبعضے ازان اذکار ذکر العروج بر سماوات است برین بگوید یا علی یا عالی یا رافع یا رفیع۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف العرش و استوی است آغاز کند از جہت آسمان و بگوید یا من استوی علی العرش و بزند ربط بر دل نزد گفتن العرش چنانچہ ذکر میگویند جبروتین و کروبین۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف الملکوت است و حاضر شدن ملایک است و درین ذکر کشف روح نیز است و آن این است بگوید از جانب راستا سبوح و در جانب چپا قدوس باز سوے قبلہ سر بالا کردہ رب الملٰئکۃ باز سوے دل بگوید والروح و اگر خواہد کہ آغاز کند در راستا بگفتن سبوح و در چپا بگفتن قدوس باز از راستا ہم بدین طریق و بگرداند سر را طریق حلقہ سوے بگفتن رب الملٰئکۃ و تمام کند بر دل بقول والروح۔

وبعضے ذکر زبان ہندوی بر طریق پنج رکنی است راستا بگو اینہان

تون ودرچپا بگوید اونھان تون بالاے سرسوے آسمان بگوید اونھان
تون۔ واین ذکر منسوب سوے شیخ المشایخ شیخ فرید الدین اجودھنی است
بندگی شیخ فرید الدین این ذکر بسیار میکردند۔

وبعضے ازان اذکار ذکر یا احد یا صمد یا فرد یا وتر است آیئن
پیراہن دست چپ بکشد برکتف انداز دو بنہد قدم راست خود را شتاب
شتاب بگوید یا احد پس چپا بگوید یا صمد باز طرف راست یا فرد باز طرف
چپا یا وتر بلند گوید وپاے راست چنانچہ میکند نزدیک است پس رجوع
سوے مکان ہمچنین واللہ اعلم بالصواب مرتب شد۔

تمام شد رسالہ اذکار چشتیہ

شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

ز دریائے شہادت چون نہنگ لا بر آرد ہو
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین یا کریم

شرح بیت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ از زبان معجز بیان خوارق بنیان حضرت صدر شریعت بدر طریقت غواص بحار معرفت شاہباز بلند پرواز مسند نشین سریر ناز ابوالفتح الولی عین علیؑ میران صدرالدین محمدؑ گیسو دراز الملقب من عند اللہ تعالی بہ گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز۔

امیر خسرو دہلوی فرماید ؎

زدریاے شہادت چون نہنگ لا برآرد ہو
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

بدان اے برادر فہیم و دانا ے مستقیم کہ دریجا مراد از "دریاے شہادت" عالم ظاہر است کہ آنرا ملک ناسوت گویند و ہر ظاہر را باطن است الی تسعة ابطن وکنایہ از "نوح" سالک است۔ چون بکرم اللہ تعالی سالک مسلک قدم صدق در سفر باطنی نہد این وجود ظلمانی ظاہری کہ کنایہ از دریاے شہادت است

فانی گرداند یعنی تبدیل اخلاق کردہ چنان شفاف صاف کند کہ عکس پذیر شود تا بطفیل حبیب اسے محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کشتی وجودش درگرداب ضلالت وندامت نیفتند۔ خوش گفتہ است کسے کہ گفتہ

چون ترا پاک از تو بستانند دولت آن دولت است او کا آن کار

بعدہ عالم ملکوت کہ باطن اوست ظاہر شود و دران اسرار لاہوتی کہ اشارت از "نہنگ" است ظہور پذیرد چنانکہ یکے غواص درین دریاے آشنائی شنائی کردہ جواہر مراد خویش دست آوردہ چہ خوش سرفرازی و دلربائی میکند گوش یگانگی و اخلاص بشنو

رسیدم من بدریاے کہ موجش آدمی خوار است

نہ کشتی اندران دریا نہ ملاحے عجب کار است

چون بکرم حق سبحانہ و تعالی عاشق صادق و طالب فایق قدم طلب پیشتر نہد یعنی میخواہد کہ درین دریا شنائی کند از کمال سطوت او تعالی بندہاے کشتی وجودش ہمہ جدا شوند بعدہ از تلاطم امواج نور سبوحی وقدسی تا بے نیازی کہ مراد ازان "طوفان" است ظہور پذیرد یعنی تجلی شود و دران محو فی محو و طمس فی طمس و رمس فی رمس گردد کما قال الجنید رضی اللہ عنہ الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق لہ اثر۔ امینی قدس اللہ سرہ العزیز از دریاے وحدت چہ خوش گوہرہاے بے بہاے آوردہ در گوش جان منسلک کن۔ مثنوی

عشق است زعالم الہی	معلوم کسے نشد کماہی
ہرکس کہ رسید گشت خاموش	وآنکس کہ چشید گشت مدہوش

چون بکرم اللہ تعالی و بطفیل حبیب اللہ محمد رسول اللہ صلوات علیہ وآلہ سالک

واصل درین مرتبت و رتبت رسید و آنکہ عنایت کہ مشاطۂ بارگاہ الوہیت اوست آمدہ کشتی طلبش را بر جزیرۂ اخلاص فرود آوردہ و در حجرہ فی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ نشاندہ جامہاے معشوقی و محبوبی کہ تعریفش الانسان سری وانا سرہ است درخلق الطاف و اشفاق آوردہ وجود سالک واصل خاکی کہ مراد ازان "تیمم" است بپوشاند و تاج محبوبی کہ وصفش يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ است با در بے بہاے کہ اولیائی تحت قبابی لا یعرفھم غیری بر سرش نہد و قباے عاشقی صادقی کہ خیاط ازل بقراض فنا فی اللہ تقطیع کردہ و بسوزن بقا باللہ و بریسمان شریعت و بخیۂ طریقت و بلفاویز حقیقت دوختہ و بجواہر اخلاق محمدی مرصع کردہ بودیدان مشرف ساختہ و بعطریات سروریات الٰہی معطر کردہ بر براق وحدت بلجام خدائی پاے در رزین دلربائی آوردہ بر کاب شوق و راحت سوار کردہ و عنان مراد باچابک انکسار بدستنش سپردہ و چتر معرفت بدست توفیق الٰہی دادہ بر سرش گرفتہ وجود نقیب وار انی اتی کنان پیش شدہ در کوشک صمدیت کہ مقام معشوقان و محبوبان درگاہ الوہیت اوست از آنجا فرود آوردہ بر کشتی وصال ہمیشال نشاندہ گلہاے انوار محمدی بر چہرۂ مبارکش ایثار کردہ و دوف وصال بدست مغنی اسرار وحدت سپردہ جلوہ دہد کہ الانسان سری وصل بی۔ چنانچہ درین مقام حضرت سرور پیغمبران و امام واصلان و تاج سرہمہ محبوبان و معشوقان بر تخت نبوت نشستہ بزبان مبارک چہ در ریزی و گہر افشانی میکند در رشتہ جان منسلک کن قال علیہ السلام لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ و حضرت سرور اولیا علی مرتضی علیہ السلام نیز درین مقام

برکرسی خلافت نشستہ بزبان دربار گوہرنثار میفرماید لوکشف الغطاء
ما ازددت یقینا۔ آہ یکے بیچارۂ نیستے نابودے مبتلاے متحیرے
چہ خوش اشارتے نظارتے میکند بگوش استغراق بشنو ~
درمیان صدہزاران گر یکے را شد وصال زندۂ جاوید گشتا اگرچہ حیران شد چہ شد
و دیگرے عاشقے واصلے چہ خوش نظرے ظاہرے می آرد بگوش معرفت
بشنو ~

اے نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی وے آئینہ جمال شاہی کہ توئی
بیرون ز تو نیست انچہ در عالم ہست در خود بطلب ہر انچہ خواہی کہ توئی

چنانچہ درین مقام حضرت سرور عالمین و امام الواصلین رسول رب العالمین
علیہ السلام میفرماید من رانی فقد رای الحق انا احمد بلا میم
سبحان اللہ عاشق مبتلاے و واصل منتہی را لابد است کہ درین مقام قرار
گیرد یعنی درین مقام جمع الجمع متوطن شود زیراکہ درین مقام طالب مطلوب
شدہ و مطلوب طالب۔ پس ازین روبر سالک واصل "تیم" فرض گشتہ
یعنی درعین تجلیات انوار معشوقی و محبوبی کہ در ظاہر خاکی با او تعالیٰ گشتہ بائی
ظہور کردہ است وفیض او رنگ آمیزی نمودہ است درآن حال باو تعالیٰ
مبتلاے جمال خویش باید شد کما قال الجنید رحمتہ اللہ علیہ
النہایت رجوع الی البدایت خوش گفت کسے کہ گفت ~
دانی چہ رازہا است درین پردۂ وجود کین جلوہ ہاے خویش خدائی خود نمود
سبحان اللہ و بحمدہ کثیرا ازین مقام زیادہ ترچہ باشد من عرف
اللہ کل لسانہ درین مقام است اگراین واین فافہم واغتنم
من ذاق عرف ومن عرف وصل ومن وصل لا یرجع

چنانچہ یکے واصلے و بتلاے دیوانہ با خدا اے خویش گشتہ یکے بزبان ہندوی خوش دہرۂ میفرماید بگوش وصال بشنو دہرہ

ہیرت ہیرت اے سکھی ہون ہی گئی ہیراے

بوند جو پڑی سمند میں سو کیوں ہیری جاے

سبحان اللہ کدام جلوہ گریست این بکمال کرمک وبحب حبیبک این جلوہ وصال گوہر مثال برین بساط بانبساط میسر گردانا دبحرمت محمدؐ و آلہ الامجاد و ختم بالخیر والصواب والیہ المرجع والماب۔

تمت تمام شد بالخیر و الکرام

برہان العاشقین

المعروف بہ

قصہ چہار برادر

و مشہور بہ

شکار نامہ

از افادات

حضرت برہان الکاملین الواصلین سید السادات ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابوالفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

و

شرح این مقالہ مستطاب

از بزرگان سلف

برہان العاشقین

از تصنیفات حضرت خواجہ بندہ نواز سید السادات سید محمد گیسو دراز حسینی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ والہ اجمعین
قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جامہ نداشتند ویکے برہنہ بود۔
آن برادر برہنہ درستے زردر آستین داشت ببازار رفتیم تا بجہت شکار تیرو
کمان بخریم قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم بست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار
کمان دیدیم سہ شکستہ وناقص بودند یکے دو خانہ ودو گوشہ نداشت آن برادر
زردار برہنہ آن کمان بیخانہ وبیگوشہ بخرید تیرے می بایست چہار تیر دیدیم
سہ شکستہ بودند ویکے پر وپیکان نداشت آن تیر بے پر وپیکان را بخریدیم و
بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت آن
برادر زردار برہنہ کمان کش تیر انداز ازان کمان بیخانہ وبیگوشہ آن تیر بے
پر وپیکان را بران آہوے بیجان زد کمندے می بایست تا صید را بفتراک
بندیم چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ ویکے دو کرانہ ومیانہ نداشت صید را بدان

گنبد بے کرانہ و بے میانہ بر میان بستیم خانۂ می بایست کہ مقام کنیم وصید را پختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت درآن خانۂ بے سقف و بے دیوار درآمدیم دیگے دیدیم برطاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست نمی رسید مغاکے چہار گز زیرپاے کندیدیم دست بہ آن دیگ رسید چون شکار پختہ شد شخصے از بالاے خانہ فرود آمد کہ بخش من بدہید کہ نصیبے مفروض دارم برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود استخوان شکار را از دیگ برآورد بر تارک سروے زد درخت سنجدے از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بر سر آن درخت زرد آلو رفتیم خربزہ کاشتہ بودند نفلاخن آب میدادند از ان درخت باذنجان فرود آوردیم و قلیہ زرد کے ساختیم و باہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند کہ آماس شدند پنداشتند کہ فربہ شدند بدرخانہ نتوانستند رفت و درینجاست خود ماندند و ما بہ آسانی از کید آن خانہ بیرون شدیم و بردرخانہ نخفتیم و بسفر روان شدیم۔ والوالالباب تعرف این حالات را باز نمایند۔

تمام شد

شرح برہان العاشقین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائے سخن بنام یکے		در دو عالم یکے ست نیست شکے
او یکے وصفات او بسیار		لیس فی الدار غیرہ دیار

ایہا الاحباب ہذا الجواب انچہ گفت:-

ماچہار برادر بودیم از نہ دیہہ اللہ اعلم العقل والنفس والطبیعت والہیولی۔ یعنی ما چہار ارواح بودیم اول روح ربانی۔ دوم روح حیوانی سیوم جمادی روح ملکوتی سمائی۔ چہارم روح انسانی قدسی ربانی۔ یعنی این چہار برادر از پردۂ خضرائے افلاک بگنبد غبرا متوجہ گشتیم بامر اِهْبِطُوْا از آسمان بہ ارض افتادیم بطلب صید معرفت صفات ومحبت ذات احد پاک از قرب بہ بعد افتادیم واز جمع بتفرقہ چوں سر کنت کنزا مخفیا وقوف داد ندعزت معشوق تیغ عشق عاشقانرا شہید گردانید تا گنج بیغما شود۔ آنچہ گفت کہ بہا زار شدیم تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم قضا رسید بقدرت کشتہ شدیم ازان چہار مقتول بست وچہار زندہ مقتول خاتیم

بر ہر چار سوے جنونی بقبضۂ بے نیازی چون عقل مجازی و علم لا ینفع ریختند واز خاکے کہ بدان چون گل شد آئینہ دل ساختند بفعل مفتول شہیدا ول چہار عقل یعنی حسی و غریزی و طبیعی و حقیقی و چہار نفس امارہ و لوامہ و ملہمہ و مطمینہ و چہار جنس حیوانی و جنی و ملکی و انسانی و چہار نوع کافر و فاسق و منافق و مومن و چہار عنصر باد و آتش آب و خاک و چہار طبع بلغم و صفرا و سودا و خون۔ آنچہ گفت کہ سہ برادر جامہ نداشتند یعنی حیوان و نبات و معادن لباس استعداد کمال نداشتند افراط و تفریط در اختلاف و نزع سردی و خشکی گرمی و تری دو گروہ برانگیختہ و ہر یکے بدامے آویختند ما گفتیم از سما سوے ارض فنا دیم و باز از ارض میرویم بسما۔ آنچہ گفت یکے برہنہ بود آن برادر برہنہ درستے زر در آستین داشت۔ یعنی کہ آن برادر انسانی از لبس غرور و تلبیس شیطانی برہنہ بود نقد درست ایمان در آستین عنایت داشت کہ عنایت الازلیت کفالت الابدیت در وسط حال مجروی بنز د عارف مخلص ندا فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ شنید خطاب لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا را اجابت کرد در اجتہاد و جہد سعی کردیم بحکم لیس۔ آنچہ گفت کہ ما چہار کمان دیدیم سہ شکستہ و ناقص بودند یعنی اعتماد سے نی شائیست۔ اول کمان رسم و عادت ابنائے روزگار ہر کسے بقیاس اقواس بے قیاس اساس نہادہ بودند مانند قدرت عامیانہ ناقص و بے بنیاد۔ دوم کمان تعصب و کنایت کہ بطریق فہم و خیال خود چیزے گفتیم مثال ہفتاد و دو فرقہ کلہم فی النار۔ سیوم کمان اسنادہا و منقولات و معقولات و مخالفات و روایات و مسائل و رسائل کہ برہم می بندند و طریق را مشوش و مشترک میگردانند۔ چہارم کمان قرأت و شرایع و سنن کہ

قوس مستقیم است اما این کمان بقوت بازوے ہرکس نیست۔ انچہ گفت کہ یکے کمانہا دو گوشہ وخانہ نداشت یعنی این کمان قران بحریست کہ کرانہ ومیانہ نداشت قولہ تعالی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّی رب نور قران کمان دہری را تیر زبان وکمان دولت را تیر قلم باید۔ وانچہ گفت کہ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بوند اول تیر بخل دوم تیر قہر سیوم تیر خشم وکبر کہ اینہا بوقت مرگ تباہ میشود قولہ تعالی فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ۔ انچہ گفت کہ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت۔ یعنی امارہ ولوامہ وملہمہ از حیات حقیقی مردہ و بیخبر بودند۔ انچہ گفت کہ یکے جان نداشت یعنی مطمئنہ کہ بے فرمان حرکت نکند بفرمان جنبد تیر صدق وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ در کمان اخلاص نہادیم وبقوت لاحول ولاقوۃ الا باللہ بکشیدیم ودرکشا وصید مطمئنہ قید کردیم۔ مرد کہ پیر شود وبیک تیر سہ صید تواند کرد یعنی بیک کلمہ لا الہ الا اللہ ہر سہ نفس را بند سازد۔ انچہ گفت کہ کمندی بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی این صید شہید را شہود شاہدیم۔ انچہ گفت کہ چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ بودند کہ کسے از پارہ ہا راست نمیشود اول کمند جہل مرکب وجہل بسیط دوم کمند غرور برحمت وپندار طاعت باری سیوم کمند دلیری با امید رحمت وتمناے خیال نومیدی از کرم کریم۔ انچہ گفت کہ ویکے را دو کرانہ ومیانہ نداشت یعنی از عنایت بے نہایت کہ نہ اول پدید بود کہ نہ از کے ونہ آخر پدید کہ تا کے ودرمیان ہیچ حدے وعدے ظاہر نبود یعنی حَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا بدین حبل بر فتراک وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ بستیم وبطریق وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ روانہ شدیم در مقام رضینا

بقضاء اللہ تعالیٰ ثابت باشوق تَوَکَّلْتُ عَلَی اللہِ بدین کمند بے کرانہ وبے
میانہ بستیم۔ آنچہ گفت کہ خانہ می بالیست تا مقام کنیم واین صید را کہ
بہ پختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بود اول خانہ بدن معلول بودند
کہ مقام اضداد شدہ است کہ از معانی مجہول برگ درہم افتادہ دوم خانہ امید
بدوستی دنیا در ازامیدی از فراموشی مرگ از غایت غفلت سیوم خانہ قوت
ظاہری ومغرور بہ غش وجود در کاسہ بدن می پختیم بہ آتش ندامت پختہ شد بہ
وسوسہ شیطانی توہم غروریعنی کبروعجب پندار از بالائے دماغ برآمد وبر
مجالس اخلاق افتاد وگفت نصیبے مفروض دارم نصیب من بدہید آن برادر
کہ لباس غرور نداشت واز صفات ذمیمہ برہنہ بود نقد درست ایمان
درآستین غائب داشت وبدان کمان چنان قید کردہ بود وبہ معرفت ساختہ
یعنی آن روح ونفس ناطق تاعقل کل وعلم بالغ وقوت توحید وعمل صالح کہ بہ
حقیقت خلیفہ حق ومنشور قولہ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ داشت
بہ قوت رجولیت کرد کہ استخوان مخالفت وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی
بحکم آیت اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ نفس وہوا وشیطان
ودنیا کرد کہ درخت کرد تَخْرُجُ فِیْ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُھَا کَاَنَّہٗ
رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ازپاشنہ عقبہ عاقبت کار وے بیرون آمد۔ یعنی
این دعویٰ معنی کہ اول کردہ بود قولہ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ طمعہ ایمان
کند ضعیف کہ دردل پوشیدہ کہ در آخر آشکارا کردیم کہ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ
کَانَ ضَعِیْفًا گذر کردگشت راجع شد واز تیر تقدیر اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ
الْمُخْلَصِیْنَ لاجرم باصل خویش راجع شد کل شیءٍ یرجع الی اصلہ
سنجد مگر کہ سر داشت مفرد محکم ما ازعقبہ عاقبت کار وے بیرون آمد وبجان

زنده و ہرزه کاران زر وار گذاشتیم که الدنیا جیفة وطالبها کلاب آنچه
گگفت که چندان بخوردند که اماس گشتند پنداشتند که فربه شدند
تا ازیشان ہراس کردیم که مبادا ہمچون ایشان در ہراس گردیم ایشان فربہی
از لاغری و آماس از شکم تہی باز ندانند۔ وآنچه گفت که از خانه بآسانی بیرون
آمدن نتوانستند در نجاست خود ماندند یعنی که در ضرب والنازعات
در رنج جان کندن و حسرت خان و مان ماندند و جان ایشان را بسختی برکشید
چنانچه سکر موت از منکرات ایمان لذات نمایند در علت میل و استغراق
و درد و داغ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ
در رنج مالایطاق و عقوبت ہجران و فراق جان از تن ایشان جدا میشوند
و تا قیامت در عذاب القبر گرفتاری مانند نعوذ بالله منها۔ آنچه گفت
و ما بآسانی از کید آن خانه بیرون شدیم یعنی جواہر انسانی بقوت
جذبه رحمانی باشاره اِرْجِعِىْ اِلٰى رَبِّكِ آسان از ایشان به بتانی روند و از
قفل و کلو که کید آن خانه بدن است چون باد پرورند و ضرب اِهْبِطُوْا رام ہم اِرْجِعِىْ
یابند ندا ے فَادْخُلِىْ فِىْ عِبَادِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ہمچو لین از میان فرث
دایم مثل گل از گلاب از میان خار چکد آسان بود به دشوار۔ آنچه گفت که
بر در خانه بخفتیم و خوش بسفر روان شدیم ختم شد یعنی در شہر گورستان
که فنا ے محض است بخفتیم و در ے بر رو ے خلق ببستیم و در روضه بنشستیم
و این بیت مسافرانه گفتیم بیت ؎

شاه ما چون بشق میسازد ۔۔۔ اِهْبِطُوْا را به اِرْجِعِىْ بازد
این سوال و جواب گشت تمام ۔۔۔ بر محمد ز ما درود و سلام

تمت

شرح دیگر برہان العاشقین کہ ناتمام است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبت للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد والہٖ اجمعین
قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ
بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ و بہ سہ جامہ نداشتند
یعنی چہار ارواح یعنی نہ فلک سہ ازان چہار ارواح جمادی و نباتی وحیوانی
سبب کثافت نسبی و اضافی قابل تجلیات نبودند از کسوت عاری بودند
و یکے برہنہ بود یعنی روح انسانی بنسبت فرط لطافت از کسوت عارض
مجرد و یکتا بود و قابلیت انفکاک انوار الٰہی میداشت۔ آن برادر برہنہ
درستے زر در آستین داشت یعنی کہ بقیہ از گنج مخفی در آستین وجود
باخود داشت کہ الانسان سری وصفتی۔ بہ بازار رفتیم یعنی بظہور آمدیم
و از مرتبہ احدیت بواحدیت رسیدیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم
قابلیات و استعداد حاصل کنیم یعنی تقاضائے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق یعنی تنورات با ملاحظہ ذات وصفات
تجلیات ذات وصفات۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی ہر
چہار از اطراف اطلاق بہ تقید آمدیم از مستغنی غیر بستودیم خلقت رسیدیم بخلقت

قتل کنایت از جدائی از مقام اصلی است الفرقت اشد من القتل
بست وچہار زندہ برخاستیم یعنی ہر یکے بر چہار تقید نسبی و اضافی
بہ تشنگان صفت متصف شدیم یکے تعین مرتبہ ظہور دوم آنکہ ہر یکے در
مرتبہ خود اسمے یافتیم سیوم آنکہ ہر یکے در مرتبہ خود قابلیت یافتیم چہارم آنکہ ہر یکے
بعلم رسیدیم کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيحَهٗ پنجم ہر یکے را کثافت بنی
پیدا آمد و از اوج صرف لطافت فرود آمدیم ششم آنکہ داغ خلقت بر ناصیہ
ہر یکے فرا پدید آمد و ازین معنو اند بود کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ
سِتَّةِ اَيَّامٍ

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودم	مرا با نیستی خویش خوش بود
زخواب خوش مرا بیدار کردی	ندانم یا ترا زین چیست مقصود

آنگاہ چہار کمان دیدیم یعنی چہار استعداد دیدیم سہ شکستہ
و ناقص بودند یعنی جمادی و نباتی و حیوانی زیرا کہ بعض اسمائے صفات بودند
آن مظہر جملہ اسمائے صفات از ان جہت ناقص گفت یعنی چہارم استعداد
انسانی کہ مظہر ذات با جملہ اسما و صفات کامل لطافت بود۔ ویکے دوخانہ
و دو گوشہ نداشت یعنی ہیچ کجی و خمیدگی نداشت بجہت آنکہ التفات ما سوے
اللہ نبودش و بحقیقت کجی و خمیدگی التفات است بغیر ذات پاک بدانکہ مثال ایشان
خورشید است کہ وقت استوا بر صحرا ہموار بتابد ہیچ کجی ظل و ظلمت نیست آن
را در زرد ار برہنہ آن کمان بیخانہ و بے گوشہ آن استعداد او با ہیچ
کجی و خمیدگی نداشت حاصل کرد۔ عبارت چنین آمد کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔
بجز بد تیرے می بایست یعنی قابلیت می بایست۔ چہار تیر دیدیم سہ
شکستہ بودند از ان از حمل بار امانت ابا اوردند و ترسیدند و یکے پر و پیکان نداشت

یعنی قابلیت چہارم انسانی پر وپیکان خودبینی وخودنمائی نداشت۔ آن برادر برہنہ یعنی روح انسانی الطف آن تیر بے پر وپیکان را بخرید وبطلب صید بصحرا شدیم یعنی بصحرا سے وجود آمدیم یعنی صید حقیقت کار۔ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت یعنی چہار مراتب عالم دیدیم وسہ مردہ بودند ناسوت وملکوت وجبروت تا عالم لاہوت ہالک است کُلُّ شَیْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ در عالم لاہوت بود۔ ویکے جان نداشت یعنی حقیقت کہ از وپیدا آید نداشت کل حقایق را نہ ورا حقیقت ماہیت گنج مخفی دیگر است۔ آن برادر زردار کمان کش تیر انداز از آن کمان بیخانہ وبے گوشہ ان تیر بے پر وپیکان را بران آہوے بیجان زد کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم چہار کمند دیدیم سہ شکستہ پارہ پارہ ویکے دو کرانہ ومیانہ نداشت صید را بدان کمند بے کرانہ ومیانہ برمیان بستیم خانہ می بایست کہ مقام کنیم وصید را پختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ شکستہ ودرہم افتادہ بودند ویکے سقف ودیوار نداشت در آن خانہ بے سقف وبے دیوار درآمدیم دیگے دیدیم برطاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست نمیرسد مغاک چہار گز زیر پائے کندیم دست بہ آن دیگ رسید چون نگار

پختہ شد شخصے از بالاے خانہ فرود آمد کہ بخش من بدہید نصیبے مفروض داریم برادر کامل مکمل درہمین نشستہ بود استخوان شکار راز دیگ برآورد بر تارک سروے زد درخت سنجدے از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بر سر آن درخت زرد آلو رفتیم خربزہ کاشتہ بودند بفلاخن آب میدادند ازان درخت بادنجان فرود آوردیم وقلیۂ زرد کے ساختیم وبہ اہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند کہ آماس شدند چندان شتند کہ فربہ شدیم بدرخانہ بیرون نتوانستند رفت درنجاست خود ماندند وما با سافی ازکلید آن خانہ بیرون شدیم وبر درخانہ بخفتیم وبسفر روان شدیم واولوالالباب تعرف این حالات را باز نمایند۔

تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمۃ

از حضرت ابو صالح محمد عرف شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا

محمد والہ اجمعین

اما بعد فلما رای والدی واستاذی ومرشدی جامع الفروع والاصول مہد المنقول والمعقول علم الہدی دافع الردی قدوۃ الانام بدر التمام مربی السالکین مرشد الطالبین سید المحققین ذروۃ المدققین تاج المتقین امام المومنین سراج الدنیا والدین سلطان الواصلین قطب الاولیا ابو صالح الشیخ محمد عرف بشیخ حسن محمد بن شیخ احمد عرف بمیا نجیو بن الشیخ نصیر الدین بن الشیخ مجد الدین بن الشیخ سراج الدین بن الشیخ کمال الدین المستفیض صورۃً ومعنیً من خالہ الحقیقی وابن عم ابیہ الشیخ قطب الاقطاب بلا شک والارتیاب شیخ نصیر الحق والدین محمود الاودھی الچشتی چراغ دہلی

ؔ رحلت حضرت شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ بروز شنبہ ۲۰ ذی قعدہ ۹۸۲ھ واقع شد ومزار مبارک اوشان در احمد آباد گجرات است۔ ع ح

ایدہ اللہ اللطیف بلطفہ الخفی والجلی۔ ہذہ الرسالۃ التی عبارتہا ہکذا:۔

"ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جا ہا نداشتند یکے برہنہ بود آن برادر برہنہ در ستے زر در آستین داشت بباز ار رفتیم تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم قضا در رسید من ہر چہار کشتہ شدیم وبست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ ویکے ناقص کہ دو گوشہ و دو خانہ نداشت آنزا کہ دو خانہ و دو گوشہ نبود آن برادر برہنہ وزردار خریدتیرے می بایست چہار تیر دیدیم سہ شکستہ ویکے پر وپیکان نداشت آنزا کہ پر وپیکان نبود آن برادر برہنہ وزردار کمان کش وتیرانداز بخرید بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ ویکے جان نداشت آن برادر برہنہ وزردار وکمان کش وتیرانداز ازان کمان بے دو خانہ وازان تیر کہ پر وپیکان نداشت برآن آہو زد کمندے می بایست کہ صید را بفتراک بند د چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ ویکے دو کرانہ ومیان نداشت آنزا کہ دو کرانہ ومیانہ نبود ازان صید برمیان بستیم خانہ می بایست کہ مقام کنیم وشکار ریختہ بسازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ ویکے سقف ودیوار نداشت آنزا کہ سقف ودیوار نبود درآمدیم دیگے می بایست دیگے دیدیم بر طاق بلند ہیچ دست نمیرسد بعدہ چہار گز مغاک زیر پائے کندیم آنگہ دست برآن دیگ رسید چون شکار ریختہ شد مردے از بالائے آن خانہ برون آمد کہ بخش من دہید نصیبے دارم بعدہ آن برادر برہنہ زردار کمان کش وتیرانداز کہ در کمین نشستہ بود استخوانے از دیگ برآورد وبر کرد وبر تارک سرآن مرو زد درخت زردآلو سنجد از پاشنہ پائے او برون آمد برآن درخت رفتیم خربزہ کاشتہ بودند وبغلاخن آب میدادند ازان درخت دامن بادنجان فرمود آوردیم وقلیہ زردکے ساختیم

وباہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند کہ آماس کردند از خانہ بیرون نتوانستند رفتن وما بآسانی از کلدان آن بیرون شدیم وبر درخانہ بخفتیم وبسفر روان شدیم ارباب تصرف والوالالباب تعرف وسرداران فقرا این حالات بازدانید"

انتہت مشکلا لایفہم منہا اکثر الناس حرفا و لایجدون لہا فی ہذہ الدیار شرحا فشرحتہا کفصل الخطاب شافیا الصدور الطلاب لان فوایدہا اکثر من ان یحصی وعوایدہا اوفر من الرمل والحصی ۔

عبارت الشارح مع المتن ہکذا:-

ما چہار برادر بودیم یعنی چہار عناصر کہ از نہ دیہہ از نہ فلک ظہور یافتیم چہ ہیولی عناصر یکے بود از تاثیرات افلاک چہار گشت سہ جامہا نداشتند یعنی لباس نداشتند کہ یدان از صورت اصلیہ خود بدر آیند اگرچہ فی الجملہ اختلاطے بود چہ کرۂ ارض وکرۂ آب وکرۂ ہوا خلوصیت از ہریکے رفتہ واختلاطے پیدا گشتہ چنانکہ درعلم حکمت مکدر گشتہ۔ ویکے برہنہ بود کہ عنصر نار است ہیچ وجہ خلطے ندارد۔ آن برادر برہنہ درستے زر در آستین داشت یعنی بعد از پوشیدن جامہ مزاج تاثیر وے غالب از ہمہ چہ نسبت بروح دارد وبازار ترکیب رفتیم تا بجہت شکار روح تیر وکمان کہ اسباب تعلق روح اند ومتعلقات وے اند بخریم۔ قضا در رسید من ہر چہار کشتہ شدیم صورت اصلیہ من نماند وامتزاج یافتیم وبیست وچہار زندہ برخاستیم از ہریک شش شش پیدا شد حواس خمسہ وروح حیوانیہ زیرا چہ ہریک را

دخل است درو۔ آنگاه چهار کمان دیدیم که چهار اخلاط است صفرا و
سودا و خون و بلغم سه شکسته که بدان تیر انداختن ¹ ویک
ناقص که دو گوشه و دو نداشت همین قبضه داشت و قابلیت
داشت۔ آنرا که دو خانه و دو گوشه نبود آن برادر برهنه
زردار خرید آتش بصفرا تعلق گرفت۔ تیر می بایست تا شکار بر روح بدان
تیر دست آریم چهار تیر دیدیم که قوای اخلاط اند سه شکسته بدان شکار ممکن
نه که قواے سودا و بلغم و خون اند و یکے پر و پیکان نداشت که ناقص است
تمام و ے ممکن نه و آن قوت صفرا است آنرا که پر و پیکان نبود آن
برادر برهنه و زردار و کمان کش و تیر انداز بخرید که آتش است
بطلب صید بصحراے ظهور شدیم و مرکب گشتیم۔ چهار آهو دیدیم
نفس جمادیه و نباتیه و حیوانیه و انسانیه سه مرده و یکے جان نداشت
که روح انسانیه است چون بجسم تعلق گیرد در تصرف آید۔ آن برادر برهنه و
زردار و کمان کش و تیر انداز ازان کمان بے دو خانه و ازان تیر که پر و
پیکان نداشت بر آن آهو زد۔ روح تعلق بگرمی دارد۔ کمند می بایست که صید روح
را بفتراک بندد۔ چهار کمند دیدیم که کلیتین و جگر و شش و قلب سه
پاره پاره که بدو بستن آن شکار میسر نه و یکے دو کرانه و میان
نداشت که آن قلب است شکل صنوبری دارد و پس میان و کرانه
نباشد چه مدور را کرانه و میانه کو۔ آنرا که دو کرانه و میانه نبود ازان
صید بر میان بستیم روح انسانیه بدان تعلق گرفت۔ خانه می بایست
که مقام کنیم و شکار را پخته سازیم روح انسانیه بکمال خود رسد۔ بعده

---

¹ در نسخه منقول عنه چند الفاظ اینجا غائب اند۔ ع ح

چہار خانہ دیدیم چہار کرۂ عناصر۔ سہ در ہم افتادہ کہ کرۂ آب کرۂ ہوا وکرۂ آتش در و مسکن نتوان کرد ویکے سقف و دیوار نداشت کہ کرہ ارض است آنرا کہ سقف و دیوار نبود در آمدیم و مسکن خود ساختیم۔ دیگے می بایست کہ دران دیگ شکار روحی را بپزیم بکمال خود برسد۔ دیگے دیدیم بر طاق بلند کہ افلاک اند و کمال آن شکار بر قواے آں موقوف است کہیچ دست نمیرسد۔ بعدہ چہار گز مغاک زیر پاے کندیدم ہر یک عنصر را مقدار گز اعتبار کردیم یعنی قوای علویہ بے قوای سفلیہ تاثیر نمیکند آنگہ دست بدان دیگ رسید۔ چون شکار ریختہ شد مردے از بالاے آنخانہ برون آمد کہ بخش من دہید نصیبے دارم یعنی مرضہاے کہ آسمانی اند پیدا شدند بعدہ آن برادر برہنہ زردار کمان کش و تیرانداز کہ در کمین نشستہ بود کہ گرمی آتش است استخوانے از دیگ برآورد و برکرد بر سر و تارک ان مرد یعنی اصل دفع امراض از روح است کہ نسبت بگرمی دارد بہ استعانت قوای علویہ و سفلیہ کہ استخوان عبارت از وست۔ درخت زرد آلو سبز دہ از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بعد ازان دفع مرض صحت پیدا شد بر آن درخت رفتیم خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن یعنی منجنیق کہ باو سنگ می اندازند آب میدادند یعنی قوتہا و نباتہا در زمین میرویید پرورش وے بہوا است ازان درخت دامن بادنجان فرود آوردیم یعنی چیزہا ئیکہ قوت انسان ہستند پیدا شد و قلیہ زردے ساختیم اور اہتمام مہیا کردیم و باہل دنیا گفتیم کہ ہر کہ خدا را خواہد از ہمہ باز ماند چند ان خوردند کہ آماس کردند و

از لاابالیات تجاوز کردند و بدنیا مبتلا شدند و از خانہ بیرون نتوانستند رفتن و ما بہ آسانی ازکلدان آن بیرون شدیم و بر در خانہ کہ دنیا است بخفتیم یعنی دنیا را ترک کردیم و بسفر آخرت روان شدیم اسے ارباب التصرف والوالالباب تعرف و سرداران فقر این حالات باز دانید۔ للہ الحمد والمنہ

تمام شد

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز علیہ الرحمہ

از

میر سید عبد الواحد بگرامی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میگوید موضح این کلمات گرامی عبد الواحد ابراہیم بلگرامی[1] کہ سخنہاے اہل تحقیق ہرچند بروجہ ہزل و مزاج واقع شود بیہودہ نیست کہ الفقراء ہزلہم جد وجدہم جدٌ واز مصلحتے ومنفعتے خالی نبود واین بزرگوار[2] عبارتے بطریق تعجب فرمودہ است تا افہام ملول عوام را غب ترباشند وآن تعجب ایشانرا بر استدراک معانی باعث ترآید زیراکہ طبایع مجبول است بر رغبت ادراک چنین تعجبات وامثال ذلک۔ واین فقیر بقدر فہم رکیک خود شرح آن بازنمودہ است وتوجیہے کہ ناموجہ افتد از خوانندگان مامول است ؎

گرہ کشاے ورقہاے غنچہ باد بہار بہوش گرشنوی فیض طبع درویش است

[1] رحلت اوشان شب جمعہ سوم رمضان ۱۰۱۷ھ و مزار اوشان در بلگرام است۔

[2] یعنی حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز

توحل عقدۂ اشکال خود ز دل میجوی   کہ بر دوام گرفتار عقدۂ خویش است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین ۔ قولہ تعالی وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔

ما چہار برادر بودیم یعنی ما چہار روح بودیم جمادی نباتی حیوانی انسانی ۔ از نہ دیہہ از نہ افلاک کہ عالم علویات است ۔ ؎

ما زفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

سہ جامہ نداشتند یعنی سہ از چہار ارواح کہ جمادی ونباتی وحیوانی است بہ سبب کثافت نسبی واضافی قابل تجلیات نبودند وازین کسوت عاری بودند ویکے برہنہ بود یعنی روح انسانی بسبب فرط لطافت از کسوت عوارض برہنہ ویکتا بود وقابلیت انعکاس انوار الہی میداشت آن برادر برہنہ یعنی روح انسانی الطف درستے زر یعنی تعبیہ از گنج مخفی در آستین وجود با خود داشت کہ الانسان سری وصفتی ۔ ببازار رفتیم یعنی ببازار ظہور آمدیم واز مرتبۂ احدیت بوحدت رسیدیم تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم یعنی تا بجہت شکار تجلیات ذات وصفات قابلیت واستعداد حاصل کنیم قضا رسید یعنی قضائے کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی ہر چہار از صرف اطلاق بتقید آمدیم واز مستقر غیب بمستودع فطرت رسیدیم وبحقیقت قتل ازجدای بمقام اصلی است کہ اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۔ بست وچہار زندہ

برخاستیم یعنی ہر یکے ازین چہار بجرد تقید نسبی و اضافی بشگان صفت متصف شدیم۔ یکے تعین مرتبہ ظہور و دوم ہر یکے در مرتبہ خود اسمے یافتیم و سیوم ہر یکے در مرتبہ خود قابلیتے گرفتیم چہارم ہر یکے بعلمے رسیدیم کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ پنجم ہر یکے را کشا فتے نسبتی پیدا آمد و از اوج صرف لطافت فرود آمدیم ششم داغ خلقیت بر ناصیہ ہر یکے فرا پیدا آمد و از ینجا پے توان برد بر اشارت کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ؎

بصحراے عدم خوش خفتہ بودم مرا با نیستی خویش خوش بود
زخواب خوش مرا بیدار کردی ندانم تا ترا زین چیست مقصود

آنگاہ چہار کمان دیدیم یعنی چہار استعداد دیدیم سہ شکست و ناقص بودند جمادی نباتی حیوانی انسانی۔ سہ شکستہ و ناقص ازان گفت کہ استعداد قابلیت عرفان نداشتند و یکے دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی چہار استعداد انسانی کہ مظہر ذات با جملہ اسما و صفات است قابل لطافت بود و دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی ہیچ کثری و خمیدگی نداشت بجہت آنکہ التفات بما سوی اللہ نبودش و بحقیقت کثری و خمیدگی التفات بغیر ذات پاک است۔ و بدانکہ مثال استعداد انسانی چون خورشید است کہ وقت استوا بر صحراے ہموار بتابد کہ آنجا ہیچ کج ظل و ظلمت نیست آن برادر برہنہ زر دار یعنی آن روح انسانی الطف با تعبیہ گنج مخفی آن کمان بے خانہ و بے گوشہ را بخرید یعنی آن استعداد را کہ ہیچ کثری و خمیدگی نداشت حاصل کرد و عبارت چنین مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ تیرے می بایست یعنی قابلیتے می بایست چہار تیر

دیدیم سه شکسته بود یعنی چهار قابلیت دیدیم سه شکسته ازان گفت که ازل
امانت سر باز زدند و ترسیدند و یکے پر و پیکان نداشت یعنی قابلیت
چهارم انسانی که حامل بار امانت بود پر و پیکان خودبینی و خودنمائی نداشت
بطلب صید بصحرا شدیم یعنی بطلب صید حقیقت کار بصحراے وجود
آمدیم چهار آهو دیدیم سه مرده بودند یعنی چهار مراتب عالم دیدیم سه
مرده بودند یعنی ناسوت و ملکوت و جبروت که نسبت با عالم لاهوت هالک
اند کُلُّ شَیْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ و یکے جان نداشت یعنی یکے
که عالم لاهوت بود جان نداشت اسے حقیقتے که بر و پیدا آید نداشت بلکه خود
همین حقیقت است کل حقایق را نه که او را حقیقت دیگر است۔ آن
برادر زرد ار کمان کش برهنه تیر انداز یعنی آن روح انسانی با تعبیه
گنج مخفی ازان کمان بے خانه و بے گوشه یعنی با ستعدادے کامل
الطف با قابلیتے تمام که هیچ کژی و خمیدگی نداشت آن تیر بے پر و
پیکان یعنی آن قابلیت بے خودنمائی و خودبینی را بران آهوے
بیجان زد یعنی بر آن مقام حقیقت الحقایق ربط داد و عبارت چنین آمد
ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی بیت

زهے بلند کمانے که در صف دعوے — همه نشانهٔ او قلب قاب قوسین است

کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی رابطه می
بایست تا آن مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی مربوط آن باشد برقرار و
بر دوام۔ چهار کمند دیدیم سه پاره پاره بودند و یکے دو کرانه و
میانه نداشت یعنی چهار رابطه دیدیم یکے کمند عبادت ظاهری دوم
کمند عمارات و آبادانی باطنی سیوم کمند فنا فی التوحید چهارم کمند فنا ر الفنا۔

سہ پارہ پارہ بودند زیرا کہ درکمند عبادات ہمہ تاب خودی و دوی است
و درکمند عمارات باطن ہیچ شرک است شبلی قدس سرہ فرمودہ التصوف
شرك لانہ صیانت القلب عن الغیر ولا غیر بزرگے دیگر
فرمودہ است افنیت عمرك فی عمارت الباطن فاین الفناء
فی التوحید۔ و درکمند سیوم کہ فنا فی التوحید است شعور باقی است
وتا شعور باقی باشد تفرقہ باقی باشد۔ از جنید قدس اللہ سرہ العزیز پرسیدند چہ
گوی در حق مردے کہ از ہستی ہیچ ندارد مگر مقدار رختہ خرما گفت المکاتیب عبد ما بقی علیہ درہم

تا کہ تو دم میزنی ہمدم نۂ   تا کہ موئے ماندہ محرم نۂ

چہارم کمند فناء الفنا کہ عین بقا است۔ دو کرانہ و میانہ نداشت یعنی کرانہ ازل
و ابد و میانۂ حدوث و امکان صید را بدان کمندے کرانہ و بے میانہ
بربستیم آن صید لاہوتی بدین کمند باز بستیم

باتو قرب قاب قوسین آنکہ افتد عشق را   کز صفات خود بعد المشرقین افتی جدا

خانۂ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم یعنی ضابطہ
می بایست کہ قرارگاہ مقام فناء الفنا باشد تا رابطۂ آن رتبۂ لاہوتی بدین ضابطہ کامل
و اکمل بود۔ چہار خانہ دیدیم یعنی چہار ضابطۂ ذکر دیدیم یکے ذکر لسانی دوم ذکر
نفسانی سوم ذکر قلبی چہارم ذکر روحانی سہ درہم افتادہ بودند و یکے
سقف و دیوار نداشت۔ یعنی سہ ذکر را ضابطہ درہم افتادہ بو کہ ذکر
اللسان لقلقہ و ذکر النفس وسوسہ۔ اما ذکر قلبی متضمن حرف وصوت است
و این سقف و دیوار اصل ذکر است۔ چہارم ذکر روحانی کہ اصل ہمہ ذکرہا
است و در وی ہیچ حرف وصوت نیست از ان گفت کہ یکے سقف و دیوار

نداشت دران خانہ بے سقف و دیوار در آمدیم۔ دیگے دیدیم
برطاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بآن دیگ میرسید۔ یعنی دیگ
عشق و محبت کہ بدان ہر خامے را توان پخت و یا دیگ اخلاق کہ بدان مقام
تخلقوا باخلاق اللہ حاصل میتوان کرد و آن دیگ بر طاقچہ بلند
سعادت ازلی و مشکوۃ رفیع عنایت لم یزلی نہادہ بود کہ رایگان با دوست
نمیرسید۔ مغاک چہار گز زیر پاے کندیدیم دست بآن دیگ
رسید یعنی در زمین نفس چہار گز مغاک کندیدیم۔ اول گز توبۂ نصوح دوم گز
صدق و اخلاص سیوم گز تواضع و عجز بیچارگی و شکستگی چہارم گز نیستی و فنا۔ آنگاہ
بحکم من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً و من تقرب
الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً دست ہمت بآن دیگ رسید۔ و
گویند چہار صفت از طبائع اربعہ کہ در آدمی پدید آمدہ است اول کبر
کہ نتیجۂ آن آتش است دوم شہوت کہ ثمرۂ آن باد است سیوم حرص
کہ شیمۂ آب است چہارم امساک کہ صفت خاک است۔ این صفات
از پاے کندیدیم۔ چون شکار ریختہ شد یعنی اتم و اکمل شد کہ بعبارت
چنین آمد اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا شخصے از بالاے خانہ فرود
آمد کہ بخش من دہید نصیبے مفروض دارم یعنی بعد تکمیل این حال
چنین خطرات آشکارا شد چہ عارفے کامل و مکمل باید با بصیرتے تیز تا کہ
بر وے این خطرات باریک ظاہر گردد و معلوم شود کہ الشرک فی امتی
اخفی من دبیب النملۃ التی تذہب فی لیلۃ مظلمۃ علی
صخرۃ السوداء مورچہ سیاہ در شبانۂ تاریک بر سنگے سیاہ میرود معلوم

است کہ چو حد بصیرت باید کہ آنرا بہ بیند یا بد وعبارت کند فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ۔ یا حاسد قدیم شیطان کہ از بالا خانۂ سماوات فرود آمدہ است بدعوی در آمد کہ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا یا خطرۂ نفسانی تقاضا کرد کہ لنفسک علیک حق یا خطرہ جاہ کشید لقولہ علیہ السلام آخر ما یخرج من رؤس الصدیقین حب الجاہ۔ برادر کامل یعنی آنکہ بمقام تمکین چون خورشید می تافت ونجوم خطرات وساوس را بنور روحانی دریافت ومکمل یعنی پیشواے حقانی وعالم ربانی بود در مقام بلند وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی زبان کشاد ودر صدر مسند مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی پہلوے صدق واخلاص بار داد در کمین نشستہ بود یعنی در کمین خطرات بود استخوان شکار از دیگ بر آورد استخوان شکار کنایہ از شرک خفی است یعنی چنانکہ بعد پختہ شدن گوشت وگداختن آن استخوانہا کہ ناخوردنی است نلا ہر میشود ہمچنین بعد از کامل ومکمل شدن سالک این پوشیدگیہا کہ نامحمود وحجاب راہ است معلوم میگردد بر تارک سروے زد زیرا کہ این وساوس وخطرات کہ از شیطان ونفس بر می خواست ہمہ بر سر ایشان زد۔ درخت سنجدے از پاشنہ پاے او بیرون آمد پاشنہ پاے کنایہ از زمین شور است کہ آنجا ہیچ نمیروید چنانکہ در پاشنہ پاے ہیچ موے نمیروید ودرخت سنجدے کنایہ از خس آن زمین شور است یعنی آن خطرہ خبیثہ پس میگوید قلوب این عرفاء ہمچو بلدہ طیبہ پاک وصاف گشتہ است پارۂ زمین شور اگر درمیان بود کہ از واین چنین خطرۂ خبیثہ روے نمود کہ ہرگز بکوشش طیب نگردد وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا

بر سر آن درخت زرد آلو رفتیم یعنی بر سر آن درخت مرتاض ندسو و تزار شده رفتیم و او را نه پاسے کردیم خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن آب میداد ند یعنی آن هنگام دیدیم اہل دنیا را که خربزہ اعیان دنیا از معادن و نبات وحیوان و انسان در پاسے این نفس و ہوا کاشتہ اند و بفلاخن رجوع و قبول پرورش میدہند از ان درخت باذنجان فرود آوردیم و قلیہ زردکے ساختیم یعنی باذنجان زینت و زخارف دنیا آنچہ تعلق با آن درخت سابقہ داشت ہمہ فرود آوردیم و بآن چہار اعیان که معادن و نبات وحیوان و انسان بود قلیہ زردکے ساختیم یعنی قلیہ زرد روی آخرت پنداشتیم تا از وعید این ایت سلامت گذشتیم کہ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا و باہل دنیا گذاشتیم چندان بخوردند که آماس گشتند یعنی متاع دنیاوی را چندان بظرف داشتمال در آوردند که مریض گشتند و دلہاے ایشان را مرض معنوی درگرفت که فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ عبارت از احوال ایشان آمد و طرفہ تر آنکہ ایشان پنداشتند که دین و دل را پرورش میدہند که درست و مستقیم شده باشند و پنداشتند که فربہ شدند یعنی پنداشتند که بہ پندار دین پروری قوی حال شدند و ندانستند که آن ہمہ نفس پرور یست که سمن کلبک یا کلک عبارت از احوال ایشان است از خانہ بیرون نتوانستند رفت یعنی از خانہ طبیعت بیرون آمدن نتوانستند کہ لا یلج ملکوت السماء من لم یولد مرتین سے

توکز سراے طبیعت نمیردی بیرون کجا بکوے طریقت گذر توانی کرد
در نجاست خود ماندیم یعنی الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب و
شر الکلاب من وقف علیھا بزرگان گفتہ اند دنیا چون نجاست
عین است وخلق چون حدث ونفس چون جنابت وما بہ آسانی از
کید آن بیرون شدیم وبر در خانہ نخفتیم یعنی بحکم قافلہ سالار علیہ السلام
کہ سیروا سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول اللہ
قال المستظھرون بذکر اللہ یکبار گشتیم وما بآسانی از عقبات
طبیعت برگذشتیم مصراع

جریدہ روکہ گذرگاہ عاقبت تنگ است

وبسفر روان شدیم یعنی بحکم فرمان قدیم کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا
قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ
بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ ما درخانۂ طبع وہوا نیاسودیم وبسیر
معنوی روان شدیم۔ ارباب تصوف واولوالارباب
تعرف سر این حالات را باز نمایند۔ نظم

چون بناے خلقتم ایزد نہاد آدم اول باقلیم جماد
وزجمادی مردم نامی شدم بعد ازان حیوان انعامی شدم
وصف حیوانی رہا کردم چو باز آمدم در نوع انسان سرفراز
باز بگذشتم زانسانی صفت در ملک راندم براق معرفت
وزملایک چون گذشتم در علو کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد

تمام شد

شرح برہان العاشقین

از سلطان الاولیا صاحب القطبیۃ الکبری حضرت میر سید محمد کالپوی
قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۔ ما چہار برادر بودیم از ن دہ سہ برہنہ بودند ویکے جامہ نداشت آن برادر برہنہ قدرے زر در آستین داشت ۔ ببازار رفتیم تا برائے شکار تیر وکمان بخریم ۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم بست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ بودند ویکے ہر دو گوشہ وہر دو خانہ نداشت آن برادر برہنہ زردار کمان بے گوشہ وبے خانہ را بخرید ۔ تیرے می بایست ۔ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند ویکے پر وپیکان نداشت ۔ تیر بے پیکان خریدہ بطلب صید بصحرا شدیم ۔ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت ۔ برادر برہنہ زردار کمان کش تیر انداز از ان کمان بے گوشہ وبے خانہ آن تیر بے پر وپیکان را بران آہوئے بیجان زد ۔ کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم ۔ چہار کمند دیدیم سہ

پارہ پارہ بودند و یکے ہر دو کرانہ و میانہ نداشت۔ صید را بآن کمند بیکرانہ و بے میانہ بربستیم۔ خانہ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم۔ چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت در آن خانہ بے سقف و بے دیوار در آمدیم۔ و دیگے دیدیم برطاق بلند نہادہ کہ ہیچ وجہ و حیلہ دست بآن دیگ نمیرسید چہار گز زیر پائے کندیدیم تا دست بآن دیگ رسید چون شکار پختہ شد شخصے از بالائے خانہ بیرون آمد و گفت کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض دارم برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود استخوان شکار را از ان دیگ بر آوردہ بر تارک سر وسے زد۔ درخت زرد آواز یافتہ پائے وسے بیرون آمد۔ بر سر آن درخت رفتیم۔ خربزہ کاشتہ بودند و بغلاخن آب میدادند۔ از ان درخت باذنجان فرود آوردیم و قلیہ زردک ساختیم و باہل دنیا گذاشتیم۔ چندان بخوردند کہ آماسیدند۔ پنداشتند کہ فربہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت۔ در آنجا در نجاست ماندند و ما باسانی از کید آن بیرون آمدیم و بر در خانہ بخفتیم و بسفر روان شدیم۔ ارباب حقیقت و اولوالالباب معرفت سر این خیالات باز نمایند"۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا و منقبت آل و اصحاب مقتدا و اضح رائے باطن آرائے سالکان مسالک باد کہ روزے این بندہ بیکار سید محمد والہ خاکسار تنہا نشستہ بود ناگاہ دو تن از فقرا وارد گردیدند دیک ورق کاغذ مرقوم مشتمل بر تمثیلہائے اسرار کہ عقل باسانی حل آن نتواند نمود آوردند و گفتند کہ این ورق را از ملفوظات زبان گوہر فشان سید محمد حسینی گیسو دراز

نور اللہ مرقدہ یافتیم و بخدمت فضلا و علما بردیم و استکشاف معانی آن کردیم فرمودند کہ این کلمات مہملہ نتیجہ خیالات بے فائدہ است معانی ندارد و کلام سید محمد گیسو دراز نخواہد بود۔ از آنجا پیش فقرائے صاحب ارشاد و مشائخ پاک اعتقاد بردیم و التماس حل این رموز مشکلہ کردیم جواب دادند کہ این عبارت اسرار عاشقان حق و مستان جام معرفت مطلق است و غیر از ایشان کسے را دسترس بر ادراک مقاصد آن نیست۔ پس ما چون از ہر دو جا نا امید شدیم این ورق پیش شما آوردیم کہ بدانیم چرا کہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز این کلمات را مہمل نفرمودہ اند البتہ فائدہ در آن درج کردہ باشند۔ اکنون شما چہ میفرمائید۔ گفتیم اے درویشان این ورق کاغذ بما سپارید و بعد از دو سہ روز تشریف آرید تا فکرے در آن نمائیم اگر بعقل قاصر بندہ درآید برائے شما شرح این کلمات بیارائیم و این عقدۂ مخفی بر صاحبان فطرت بکشائیم گفتند کہ مقصود ہمین است۔ پس قلم بر گرفتم و توفیق از حق خواستم و باندا در وجہ پر فتوح آن بزرگوار شرح کلمات مذکور باین نوع آراستم۔

قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔ تقدیم این آیت بر کلمات مقصودہ برائے تبیین حقایق در پردۂ تمثیلہا و ترغیب تفکر در استدراک آن مطالب است۔ و معنی آیت اینست کہ ما تمثیلہا را مثل میزنیم برائے ناس تا فکر و غور در آن نمایند و از ین مثلہا مدعا را بکشایند۔ حق اینجا ناس فرمود انسان نگفت چرا کہ انسان دیگر است و ناس دیگر۔ بدانکہ آدمی چہار گونہ است انسان و آدم و بشر و ناس و برائے ہر نامے مقامے است یعنی در ہر مکان کہ میرسد یک صفت تازہ درو پدید میشود و مناسب بآن صفت موسوم

میگردد۔ پس در وقتیکہ روح مجرد بود و ہنوز بقالب جسمانی اتصال و اختلاط نیافتہ بود ہرگاہ کہ امانت را قبول نمود انسان گفتہ شد قولہ تعالی لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ بعد ازان چون خاک خمیر شد و قالب مرتب گشت نام او آدم کردند قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین۔ بعد ازانکہ از نفخ روح امتزاج علوی و سفلی باہم مرکب شد و لطافت نور روحانی و کثافت ظلمت جسمانی ہر دو شریک شدند در آن صورت بشر گفتہ شد قولہ تعالی اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ بعد از آنکہ ظہور غفلت و نسیان در و پیدا شد و عہد فراموش کرد و حرف شیطان را شنیدہ گندم خورد آن زمان ناس گفتہ شد یعنی نسیان کنندہ قولہ تعالی وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُوْنَ۔ پس کسیکہ شقی و سراپا بداست مثل کفار و فاسق او ناس است و کسیکہ اوصاف حمیدہ کم دارد و اخلاق ذمیمہ بیشتر مثل راقم حروف۔ و دیگر مسلمین او بشر است او در قید بشریت ماندہ و کسیکہ اخلاق ذمیمہ کمتر و اوصاف حمیدہ بیشتر دارد و در عبادت الٰہی سرگرم است مثل مومنان صالح و عابدان قانع او آدم است کہ آثار آدمیت از وظاہر میگردد۔ و کسیکہ نفس او مطمئنہ شدہ باشد و از کدورات بشریت پاک گردیدہ و در عبودیت و محبت الٰہی و فنائے خود بدرجہ کمال رسیدہ مثل انبیا و اولیائے کامل او انسان است۔ انسان شدن مشکل است بلکہ آدمیت ہم کمیاب است و عالم پر از ناس و بشر است۔ پس خلاصہ مقصود ازین تقریر آنکہ خلقت انسانیت کہ حقیقت روحانیست اول شدہ و خلقت آدمیت و بشریت و ناسیت کہ حقیقت جسمانیست و

از امتزاج قالب صورت یافتہ بعد ازان شدہ۔ لہذا سید حسینیؒ اول از حقیقت روحانی شروع نمودہ میفرماید کہ ما چہار برادر بودیم مراد از چہار گونہ ارواح است نباتی وحیوانی وانسانی ناطق کہ آنرا نفس ناطقہ گویند وانسانی قدسی۔ اگرچہ محققان در ارواح اربعہ جمادی را دخل نمودہ روح انسانی ہمہ را یک قسم شمردہ اند لیکن در روح جمادی فقط قوت ثقل جسم است کہ مثل ارواح دیگر قوت نشوونما ندارد ومقصود درین مقام آن ارواح اند کہ استعداد قوتہا وقابلیتہا دارند وآن نباتی وحیوانی وانسانیست۔ وارواح انسانی یکسان نیست درعوام الناس دیگر است ودر انبیا واولیا روح کامل دیگر۔ وسید محمد گیسودراز از ارواح اربعہ یکے را کامل ومکمل شمردہ یعنی روح انسانی کہ در ہرکس کامل نمی باشد بنابرآن دو قسم تفریق یافت ناطق وقدسی۔ اما روح نباتی یعنی اشجار وگیاہا تنہا قوت نباتیت دارد کہ نشو ونما وصفا وطراوت است۔ وروح حیوانی یعنی روح بہائم وطیور باوجود قوت نباتیت قوت حیوانیت ہم دارد وآن اکل وشرب وخواب وبیداری وتوالد وتناسل است کہ در نباتی نیست۔ وروح انسانی ناطق باوجود قوت نباتیت وحیوانیت قوت انسانیت نیز دارد وآن ناطقہ ومیزہ است کہ در نباتی وحیوانی نیست۔ وروح قدسی یعنی روح انسانی کامل باوجود قوت نباتیت وحیوانیت وناطقہ ہرآئینہ قوت قدسیہ نیز دارد کہ آن صفات ملکی وکشف معاملات غیب است کہ درآن سہ ارواح نیست۔ پس میفرماید کہ ما چہار گونہ ارواح بودیم رباعی

دہ بار بگفتمت کہ نہ بار بگیر بگریز زہشت وہفت زنہار بگیر
شش پنج وچہار روشہ دفا نکنند بگذار دوئی را ویکے یار بگیر

مراد از دہ برائے بیت و نہ مراد از نہ طبق آسمان و ہشت مراد از ہشت بہشت است و ہفت مراد از ہفت دوزخ است و شش مراد از شش جہت است و پنج مراد از حواس خمسہ است و چہار مراد از اربع عناصر است و سہ مراد از موالید ثلثہ است و مراد از دو دین و دنیا است و مراد از یک اللہ است **از نہ دہ** یعنی از نہ فلک چراکہ ارواح افلاکی اند و اجسام خاکی۔ اما افلاک سبعہ از قمر تا زحل و مشتری مشہور اند و ہشتم فلک منازل و ہم فلک البروج عرش و کرسی را شمردہ اند و نہ فلک مقرر نمودہ اند اما ارباب عرفان کہ بدیدۂ باطن دائرہ وجود را دیدہ اند عرش و کرسی را ماورائے فلک المنازل و فلک البروج مشاہدہ نمودہ اند و نہ فلک را غیر از عرش و کرسی شمردہ اند۔ **سہ برہنہ بودند** یعنی ناقص بودند و از لباس کمالیت عریان و آن روح نباتی و حیوانی و انسانی ناطق است کہ آنہا ہنوز بدرجہ لطافت نرسیدہ اند کہ اوصاف قدسیہ ندارند بنسبت بروح قدسی بیجا مانده اند۔ **و یکے جامہ نداشت** یعنی جسم و جسد نداشت و آن روح قدسی است یعنی روح انبیا و اولیا کہ آلودہ بکدورات جسمانی نیست برخلاف آن سہ قسم ارواح کہ متعلق بہ ابدان اند و روح قدسی موصوف بفیضے است کہ از جناب قدسی میرسد و چون روح انسان مورد فیوض قدسی میشود آن وقت موسوم بقدسی میگردد پس نسبت بآن سہ ارواح از کثافت جسمانی پاک است۔ **آن برادر برہنہ قدرے زر در آستین داشت** مراد از زر گنج مخفی است بموجب حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق یعنی بودم من گنج پوشیدہ پس بدرستیکہ دوست داشتم اینکہ شناختہ شوم پس آفریدم خلق را تا شناختہ شوم۔ شناسائی آن گنج مخفی

چنانچہ حق شناختن است تنہا روح قدسی دارو پس از گنج مخفی روح قدسی فیض میباید بنا بران زر در آستین داشت۔ بہا زار رفتیم یعنی بازار کثرت تعینات وتنوع ممکنات کہ از تصرف اسما وصفات حضرت واحدیت در دائرہ وجود در آمدہ اند۔ تا برا ے شکار تیر وکمان بخریم مقصود از شکار مکاشفہ انوار ذات وصفات خالق بے ہمتا است۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی در معرض خطاب آمدیم چراکہ آیتہ کریمہ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا چون آفریدگار مطلق ارواح را پیش از اتصال آنہا بابدان براے بستن عہد میثاق در علم خویشتن جلوہ داد ارواح ہیبت آن از ہوش رفتند گویا کہ کشتہ شدند۔ و بست وچہار زندہ برخاستیم یعنی بعد ازانکہ ارواح بخطاب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ نواختہ شدند در جواب بَلٰی شَهِدْنَا گفتند کہ ایشانرا لذتے وراحتے حاصل شد کہ گویا باز زندہ شدند و در استعداد خود قوتہا دریافتند و مقصود ازین بست وچہار آنست کہ در چہار قسم ارواح بست گونہ قوت یافتیم چون چہار را با بست ضم کنیم بست وچہار میشود۔ اما ازان بست گونہ قوتہا در روح نباتی پنج قوت کہ جاذبہ وماسکہ ونامیہ وہاضمہ ومولدہ است اما جاذبہ یعنی نباتات آب وہوا را در خود جذب میکند وماسکہ یعنی آنرا مسک نمودہ در خود نگاہ میدارد وہاضمہ یعنی آب وہوا ہضم میسازد ونامیہ یعنی نمو میکند ونشو ونما میسازد ومولدہ یعنی برگ وگل ومیوہ ازآنہا تولد میشود۔ و در ارواح حیوانی نیز زیادہ برآنہا پنج قوت کہ آن ذائقہ وشامہ وباصرہ وسامعہ ولامسہ است۔ اما ذائقہ ماکولات ومشروبات دارد تلخ وترش

وشیرین را از ہم فرق مینماید۔ شامّہ یعنی امتیاز بوہا شنیدن میکند۔ و باصرہ یعنی می بیند۔ وسامعہ یعنی صداہا را میشنود۔ ولامسہ یعنی بلمس بدن گرمی وسردی ونرمی ودرشتی را درمی یابد۔ و در روح انسانی ہم زیادہ برین پنج قوت عقل مدرکہ وتخیلہ وحافظہ وفکر ممیزہ وحسیہ مشترکہ۔ اما عقل مدرکہ یعنی بنی آدم عقل نظری وعملی دارد ودر تعقل می آرد ہر چیز را وتخیلہ یعنی قوت خیالہاے دور ودراز دارد وحافظہ یعنی حقایق اشیا را حفظ میسازد وفراموش نمیکند برخلاف حیوانات وفکر ممیزہ یعنی قوت امتیاز درحقیقت نیک وبد وحق وباطل دارد۔ وحسیہ مشترکہ یعنی چنانچہ حیوانات پنج حواس ظاہر میدارند آدمی زاد نیز پنج حواس باطن ہم میدارد ومشترکہ بحواس ظاہری چنانچہ مولوی معنوی فرماید مثنوی

پنج حسہاست جزاین پنج حس آن چو زر سرخ این حسہا چو مس

حسِ ابدان قوت ظلمت میخورند حسِ جان از آفتابے میچرند

وظاہر است کہ دیدن وشنیدن وچشیدن وبوئیدن ولمس کردن آدمی زاد دیگر است وحیوانات دیگر۔ ودر روح حیوانی قدسی نیز زیادہ بر اینہا پنج قوت اول لطافت وسبکروحی وصافی۔ دویم سیرت ملکی کہ محتاج بخوردن وخفتن وامثال آن نیست۔ وسوم کشف قبور وکنوز یعنی آگاہی از حال دفینہا کہ درخاک اند۔ چہارم مشاہدہ عالم ملکوت کہ عالم غیب وعالم امراست ومکاشفہ عالم جبروت کہ عالم صفات ولاہوت کہ عالم ذات است پنجم الہام یعنی از غیب ملہم میشود بامور مخفیہ۔ پس ارواح اربعہ بابست گونہ قوت بست وچہار زندہ برخاستند۔ اگر کسے گوید از جائیکہ شما خبر میدہید این چہارگونہ ارواح ہنوز در قید جسمانی نیامدہ بودند پس این قوت ہا در استعداد آنہا شد۔ واین قابلیتہا را درخود یافتند نہ آنکہ این قوتہا از

ارواح بظہور آمدند۔ آنگاہ چہار کمان دیدیم مراد ازچہار کمان مجاہدہ و مراقبہ ومشاہدہ ومکاشفہ است اول جہاد اکبر با نفس امارہ یک کمان کشی است۔ دوم در تصور مرشد دینی وغیر آن بمراقبہ خم شدن دیگر کمان کشی است سیوم از مراقبہ بمشاہدۂ اسرار ملکوتی دل را کشیدن ونرم ساختن دیگر کمان کشی چہارم شکار تجلیات بمکاشفہ انوار ذات وصفات نمودن دیگر کمان کشی سہ شکستہ بودند یعنی کمان مجاہدہ ومراقبہ ومشاہدہ چراکہ مجاہدہ ومراقبہ بے مشاہدۂ تجلیات آثاری وافعالی کہ مخصوص بعالم خلق وعالم امر است ناقص است ومشاہدہ کہ شامل بر تجلیات آثاری وافعالی است نسبت بمکاشفہ تجلیات صفاتی وذاتی کہ مخصوص بعالم جبروت ولاہوت است ناقص است۔ ویکے ہردو گوشہ وہردو خانہ نداشت۔ یعنی کمان مکاشفہ انوار ذات وصفات زیراکہ ذات حق از مکان وزمان واز ابعاد ثلثہ کہ طول وعرض وعمق باشد واز جہات ستہ کہ قبل وبعد یمین و یسار وتحت وفوق باشد منزہ ومبرا است پس ہردو گوشہ وہردو خانہ نداشت۔ آن برادر برہنہ زر دار یعنی روح انسانی قدسی کہ چیزے از گنج مخفی در دستش بود۔ کمان بے گوشہ وبے خانہ را بخرید یعنی از مجاہدہ ومراقبہ ومشاہدہ بمکاشفہ رسید وآنرا خوش کرد۔ تیرے می بایست براے شکار کردن تجلیات ذاتی وصفاتی از کمان مکاشفہ چہار تیر دیدیم مقصود از چہار تیر چہار گونہ ذکر است جلی لسانی وجلی قلبی وخفی قلبی وخفی سری چراکہ براے شکار مقصود تیرے نیست بہتر از نام خدا ویاد خدا۔ اما جلی لسانی آنست کہ کسے یاد خدا بزبان کند ودل از تعظیم واجلال آن نام غافل باشد وجلی قلبی آنست کہ بفرمودہ دل واعتقاد و

اعتراف بر عظمت و اجلال حضرت صمدیت نام حق بر زبان یاد نماید و خفی قلبی آنست زبان را دران دخلے نباشد بلکہ دل از روے تعظیم واجلال در خود ذکر حق نماید۔ و خفی سری آنست کہ زبان دل را ہمدران حال جنبش نباشد بلکہ روح و سر از جوش محبت بفناے نفس و قالب ذکر محبوب حقیقی نماید۔ سہ شکستہ بودند یعنی ہر دو قسم جلی و خفی قلبی نیز چراکہ این ہر سہ ذکر نسبت بخفی سری ناقص اند و انبیا و اولیاے کامل علی الانصال در ذکر سری مشغول اند۔ ویکے پر و پیکان نداشت غرض از پر و پیکان یاوری زبان و دل است وگرنہ ذکر خفی سری از ہر دو بے نیاز است۔ تیر بے پر و پیکان خریده لہذا این تیر را برگزید و خوش کرد۔ بطلب صید یعنی تجلیات صفاتی و ذاتی بصحرا شدیم یعنی بصحراے دائرہ وجود در رفتیم۔ چہار آہو دیدیم یعنی چہار عالم ناسوت و ملکوت و جبروت ولاہوت زیراکہ شکار گاہ تجلیات جز این چہار عالم نیست اما عالم ناسوت کہ عالم خلق و عالم شہادت و عالم آثار است شکار گاہ تجلیات آثاریست و ملکوت کہ عالم امر و عالم غیب و عالم افعال است شکار گاہ تجلیات افعالیست۔ و جبروت کہ عالم واحدیت و تجلی ثانی و عالم صفات است شکار گاہ تجلیات صفاتیست کہ مشتمل بر کثرت اضافات و بعد اعتبارات است ولاہوت کہ عالم احدیت و تجلی اول و عالم ذات است شکار گاہ تجلیات ذاتیست کہ مخصوص بوحدت و یکتائی ذات است سہ مردہ بودند یعنی عالم ناسوت و ملکوت و جبروت کہ اینہا نسبت بلاہوت کہ ہویت بحت است مردہ اند و وجود و آثار و افعال و صفات مشروط بوجود است ویکے جان نداشت یعنی عالم لاہوت کہ عالم ذات است و این روشن و مبرہن است کہ حیات ذات آن

حی وقیوم وابسته بجان نیست بلکه او خود حی است وجان آفریدۀ اوست
براد ربرهنه زردار کمان کش تیر انداز یعنی روح انسانی قدسی
ازان کمان بے گوشه وبے خانه که مکاشفه باشد آن تیر بے
پرو پیکان راکه ذکر خفی سری باشد برآن آهوے بیجان زد یعنی عالم
غیب هویت که عالم ذات است الفت گرفت کمندے می بایست
تا صید را بفتراک بندیم یعنی ضرور شد که فکر کنیم تا این شکار از دست
نه رود و با سر روح مکاشفه ذات وصفات حق پیوسته ومحکم بسته باشد چرا
که شیطان در کمین است حضرت موسیٰ علیه السلام گفت که مَآ اَنْسٰنِیْهُ
اِلَّا الشَّیْطٰنُ یعنی مراد ر فراموشی نینداخت مگر شیطان هرگاه که آن ملعون
دل موسیٰ علیه السلام راکه پیغمبر خدا بود در فراموشی انداخته بدیگرے چه رسد نعوذ هارون؎
بالله منه ۔ چهار کمند دیدیم یعنی کمند عزلت وکمند خلوت وکمند الفت و
کمند وحدت ۔ اما عزلت گوشه گیری وکم اختلاطی با خلایق است وخلوت تنها
دریا حق بودن است که هیچ کس راپیش خود وهیچ خطره در دل خود راه ندادن
است ۔ والفت در دام محبت محبوب گرفتار شدن است ووحدت با
محبوب یکے شدن واز خود کلی برآمدن است سه پاره پاره بودند یعنی کمند
عزلت وخلوت والفت چراکه عزلت وخلوت یقین که بے الفت ومحبت حق پاره پاره
اند والفت نیز تا بمرتبه وحدت با محبوب نرسد ناقص است زیراکه شان عشق و
معراج آن اینست که دوراکیے سازد واز دوئی فیما بین اثرے نگذارد
ویکے هردو کرانه ومیانه نداشت در فرس قدیم کناره راکرانه گویند
یعنی کمند وحدت که عالم یکتای ذات است یقین که کرانه ومیانه ندارد و

؎ این قول حضرت هارون است علیه السلام ۔ در هر دو نسخهاے منقول عنها از سهو کتابت لفظ "موسی" نوشته شده است

از جہات ستہ وابعاد ثلثہ مبرا است۔ صید را آن کمند بیکرانہ و بیمیانہ بربستیم یعنی برخود لازم گرفتیم۔ خانہ می بایست کہ مقام گنیم وصید را پختہ سازیم یعنی روح را بآن ضرور ہست ہرچند کہ قدسی باشد تا دران صید پختہ شود از قوت روح قوت قلب حاصل آید چہار خانہ دیدیم یعنی عناصر اربعہ کہ خاک وباد وآب وآتش است سہ درہم افتادہ بودند خاک وآب وآتش چراکہ خاک منہدم میگردد وآب خشک میشود وآتش می میرد ویکے سقف و دیوار نداشت آن باد است یعنی ہوا کہ سقف و دیوار ندارد و مجسم نیست وسبک روح است۔ درآن خانہ بے سقف وبے دیوار درآمدیم یعنی درخانۂ عشق حق کہ مقام لطافت است و فی الواقع درخانہ محبت الہی جسمانیت نیست وہوائے آن خانہ لطافت سبکروح است۔ دیگے دیدیم یعنی دیگ عشق کہ ہمیشہ درجوش است برطاق بلند نہادہ یعنی برطاق سعادت کہ آن طاق کمشکوٰۃ فِيهَا مِصْبَاحٌ است و در کلام مجید آمدہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ یعنی خدا نور آسمان وزمین است وتمثیل نور او مثل طاقچہ است کہ درآن چراغ است وآن چراغ درشیشہ است شفاف مثل ستارہ درخشندہ و مالیدہ شدہ است از شجرۂ مبارک۔ ارباب عرفان ومحققان گفتہ اند کہ روح مومن طاقچہ است ونور روح محمدی شیشہ است بران طاق ونور وجہ اللہ چراغ است دران شیشہ کہ بہیچ وجہ وحیلہ دست بآن دیگ نمیرسد چہار گز زیر پایے کند یدیم یعنی چہار گونہ فنا بدست آوردیم۔ اول فنائے استیصال

نفس امارہ و پاک شدن از اخلاق ذمیمہ نفسانی و شیطانی کہ آنرا تزکیہ نفس فرمایند۔ دوم فنائے فانی شدن در تصور مرشد کامل کہ آنرا فنا فی الشیخ گویند سوم فنائے فانی شدن در تصور حقیقت محمدی کہ زبدہ حقیقت انسانیت کہ آنرا فنا فی الرسول گویند۔ چہارم فنائے فانی شدن در مکاشفۂ انوار ذات وصفات وقدم بر راہ موتو اقبل ان تموتوا گذاشتن کہ آنرا فنا فی اللہ دانند۔ پس ہرگاہ کہ باین چہار گونہ فنا فانی شدیم تا دست بآن دیگ رسید چرا کہ بے فنائے خود دست بنعمت عشق حقیقی نمیرسد۔ چون شکار پختہ شد یعنی ضابطہ بکمال رسید شخصے از بالائے خانہ بیرون آمد یعنی ابلیس ملعون۔ بالائے خانہ برائے آن فرمودہ کہ ابلیس از آتش است چنانچہ خود گفت خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَارٍ و آتش سرکش است میل بہ بالا میکند پس ابلیس از بالا سر برآورد و گفت کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض دارم قولہ تعالی وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَہُ اللّٰہُ۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّہُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّہُمْ وَلَاٰمُرَنَّہُمْ یعنی اشقیا دعوت نمیکنند مگر شیطان مردود را و لعنت نمودہ خدا او را و شیطان در جناب الہی گفت کہ ہر آئینہ میگیرم از بندگان تو نصیب فرض کردہ شدہ یعنی گمراہ میکنم آنہا را در امانی یعنی در آرزوہائے دور و دراز می اندازم و امر میکنم آنہا را بسوئے اعمال خبیثہ و شنیعہ افعال بنابران شیطان خواست کہ خللے اندازد۔ برادر کامل مکمل یعنی روح انسانی قدسی بچندین کمالات رسیدہ در کمین نشستہ بود یعنی از مکر آن ابلیس پر تلبیس غافل نبود۔ استخوان شکار از ان دیگ برآوردہ بر تارک سروے

از و مراد از استخوان شرک خفی است که هر چند آدمی مومن و صالح باشد تا بمقام وحدت نرسیده است از اثنینیت که دوی است یعنی وہم خودی بر بنیاد مه شرک خفی دارد و روح قدسی پاک خازن نقد وحدت است آن استخوان شرک خفی را از دیگ عشق بر آورده بر سر آن سگ زد- **درخت زردآلو از پاشنه پاے وے بیرون آمد** یعنی شجرہ خبیثه که درخت حب دنیا است و در دلہاے مردم ریشه دوانیده از قدم نا مبارک ابلیس پیدا شد قوله تعالی اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ یعنی بدرستیکه شجرۂ خبیثه درختے است بر آمده در قعر دوزخ یعنی درک الاسفل وطلعت آن مثل سرہاے شیاطین است **بر سر آن درخت رفتیم** یعنی نزدیک آن درخت زردآلو رفتیم و بچشم عبرت تماشا بین آن شدیم که ثمرہ اش زرد روی دارین است **خربزه کاشته بودند** مقصود از خربزه اہل دنیا است که براے لذات جسمانی بر یکدیگر می افتند **و بفلاخن آب میدادند** مراد از فلاخن رجوع و قبول مردم است یعنی اہل دنیا حب مال و جاه را برجوع و قبول خلق پرورش میکردند- **از ان درخت باذنجان فرود آوردیم** یعنی با دغ غرور را که نشان روسیاہی است از ان بزیر انداختیم **و قلیه زردک ساختیم** یعنی قلیه زردک که طلاے زرد است پختیم و با اہل دنیا گذاشتیم که این روسیاہی دارین زرد روی ایشان بود- **چندان بخوردند** یعنی آن قدر از روے حرص در ان لقمه تصرف کردند که اما سید ند سپید اشتند که **فربه شدند** فربہی تن پروران در نظر ارباب بصیرت آماس است که آنہا اشتباه بفربہی کرده اند **از خانه بیرون نتوانستند رفت** یعنی

از خانہ دنیا چرا کہ گذرگاہ عافیت تنگ است اہل تجرید و تفرید ازین گذرگاہ
تنگ میتوانند گذشت کہ فربہان مال حرام کہ آلودہ بہ علایق جسمانی انداز
خانہ دنیا برآمدن نتوانستند۔ در آنجا در نجاست ماندند یعنی در نجاست
دنیا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرمایند الدنیا جیفۃ
وطالبہا کلاب یعنی دنیا مردار است وطالبان آن مردار سگانند
وما بہ آسانی از کید آن بیرون آمدیم یعنی بہ امداد فیض قدسی از دست
خطرات شیطانی رہا شدیم و مکر شیطان با ما کار نتوانست کرد قولہ تعالی اِنَّ کَیْدَ
الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا و بر در خانہ بخفتیم دروازۂ برآمدن از خانۂ دنیا و داخل
شدن در خانۂ عقبی قبر است کہ آنرا اول منزل گویند یعنی از خانۂ دنیا نقل کردہ
در گور کہ دروازہ است خوابیدیم و نہ گفت کہ مردیم چرا کہ دوستان خدا موت
اختیاری بدست آوردہ از فنا فی اللہ بمرتبۂ بقا باللہ رسیدہ اند و ہمیشہ زندہ اند نمیر
و رفتن انہا از دنیا انتقال کردن است از یک خانہ بخانۂ دیگر چنانچہ رسول مقبول علیہ
السلام فرمودہ است ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار و پروردگار
عالمیان نیز اشارہ فرمودہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی مگوئید شما
دران کسانیکہ خود را در راہ خدا کشتہ اند مردگان یعنی آنہا را مردہ نگوئید
بلکہ زندہ اند لیکن شما شعور ندارید کہ این معنی را دریابید پس میفرماید کہ
بر در خانہ بخفتیم و بہ سفر روان شدیم یعنی سفر عقبی کہ سفر از فنا فی اللہ
بسوے بقا باللہ است۔ باید دانست کہ ارباب عرفان فرمودہ اند
السفر سفران سفر الی اللہ و سفر فی اللہ یعنی سفر دو قسم
است سفر بسوے خدا و سفر در خدا تا اینجا کہ بیان شد ما چنین و چنان

کردیم اول سفر الی اللہ بود دوم سفر فی اللہ یعنی سفر در خدا آن سفر اول بتمام باخر آمد و این سفر دوم فی اللہ ہمیشہ برقرار ماند۔ ارباب حقیقت و والوالالباب معرفت سراین خیالات باز نمایند یعنی اہل سلوک باطنی بتعرف و شناسائی ازین راز تمثیلہا بکشایند و ادا نمایند۔ الحمد للہ کہ بر سوال خدا پوشیدہ نماند کہ انچہ منکشف شدہ بود در خدمت اولی الالباب عرض نمود اگر کسے این شرح را پسند نفرماید ما آزردہ نمیشویم بہتر ازین تقریر نمایند والسلام والاکرام۔

تمت

شرح برہان العاشقین

از

مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد حضرت اله و درود بر پیغامبر والاجاه و بر آل و اصحاب دین پناه بندهٔ مسکین محمد رفیع الدین بن شیخ الاسلام زبدة العرفا بالله سیدی و سندی ولی الله ابن الشیخ العظیم مولانا عبد الرحیم اسکنهما الله فی اعلی علیین والحقه بسلفه الصالحین وا مینماید که بعضے از یاران حل سمرے[1] از اسمار حضرت غریب نواز[2] محمد گیسو دراز قدس الله سره درخواستند انچه حاضر الوقت شد بترقیم می آید۔

---

[1] این معما که موسوم به برہان العاشقین است مضمون متقلے است که حضرت سید محمد گیسو دراز علیه الرحمه تحریر فرموده اند و این را با کتاب اسمار الاسرار که یکے از تصانیف اوشان است ہیچ تعلقے نیست۔ آن بزرگ را که این معما را پیش مولانا محمد رفیع الدین قدس سره آورند غالبا سامحت شد که این را سمرے از کتاب اسمار الاسرار انگاشتند۔ ع ح۔

[2] "غریب نواز" عموماً حضرت خواجه خواجگان معین الدین چشتی را میگویند و حضرت سید محمد گیسو دراز بلقب "بنده نواز" مشهور اند۔ ع ح

قال العارف المحقق رفع الله قدره باسمه سبحانه الحمد لله رب
العلمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله اجمعین
قوله تعالی ۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
بدانکه ما چهار برادر بودیم یعنی کون وفساد چهار عنصر بودند از نه دیهه
یعنی درجوف نه فلک سه جامه نداشتند یعنی نار وهوا وماسطح ملون که
از نفوذ نظر حائل باشد نداشتند بلکه شفاف اند ویک برهنه بود یعنی
ارض ورد بد چشم آشکار بود ۔ آن برادر برهنه درست زر در آستین
داشت یعنی زمین فراوان صور وهیئات عرضیه در استعداد داشت
ببازار رفتیم تا بجهت شکار تیر وکمان بخریم یعنی همه در عالم ترکیب
داخل شدند تا استعداد وهبی وکسبی بدست آرند وتحصیل کمالات عالم
تجرد نمایند قضا رسید هر چهار کشته شدیم یعنی بواسطه تاثیرات
فلکی وروحانی از کواکب وارباب الانواع صور بسایط مخفی ومضمحل گشت
بست وچهار زنده برخاستیم بعد از فعل وانفعال بست وچهار
قسم مزاج پیدا شدند هشت مزاج اعتدال وهشت مزاج غیر اعتدال وهشت
مزاج اختلال ۔ بیانش آنکه تکافوی حقیقی حرارت یا برودت ویبوست
یا رطوبت معاً محال است لاجرم مرکب را بجانبی انحراف خواهد بود اگر
بیک کیفیت بود چهار مزاج مفرد است واگر بدو کیفیت غیر متضاد بود چهار
مزاج مرکب است این هشت مزاج اگر با فعال جنسه مرکب ملایم است
مزاج اعتدال است واگر مخالف است مزاج غیر اعتدال است و
اگر منافی است مزاج اختلال است ۔ وچهار قسم ترکیب مراد باشد تصویرش
آنکه مساوات چند چند غیر مغلوب در مرکب مقتضی انحلال ترکیب است

بسبب تساوی میول وجز مغلوب قاصر بر اجتماع نتواند شد لاجرم یکے غالب خواہد بود پس شش ترکیب ثنائی دوازده محسوب شوند وچہار ترکیب ثلاثی نیز دوازده ویک ترکیب رباعی چہار ازین بست وہشت دو ثنائی آب و آتش ودو ثلاثی اینہا باہوا فاسد است کہ ہوا مغلوب است بسبب رقت قوام سہل الانحراف است وبسبب آن لطیف جوہر رنگ شریک غالب گرفتہ تدافع مغلوب میشود بست وچہار ترکیب باقی صالحہ باشند۔ آنگاہ چہار کمان دیدیم یعنی بعد از استقرار مزاج چہار درجہ کمال اول طبائع پیش آمد کہ ہر یکے برائے صدور آثار چون کمال است سہ ناقص بودند یعنی صورت معدنی ونباتی وحیوانی از وصول بعالم تجرد قاصر اند ویکے دوخانہ ودوگوشہ نداشت یعنی نفس ناطقہ کہ صورت انسانی است دوجز مادہ وصورت دوطرف امتداد نداشت کہ مجرد بذات بود۔

آن برا وزر دار برہنہ آن کمان بے خانہ وبیگوشہ بخرید یعنی بدن ارضی نفس ناطقہ را قبول کرد۔ تیرے می بایست یعنی نفس ناطقہ را برائے ایصال بامور خانہ چہ از ذات خود قوائے دراکہ می یابند چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند یعنی چہار قوت یافت یکے حس مشترک کہ دریابندہ صور جزئیہ است دوم وہم کہ دریابندہ معانی جزئیہ است سوم عقل کہ دریابندہ کلیات است این ہر سہ شکستہ پاے اند یانچہ نظیر ندارد ومنتزع از محسوسات نیست نمی تواند رسید ویکے پر وپیکان نداشت یعنی چہارم کہ نور ایمان از پریدن وزوال وخلیدن وشبہات در آن آئین است فان الیقین لا یحتمل النقیض حالاً ویالاً۔ آن تیر بے پر وپیکان خریدیم وبطلب صید در صحرا شدیم یعنی بہ شرف ایمان صحیح متشرف

گشته بتائید آن طالب کشف حقیقت گشتیم۔ وتحقیق این نکته آنست که هرنوع
علمی که بحصول صورت باشد خالی از کیفیت وطلبیت نیست راه بسوے
بے کیف واصل محض ندارد ووسیلۂ وصول بآنحضرت جز معرفت اجمالی
لحاظی صرف که ایمان بالغیب نام دارد نتواند بود۔ چهار آهو دیدیم
یعنی بطفیل دوام توجه بعالم اطلاق چهار حقیقت مشهود گشت سه مرده بودند
یعنی سه حقیقت که باصطلاح اہل تصوف ناسوت وملکوت وجبروت
وباصطلاح اہل اشراق برازخ ومثل وانوار وباصطلاح اہل حکمت طبیعت
ونفس وعقل باشند اعدام امکانی اند ودر قبضه غیر کالمیت فی ید الغسال
جان هریکے که مدبر وباطن اوست در وخارج است۔ جان ناسوت
ملکوت وجان ملکوت جبروت وجان جبروت لاهوت است ویکے
جان نداشت یعنی چهارم که حضرت لاهوت است مدبر باطن ندارد
بلکه خود قیوم همه وبطن الباطن است وبذات خود زنده وجان همه است
آن برادر زر دار برهنه کمان کش تیر انداز از آن کمان
بیجانه وبیگوشه وآن تیرے بے پر وبیکان بر آن آهوے
بیجان زد یعنی آن شخص ارضی انسانی صادق الایمان ذات مقدسه
راهدف همت ساخته وآلات ومعدات فطری وکسبی فراهم آورده و
کشش وکوشش علمی وعملی نموده وطے مراحل واروات کرده از علم الیقین
بعین الیقین رسید وچون مجذوب سالک بود از راه اندراج النهایت د
یومن وراء الحجب آشناے حضرت لاهوت گردید۔ کمندے می
بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی معامله وعلاقه می بایست که
از عین الیقین بحق الیقین بر آید واز تعلق بتخلیق گراید چهار کمند دیدیم

سہ پارہ و یکے دو کرانہ و میانہ نداشت یعنی چہار معاملہ پیش آمد خوف
و طمع و محبت کہ ہر سہ آلودۂ غرض و قابل انقطاع بودند و چہارم فنا فی الوحدت
کہ محل طرفین و وسط ندارد صبید را بدان کمندبے کرانہ و بے
میانہ بر بستیم یعنی بواسطہ معاملہ چہارم اندرون جان را آشیانۂ ہمائے لاہوت
ساختیم و بطریق مطالعہ وحدت در کثرت جمال محبوب در خود دیدیم و از
حق الیقین بہرہ یافتیم۔ خانۂ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ
سازیم یعنی قانون و طریقہ می بایست کہ بواسطہ ملازمت بر آن از حق الیقین
بحقیقت الیقین و از تخلق بہ تحقیق عروج نمودہ شود و جمیع لطائف و طبقات
را برنگ معرفت منصبغ ساختہ و حجب وجود را فرق کردہ آید چہار خانہ
دیدم سہ درہم افتادہ یعنی چہار طریقہ یافتہ شد روش اہل شریعت
کہ مبنی بر تقیح عبادات و اصلاح معاملات و تہذیب اخلاق و تعمیر اوقات
بادراد است و روش اہل عزیمت کہ مبنی بر مراعات پرہیز و حساب
دعوات و خواندن اسما و موکلات است و روش اہل طریقت کہ مبنی
بر محافظت انفاس و جلسات و ذکر با ضربات و تصورات است و اہل
این ہر سہ باہم منازعت و مناقشت دارند و از خرق حجب وجود فرد
ماندہ اند و یکے سقف و دیوار نداشت دران خانہ بے
سقف و بے دیوار در آمدیم یعنی چہار راہ اہل حقیقت کہ مبنی بر دوام
شہود و تنزیہ معبود و نفی وجود و بذل موجود بطفیل جذبۂ ملک ودود است
این راہ از سقف تقلید و دیوار قیود و رسوم بر تر است خود را در تربیت
الٰہی کہ وَ وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰی اشارت باوست حوالہ نمودہ
این طریقہ را لازم گرفتیم و درین اشارتیات در اسما و صفات می نمودیم

دیگے دیدیم بر طاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بان نمی رسید یعنی
وصول تجلی ذات ورا، الورا کہ منبع اسما وصفات ومعدن ارزاق روحانی
وجسمانی است منظور افتاد کہ تمام قوائے بشری ازان قاصر بودند وبجز
غائیت انکسار ونفی آثار واعیان باںجناب راہ نبود کہ اقرب مایکون
العبد الی ربہ وھو ساجد رمزے ازآنست چہار گز مغاکے
زیر پائے کندیدیم یعنی چہار درجہ بطون فرو رفتیم وچہار طبقہ را از مالوفات
خود برکندیدیم وبدن را در ریاضت ونفس را در مجاہدہ وقلب را در مشاہدۂ
عظمت وروح را در شعاع احدیت بنوعے از تلاش محو ساختیم تا بعدم اصلی
لاحق گشتیم ومقام کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو الان کما
کان حاصل شد واگر خواہی بدن ونفس را یکے گیری وچہارم عین ثانیہ
شماری چنانچہ پیش علمائے محققین مسلم است کہ بادام نظر اربعین عین ثانیہ
وازاسمے کہ مبدائے یقین اوست بگذرد وخلع طوق استعداد جزئی نمودہ
تا شیون ذاتیہ نرسد بحقیقت تجلی ذات بدون آمیزش رنگ مرات
استعداد متجلی لہ واصل نشود دست بآن دیگ رسید یعنی تجلی حقیقی ذات
میسر گشت ودر مرات وحدت مشاہدۂ کثرت اسما وصفات الٰہی وتعینات
واعتبارات امکانی بحصول انجامید۔ بدانکہ مراد از نفس روح ہوائی است
واز قلب نفس ناطقہ واز روح وجودیکہ وقت میثاق بود واز عین امتیازے
کہ در عالم الٰہی بود واز شیون ذاتیہ اندراج واتحاد با ذات صرافت پیش از
تمیز علمی وعملی چون شکار ریختہ شد شخصے از بالائے خانہ فرود آمد
کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض من دارم یعنی چون عارف
منتہی شد ومظہر مجموع کمالات ومتحقق بجمیع شیون وصفات گشت وہر

شانے حظ خود از وے بگرفت شان اسم المضل کہ او ابلیس است ظہور کردہ مقالہ خود
کہ بتصدیق لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وضاحت من نیز حوالہ
کنید برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود یعنی فیض روح القدس
کہ مصداق وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ منہ باشد بہر محافظت بمقتضائے
فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا آخرین حال
بود استخوان آن شکار را از دیگ برآوردہ بر تار رگ سبروے
زد یعنی عقدۂ مالاینحل ذو ہینی کہ مقتضائے کثرت اسما است بنا برغیریت
موسوم نمودہ سردفتر حجاب ساختہ در نظر خلایق علم کرد چون استخوان تحلیل
نمیشود و عمود بدن است و این عقدہ نیز نمی کشاید و مدار انتظام نشاتین
است تعبیر بہ استخوان پر مطابق است۔ درخت سنجدے از پاشتہ
پاے او بیرون آمد یعنی اسفل طبیعیات وجود را کہ قدم شخص اکبر است
ومسمی است بہیولی اجسام ونمونۂ وحدت ذات است از نظر مختفی داشتہ
وکثرت صوری جواہر واعراض را کہ برصفحۂ او شگفتہ وشاخ وبرگ آوردہ اولاً
موجب تحیر ناظران نمودہ ہمگنان را بوضعے مست ومدہوش ساخت کہ از حقیقت
خود غافل بلکہ منکر گشتند چون درخت سنجد مسکر است تعبیر باو مناسب
افتادہ بر سر درخت زرد آلو رفتیم یعنی ثانیا بتقاضائے موافقت و
منافت طبع در طلب مرغوب وہرب از نامرغوب سرگردان شدند چون
رنگ زرد دل فریب است صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ
بہ زرد آلو تعبیر رفت خربزہ کاشتہ بودند یعنی ثانیاً گرفتار لذت وحلاوت
ومنہمک در لغو مست وفریب کہ ہمروز خربزہ حاصل است گشتند بفلاخن
آب می دادند یعنی تقاضائے نفس وہوا را با امانی وعقاید باطلہ پریشان

رجماً بالغیب پرورش می کردند۔ ازان درخت بازیچہ[علہ] خانہ فرود آمدیم
یعنی کاملان در باطن خود اندیشیدہ نیایش بحضرت عزت بردند کہ باز داشتن
مردمان از مشتہیات محال وصحبت با خلق وتالیف ایشان از برای ہدایت
بے زر و دولت دشوار بوسعت خلق ضرور وفتوح ظاہر منظور قلیہ زردک
ساختیم وبدنیا[علہ] گذشتیم یعنی فتوح ظاہر را فائدہ خلق عوام ساختند وبیشتر لذات
را مباح داشتند چون رنگ زر زرد است بزردک مناسبت دارد۔ چندان
خوردند کہ آماس شدند وپنداشتند کہ فربہ شدیم یعنی طالبان دنیا
بحرص تمام تمتع گرفتند وگمان بردند کہ بہ سعادت رسیدند از خانہ بیرون
نتوانستند رفت در نجاست خود ماندند یعنی محبت دنیاوی وتیرگی
باطن وآلودگی شہوات واخلاق ذمیمہ وعقائد سخیفہ در دل ایشان قرار
گرفت تا کہ زہد وطاعت بر ایشان سخت دشوار وموت بغایت ناسازگار
وخونخوار گشت ودلہائے ایشان باین پلیدی پابند ماند ودرین زندان
گرفتار ومابآسانی از کید خانہ بیرون شدیم یعنی مثل ما جمعے کہ توفیق
رفیق وطوق جذبۂ الٰہی زیور گردن ایشان بود بآسانی از غرور دنیا وفریب
آن برستند وبرجستند واز مکر الٰہی وَ أُمْلِیْ لَهُمْ إِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ
وبتسویل زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ نجات یافتند وبدستاویز فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى در آویختند وبپیوستند وبمقر فِیْ مَقْعَدِ
صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ جا گرفتند وبمقصد اقصی رسیدند۔ ارباب
تعرف برین حالات بازنمانند یعنی اہل معرفت باین حکمت گرفتار

علہ در شرح ہائے دیگر لفظ "بازیچہ خانہ فرود آمدیم" است۔ ع،ع

علہ در شرح دیگر لفظ "اہل دنیا" است۔ ع،ع

می شوند کہ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ودرین فقرہ اشارت کہ وسیلۂ نجات از مہلکہ بہتر از علم حقیقت وصحبت اہل آن ہست۔

این است انچہ اندیشۂ این شرمسار بآن رسیدہ تا مراد مصنف چہ باشد واللہ اعلم۔ مخفی نماند کہ نام این رسالہ برہان العاشقین بنظر آمدہ چون مشتمل است بر سرگزشت طالب از مرتبہ جمادیہ تا بلوغ باعلی مرتبہ کمال لہذا التسمیہ باین بجا است۔ والحمد اللہ الذی عندہ علم الخفیات ومن جودہ نیل الطلبات۔ والصلوۃ والسلام علی محمد صاحب الایات المحکمات والمتشابہات وعلی الہ وصحبہ انجم الهدایات۔ ونسئل اللہ العفو والهدایت فی جمیع الحالات۔ تالیف شد بتاریخ سیزدہم شہر جمادی الثانی ۱۳۲۰ھ

تمام شد

شرح برہان العاشقین

ازفاضل بے عدیل شاعر بے بدیل علامہ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی المتخلص بہ اخگر اطال اللہ عمرہ وادام فیوضہ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر و تمم بالخیر

الحمد للہ الذی ہو ہو ہو لا الہ الا ہو۔ وہو الغفور الودود۔ ذو العرش المجید۔ فعال لما یرید جل جلالہ و عم نوالہ۔ والصلوٰۃ علی من کان وجودہ باعثاً لکل موجود و شاہداً لکل مشہود محمد مصطفیٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ۔ معنی طٰہٰ و یٰس۔ مصدر اسرار رب العالمین علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المنتجبین المقربین اما بعد میگوید این ہرزہ گرد بیدا ے تصور و فیحا ے تفکر در ترا کم گمنامی مستتر مرزا قاسم علی بیگ اخگر کہ خوشہ چین خرمن اہل یقین و فیضیاب نظر اصحاب راسخین است درینولا رسالۂ شکار نامہ مصنفہ حضرت

ولی کامل محقق صوفی صافی مدقق قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسودراز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز بنظر درآمد واین تمام رسالہ مملوست باستعارات دقیقہ وکنایات عمیقہ واشارات انیقہ وعبارات رشیقہ کہ جودت ذہن ہر منتہی چون مبتدی بتدقیق معانی اونارساست وتجسسات فکریہ تحقیق مطالب او بیدست وپاست۔ اگرچہ بعضے از صاحبان طبع سلیم ومستعدان عقل مستقیم در شرح آن کوشیدہ اند چنانکہ کوشیدہ اند اما جرعۂ از جام حقیقت آن نوشیدہ اند۔ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ درین رسالہ تمثیل حقیقت احدیہ وجود واجب الوجود را بطریق تنزلات تا بمرتبہ شہود بصور تماشاے بوقلمون بطور چیستان بیان فرمودہ ؎

زدریا موج گوناگون برآمد زبیچونی برنگ چون برآمد
گہے درکسوت لیلی فروشد گہے بصورت مجنون برآمد

ودر آخر رسالہ نوشتہ کہ "ارباب حقیقت واولوالالباب معرفت سراین خیالات بازنمایند"۔

بدانکہ وجود من حیث ہو ہو اعم است از ذہنی وخارجی وخاص وعام ومطلق ومقید بلکہ این مجموع مراتب وجودست اما بشرط ان لایکون معہ شئی مرتبۂ احدیت است ومقام جمع الجمع وبشرط جمیع کمالات کہ لازمہ اوست واحدیت درمقام جمع است واز مرتبۂ لابشرط لاشئی مرتبۂ ہویت است کہ تجلی کردہ درمرایاے عالم تفصیلاً ودرآئینہ جامعۂ انسانیہ اجمالاً

شعر

لَقَدْ صَارَ قَلْبِی قَابِلاً کُلَّ صُوْرَۃٍ فَمَرْعیٰ لِغِزْلَانٍ وَدَیْرٌ لِرُھْبَانٖ

وہمراہی از اسماے الہیہ او از صور قیبت معنویہ درعلم کہ حکما آنرا ماہیت خوانند

معروفین ثابت گویند بدانکه اثبت اسما در ارواح و اثبات حروف در الفاظ و اثبات الفاظ در ارواح و اثبات ارواح در قلوب و اثبات قلوب نزد مقلب القلوب است

شعر

إِذَا كَانَ ذَا نَهْمُ يشَاهِدُ مَا قُلْنَا   وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَهْمُ فَيَاخُذُ عَنَّا

بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خواجہ میفرماید الحمد للہ رب العالمین الحمد هو الوصف بالجمیل الاختیاری سواد کان مقابلتہ النعمتہ ام لا و المدح هو الوصف بالجمیل اختیاریاً کان او غیرہ وکلیهما الثناء باللسان و بینهما عموم و خصوص مطلقاً۔ و نزد عارفان حمد الٰہی بر سہ گونہ است قولی۔ فعلی۔ حالی۔ اما۔ حمد قولی گفتن ثنا است بزبان حق را یاد کردن بصفات کمالیہ آن چنانکہ در کتاب کریم نازل شدہ و حمد فعلی ازتکابست بہ اعمال بدنیہ از عبادات و طاعات و خیرات خالصاً للہ تعالیٰ و ہر عضوے را بہر حالے واجبست کہ مطابق احوال خود حمد بگوید یعنے الحمد للہ علی کل حال۔ و حمد حالی آنست کہ بحسب روح و قلب متصف شود بکمالات علمیہ و عملیہ تخلق باخلاق الٰہیہ کند و گفتہ اند کہ حمد حالی حق تجلی ذات اوست در ذات او و آن ظهور نور ازلیست فهو الحامد و المحمود جمعاً و تفصیلاً للہ یعنے حمد مخصوص بہ ذات اللہ است کہ بہ ازاے او نعمت باشد یا نباشد و اللہ اسم ذاتست مستجمع جمیع صفات کمالیہ و سایر اسما بطرف او مضاف میشوند ازین جہت جلالت و علوی مرتبت و عظمت اولی ہر ست۔ و این اسم را شرفیست زاید بر ہمہ اسما زیرا کہ چون الف از اللہ حذف کنند (للہ) باقی میماند کہ للہ ما فی السمٰوٰت والارض۔ اگر لام اول را حذف کنند (لہ) می باند و آن نیز از جملہ صفات الٰہیہ است کہ لَہُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ و بحذف

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ یعنی صورہ بلقی می ماند کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ولا الٰہ الا ہو
مربّ آنسیت کہ باعتبار نسب ذات بموجودات ظہور تاثیر بر ایشان
میکند و نسب ذات باعیان ثابتہ منشا اسماء الہیہ است و نسب ذات
بہ اکوان خارجیہ منشا ربوبیت و بی اضافت ذات اسم خاص حق است
و در حضرت علمیہ ہر چہ ظاہر شود از اکوان صورت اسمے باشد از اسمائے
ربانی کہ حق تعالی آنصورت را بآن اسم تربیت میفرماید و اعیان ثابتہ
صور اسمای الہیہ اند و رب مربی مربوبات است یعنی موجودات خارجیہ
مرتبہ الوہیتہ فوق مرتبہ ربوبیت است و مرتبہ ذات وصفات و افعال
و ربوبیت مرتبہ اسما و صفات و افعال است عالمین جمع عالم است و
آن بحسب لغت ماخوذ است از علم بمعنی علامت و گفتہ اند کہ موجود ما سوی اللہ
عالم است و عقلا از تغیر عالم حدوث عالم و از حدوث عالم خالق را قدیم
دانستہ اند و عرفا در لوح وجود ہر فردے از افراد عالم خالق را قدیم پیدا شتہ
اند رباعی لراقمہ

چون نئے بہ ترانہائے گوناگونیم	در کالبد خاک ہمین ما چونیم
یک نغمہ را نداین گرا فونیم	نقشے کہ بلوح دل ما پر ساز است

والعاقبتہ للمتقین یعنی استفادہ عاقبت کہ آن واصل الی اللہ شدن است
مر متقین یعنی اولیاء اللہ را است کہ از غیر خدا در دل ایشان ہیچ و حزنی نیست
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ والصلوۃ والسلام
علی رسولہ وآلہ اجمعین معنی صلوۃ دعا و آمرزش و رحمت است یعنی از
بندہ ما خدا و از فرشتگان دعا و از خدا تعالی رحمت است و سلام دو معنی گردن
نہادن و فرمانبرداری کردن و رسول بمعنی فرستادہ شدہ از جانب حق کہ صاحب

کتاب جو بلفظہ بخلاف نبی کہ آن اعم است خواہ صاحب کتاب باشد یا نباشد و عرفا گفتہ اند کہ کمالات الٰہیہ بر دو قسم است قسم اول متعلق بذات احدیہ قسم ثانی متعلق باکوان و کمال اول عبارتست از کمال ذاتیہ و آن مرتبہ ولایت است کہ وجہے باحق دارد و کمال ثانی عبارتست از کمال اسمائیہ و آن نیز منقسم بدو قسم است اول نبوتست و آن وجہے بود با ملائکہ و قسم ثانی عبارت بوداز رسالت و آن وجہے بود با عالم بشر بطریق انزال کتاب و رسالت صورت نبوتست و نبوت صورت ولایت و گفتہ اند

الولایۃ اعلی من النبوۃ اذا اجتمعا فی شخص واحد یعنے ولایت

بہ نسبت راجح باشد ہرگاہ در شخص واحد این ہر دو جمع شوند یعنی ولایت آن نبی از نبوۃ آن نبی اعلیٰ باشد زیرا کہ نبوۃ متغیر و منقطع باشد۔ چنانکہ فرمودہ لا نبی بعدی و نفرمود ولی بعدی و نبوۃ متناہی گردد و ولایت نا متناہی است دیگر آنکہ نبوۃ علم ظاہر ست و ولایت معرفت باطن و معرفت باطن مشغولی بحق باشد و مشغولی بحق اعلیٰ باشد از علم ظاہر کہ اشتغال بخلق دارد و دیگر آنکہ اللہ تعالیٰ را ولی خواندہ نبی نگویند و ہو الولی الحمید قال الامام علیہ السلام الولایت

احاطت بکل شیء و اللہ من وراہم محیط۔ و بعضی از عرفا گفتہ اند کہ الرسالۃ وجہ النبوۃ و النبوۃ وجہ الولایۃ یعنی رسالت صورت نبوتست و نبوۃ صورت ولایت و جملہ انبیا مستفیض اند از حق بوسیلۂ باطن و باطن مقام ولایت است مطلق ولایت بدو قسم منقسم میشود عامہ و خاصہ اما ولایت عامہ مشتمل بود بر اہل ایمان بحسب مراتب کما قال اللہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا الخ و ولایت خاصہ مخصوص یا قایم مقام او باشد و بواسطۂ ایشان نصیب اولیاء اللہ است مخصوص از فنا در حق و بقا بحق و مراد از فنا فنائے بشریت است در وجہ

ربانیہ درا نوقت بندہ باتصاف صفات سید کل افعال الہیہ گردد کما قال اللہ تعالیٰ فی الحدیث القدسی لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتیٰ احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و لسانہ الذی یتکلم بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یسعیٰ بہا و حضرت امام جعفر صادق بحق ناطق علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمودہ ان للہ شرابا للاولیائہ اذا شربوا سکروا واذا سکروا طربوا واذا طربوا طابوا واذا طابوا ذابوا واذا ذابوا خلصوا واذا خلصوا وصلوا واذا وصلوا اتصلوا فلا فرق بینہم وبین حبیبہم و اول ولایت انتہائے سیر است در اللہ و خلق بحق بہ ازالہ تعین از مظاہر اغیار و خلاص از قیود و استتار و عبور از منازل و مقامات وحصول علم بر مراتب درجات بواسطہ حصول علم الیقین بلکہ بہ مشاہدہ بحسب عین الیقین تا آنکہ بحق الیقین برسد بعضے از عارفین گفتہ کہ مقام ولایت اکمل و اتم است از مقام رسالت زیرا کہ مقام ولایت نبی فی نفسہ اتم و اکمل باشد از مقام رسالت او بسبب شرف متعلق و دوام او و بجہت آنکہ ولایت حکم او متعلق است بہ اللہ جل شانہ آنرا در دنیا و آخرت دوام است و رسالت حکم او متعلق است باخلق و منقطع میگردد بانقطاع زمان تکلیف و ولی ماخوذ است از معنی قرب الی اللہ کہ آن از ولایت حاصل میشود کہ باطن نبوت است و ولی با قسام است یکی آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست اما او را خلق ولی نمیدانند بلکہ خود ہم خود را ولی نمی پندارد دوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست و خود ہم خود را ولی میداند اما خلق او را نمیدانند کہ ولیست سوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولی است و خود ہم خود را ولی میداند کہ ولیست و خلق نیز میدانند کہ ولیست

قولہ تعالیٰ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ حضرت قدس سرہ این رسالہ را بلفظ آیت مختص بہ ایت

آغاز فرمود تو بیان آنکہ حق تعالیٰ درین آیت اشارت کردہ است با مثال تا طالبان معنی ر ہن در آن فکر کنند و خوض نمایند کہ از امثال بر مثلات توانی رسیدن از تشبیہات بہ مشبہات توان پیوست۔ تفکر از باب تفعل است و مجرد این فکر ست بمعنی اندیشہ کردن و در اصطلاح منطق ترتیب مقدمات است بہ نہجے کہ قیاس صحیح قایم گردد و در اصطلاح صوفیان اندیشہ کردن در صفات و نعمای الہی و در عینیت و نسبت حق با خلق نہ در ذات جل جلال و حضرت رسول علیہ السلام فرمودہ لاتفکروا فی ذات اللہ وتفکروا فی صفات اللہ و نعمایہ و فکر در ذات اللہ تعالیٰ جائز نیست و سعدیؒ میگوید

چہ شبہا نشستم درین سیر گم   کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم
توان در بلاغت بہ سحبان رسید   نہ در کنہ بیچون سبحان رسید
درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار   کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

تفکر در آیات توجہ بصیرت است با دراک محتاجہ و در نہایات انتقال بود بمعرفت بہ تحقیق و از صورت بمعنی و از خلق بحق چنانچہ گفتہ اند تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین و فکر در صفات او تعالیٰ کردن اولی است بلکہ عین عبادت ست فکر کہ نیک یک نیک و فکر بر چند اقسام است یکی آنکہ سالک فکر کند کہ لطائف شریعت غرا و لطف بیضا از و فعلے صادر گشتہ باشد کہ موجب معصیت گردیدہ باشد دوم آنکہ سالک فکر کند در اداے حقوق حق تعالیٰ کہ احسانات او بیحد و لاتعد ولاتحصی است کہ او عاجز ست از احصاے آن

از دست و زبان کہ بر آید   کز عہدہ شکرش بدر آید

سوم آنکہ سالک فکر کند در صنایع و بدایع ملک و ملکوت کہ از مطالعہ آن استیلاء

عظمت وکبریائی حق بر دل سالک صدور کند وازان نتیجۂ (فاصلی) آیینه ...
بدانکه جلیس متفکر نفس است وجلیس ذاکر خود حق تعالی است بقوله فاذکرونی
اذکرکم۔ ذکر نتیجۂ معرفت ومحبت است ومقدمۂ وصول الی اللہ وفکر مقدمۂ
توبہ است فافہم ولاتغفل۔ بعد حمد وصلوۃ خواجہ میفرمایند ...

بدانکه ما چہار برادر بودیم مراد از (ما) ذات احدیت جمع است
واین عبارتست از ظہور ذات حق بطریق جامعیت زیراکه در مرتبۂ احدیت
من حیث الذات جمیع اسما وصفات متحد بالذات باشند واحدیت محض خالی
تعین اسما وصفات بود وگفته اند که تعین اول عبارتست از تعین اسم اللہ
من حیث الوجود العلمی وہر اسمی از حیثیت این مرتبه جامع بود جمیع اسما
وصفات واللہ عبارتست از ذات مستجمع جمیع صفات کمالیه یا احدیت
ذات من حیث الفردانیته بدووجه بود یکی غیب الذات که معنی وحقیقت
که در غیب الحق بود ودیگر مرتبه اسماے ذاتست که من حیث الوحدت
الحقیقة الاسمائیه بود واین مشاہدۂ اسمای ذات بود از مرتبۂ غیب ذات
مع قطع النظر عن التمیز والاختصاص۔ واسمای الہیه عبارتست از تعینات
ذات حق بوصف خاص علیم وحکیم وقدیم۔ ومعنی تعین آنست که با امتیاز
شیٔ از غیر پدید آید بحیثیتکه غیر در ومشارک نبود وشاید که تعین عین ذات بود
گفته اند که ہمه تعینات اعتباریه اند۔ چون تعین واجب الوجود وامتیاز او از
وجود بعد از مرتبۂ احدیته محضه احدیته جمع است لہذا گفت که ما بجمیع وجوہ و
صفاتہا چہار برادر بودیم از یک پدر که آن ہستی محض است وہر یک اوصاف را
حکمی واعتباریست اول واجب الوجود۔ دوم ممکن الوجود۔ سوم ممتنع الوجود۔
چہارم عارف الوجود۔ واجب الوجود آنکه ذات او مقتضی وجود او باشد وبعد

بقاے خود محتاج بغیر نبود ومعنی وجود کون وصیرورت است وعرفا گفتہ اند کہ وجوب
امکان وامتناع امور اعتباریہ اند یک وَ دُو وچہارم وجودے در خارج نیست
اما سوم کہ آن امتناع است او را ثبوتے نباشد اصلا در ذہن یا در خارج
وعرفا در معنی ممتنع الوجود چیزے بالاتر رفتہ اند کہ بیان آن آیندہ خواہم کرد۔
وجوب اقتضاے لذاتہ دارد وبی فیض وجود ہیچ شیٔ موجود نتوانند شدن و امکان
سابق بر وجود است زیرا کہ محوج بایجاد ست۔ واعیان ممکنہ منقسم اند بجوہریت
وعرضیت ومجموع اعیان جوہریت متبوعات اند واعیان عرضیت توابع۔
جواہر یا بسیط اند در عقل ودر خارج چون عقول ونفوس مجردہ یا بسیط اند در خارج
چون اجسام بسیط یا مرکب از اجسام بسیط چون مولدات ثلاثہ۔ وہر عینے از اعیان
جوہریہ وعرضیہ منقسم است باعیان اجناس عالیہ وسافلہ وہر واحدے نوعے از
انواع۔ وہر یکی ازین منقسم اصناف واشخاص است فافہم ومتکلمین گفتہ اند کہ
وجود واجب نفس حقیقت اوست زائد بر حقیقت نیست۔ اگر وجود زائد بر حقیقت
باشد عارض خواہد بود وجود من حیث ہو ہو مفتقر بغیر بود وممکن لذاتہ گردد واین
امر منافی وجوبست۔ ونیز گفتہ اند کہ وجوب وجود ہم زاید بر حقیقت نیست اگر
عارض باشد زاید لذاتہ خواہد بود پس معلول لذاتہ گردد کہ تا وجود علت یافتہ نشود
وجود معلول ہم محال باشد واین منافی وجوب بالذاتست وہمچنان تعین وجوب
نیز زائد بر ذات نیست عین حقیقت اوست وبعضے از متصوفین گفتہ اند کہ
واجب الوجود بمعنی لازم الوجود است کہ بواسطۂ وجود واجب وجود خاکی انسانست
کہ این وجود جسمانی بر وجود روح لازم است یعنے بغیر این وجود جسمانی روح را
از عالم غیب در عالم شہادت ظہورے نیست اگر این وجود جسمانی نبودے روح در عالم غیب
پنہان ماندے۔ واہل تحقیق کہ ارباب کشف وعرفانند چنین فرمودہ کہ وجود

من احدیتہ الکثرت سہ مرتبہ دارد اوّل نور حقیقی مطلق دوّم ظلمت سوّم ضیا۔
امّا رویت نور مطلق از ان او کہ مجرد است از نسب و اضافات متعذر ست
زیرا کہ طایر عقول و افہام بر پیرامن سرادقات جلال آن نتوان رسید لا تدرکہ
الابصار و ہو اللطیف الخبیر لیکن رویت آن نور در حالت تنزل در مظاہر و تعین
و در جہات مراتب نسب و اضافات ممکنست و محققین فرمودہ اند کہ نور
حقیقتے است اجلی کہ شعاع جوہریت او ہمہ عالم را فرا گرفتہ است و اللہ جل شانہ
بہ لمعات اسم نور در ہمہ عالم ظہور صفت ابداعیت وارد کہ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اشارتے بہ آنست۔ و متکلمین گفتہ اند کہ نور عبارتست از ظہور لون
فقط و نیز زعم کردہ اند کہ آن ظہور مطلق است کہ ضو باشد و مقابل او خفاے مطلق
است کہ آن ظلمت است و بین النور و الظلمۃ ظل است و ازین جہت است
کہ گفتہ اند مشاہدۃ الابرار بین التجلی و الاستتار زیرا کہ محض تجلی نور ہم دیدہ را خیرہ
کند و بینائی تاب رویت آن ندارد فتجلّٰی ربّہٗ للجبل فجعلہٗ دکّا وّ خرّ موسٰی صعقا
و محض استتاریت نیز امتناع مشاہدہ می نماید کہ جہرۃً نتوان دید کہ لن ترانی یا
موسٰی بسبب خفاے کہ ادراک در مراتب واعیانست و ہم در تحقیق کنت کنزاً مخفیا
مخفی بود کہ مرغ وہم و خیال بر اطراف ظلمت آباد حقیقت ذاتی او پر نمی تواند کشود
تلالاے جمال با کمال خود از دریچہ فاحببت ان اعرف بر مظاہر خلقت
الخلق بفگند بہ ظہور صفات کمالیہ خود در عالم شہود جلوہ فرمود۔ بدانکہ شئی را
ظہورے کہ از ذات خود باشد چنانچہ لمعان شمس و نار آنرا ضو گویند و اگر از جانب
غیر خود باشد نور است۔ گاہے از مضیٔ ملون تنہا انعکاس ضو بغیر خود می باشد
و گاہے ضو و لون ہر دو منعکس میشوند۔ و ضو کیفیتے است کمالیہ بذاتہا از حیثیکہ
آن شفاف است و گویند صحت کونیۂ شئی اگر توقف مرئیت او باعتبار غیر نباشد

آن ضو بود و الّا لون است۔ و شیخ الاشراقیین در حکمت الاشراق فرمودہ کہ
ہر شئی فی نفسہ نور باشد یا ظلمت و نور حقیقت بسیط است و ظلمت عدم نور است
و نور مجرد مشار الیہ نتواند شد البتہ نورے کہ عارض جسم در خارج باشد قابل
اشارہ حسی بود چون نور شمس و کواکب و نیز میفرماید کہ ہر شئی کہ آن نور لنفسہ
بود نور مجرد ست اگر نور غیر مجرد بود یعنے عارض باشد پس نور لنفسہ نخواہد بود۔
اگر نور عارض قایم بمجردات باشد یا باجسام نور لنفسہ نخواہد بود زیرا کہ وجود
او لغیرہ بود پس نور ہم لغیرہ باشد و نور مجرد محض نور لنفسہ بود بسبب قیام او
بذات خود قائل۔ دوم ظلمت کہ بمقابلہ نور است و آن بر سہ قسم است اول
ظلمت حقیقی کہ رویت او بہیچ وجہ ممکن نیست دوم ظلمت محسوس کہ آن بہ
مقابلہ نور صبح ہویدا است۔ و سوم ظلمت آنست کہ واسطۂ ادراک نور مطلق
میشود بسبب تنزل در عالم محسوس یا غیب یا شہادت و آن در مراتب
ظلمات امکان امتزاج و اتصال است با نور حقیقی کہ اخرج النور من
الظلمات مرتبہ سوم ضیا ست و جمعیت نور و ظلمت است و حقیقت
آن ممتزج گشتہ از طرفین و برزخیست میان وجود و عدم زیرا کہ نور صفت
وجود ست و ظلمت صفت عدم و ازین جہت است کہ اصل ممکن را بظلمت
وصف میکنند و آن مقدار نورانیت کہ ممکن را حاصل است بسبب وجود است
کہ بواسطۂ آن از کتم عدم ظہور کردہ است پس ظلمت وے از جہت عدمیت
اوست چنانکہ نورانیت او از جہت استفاضۂ نور وجود ست و ہر نقصی کہ
بہ ممکن ملحق میگردد بواسطۂ احکام عدمیت اوست فافہم۔ بدانکہ علوم حقیقی کہ در
مقابلۂ وجود مطلق است متحقق نیست الّا بواسطۂ عقل و ادراک و وجود محض
کہ نور مطلق است من حیث ہو ہو ممکن نیست الّا بواسطۂ تنزل و مرتبہ عدم

از روی تعقل مثال آئینہ ایست کہ قابل تجلیات انوار وجود ست و متعین از
طرفین ضیاست کہ حقیقت آن عالم مثال است و جمال نور مطلق درین عالم
ادراک مشاہدہ توان کرد زیراکہ عالم ارواح و وراے آن از ملکوت و
جبروت در غایت نورانیت است و عالم اجسام متصف بظلمت کدورت
و عالم مثال و ضیا برزخیت میان اجسام و ارواح مابین العالمین ہر یک
ازین رو عالم مناسبتے و مشابہتیت و ہر عینے از اعیان عالم اجسام و ارواح
بواسطۂ مناسبتیکہ با این عالم دارد بحسب قوت و ضعف درین عالم جولان میکند
و اسرار عالم قدس در مراتب وجودی مشاہدہ می نماید۔ ممکن الوجود آنکہ وجود و
عدم او ہر دو ضروری نباشند یعنے قایم بوجود خود نتوان بود گاہے ہست بود
و گاہے نیست۔ چون ہست باشد ہستی او قایم بوجود واجب الوجود بود و واجب
الوجود خود بذات خویش قایم بود لا تغیر فی ذاتہ ولا بصفاتہ چون نیست گردد
منہلک شود و روجود ذات حق و دیگر از و نشانی باقی نماند أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ
عَبَثًا وَ أَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ممکن الوجود وجود روحانیست
و این وجود روحانی درین جسم خاکی بصورت و شکل ہمین جسم خاکیست در وقت
خواب جدا میشود و چنانچہ گفتہ اند کہ الروح روحان روح الجاری و روح المقیم
روح الجاری ممکن الوجود ست و سوال أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ روز میثاق بر ہمین نافذ گشتہ
کہ در جواب آن بلی گفت و این روح بخود قایم نیست مگر بروح مقیم و روح مقیم
روح قدسی است و آن پرتو ذات خدا تعالی ست و از امر وے استقرار
یافتہ و بخود قیام دارد و قل الروح من امر ربی مراد از ہمین روح است چون
روح از عالم امرست و بغایت لطافت واقع شدہ و جسم بہ نہایت کثافت
است حکیم مطلق بقدرت کاملہ و مشیت مدبرہ لطافت را با کثافت چنان

پیوندے داد کہ روح را با جسم نسبتے پدید آمد و ربطی بہم رسید و این نسبت را بنام نفس یاد کرد و فرمود وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا و نفس را از جہت امکان وجود دو نسبت است از جہت لطافت نسبتے بعالم قدس دارد و از جہت کثافت نسبتے بعالم ناسوت و انقطاع کلی این نسبت از جسم موتست کہ کل نفس ذائقة الموت۔ و چون از جسم عنصری پیوند نسبت او بریدہ شود از عالم مثال بعالم قدس پیوند د و بسبب اکتساب فضائل و رذائل نفس را تعرج و مکث حاصل می باشد بدانکہ میان عالم ارواح و عالم اجسام عالمی دیگر ست کہ آن نمودار ہر دو عالم است و آنرا عالم مثال مطلق گویند و ہر فیضی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام میرسد بواسطۂ آن عالم میرسد زیرا کہ فیض روحانی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام فائض گردد مجرد ست از مناسبت و ارتباط بعالم اجسام چون بعالم مثال مطلق میرسد این عالم را کریم الطرفین می یابد بواسطہ مجاورت روح بعالم ارواح مشابہتے دارد و بباعث موانست جسم بعالم اجسام مناسبتے پیدا کردہ کلشے کہ قابل نکسے باشد اختیار کند باز بایفاے وعدہ خود اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ وطن اصلی و مقام معلوم خود بو فور جذبات اشتیاق رجوع نماید۔ و اہل تحقیق گفتہ اند کہ عالم مثال مطلق را دو وجہ است وجہے عام از روی ذات خود و وجہے خاص بمقیدات عالم خیال و ہر متخیلے از نوع انسانی وغیرہ در خیالات مقیدہ اکتساب علم ملکوتی و اقتباس انوار جبروتی بواسطہ این خیالات از عالم مثال میکند و بمدارج ضعف و قوت بر اقسام مشتملست چنانچہ پیغمبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام می فرماید الرویا ثلاث رویا من اللہ و رویا من الشیطان و رویا حدث المرء نفسہ پس بحسب قوت و اسرار ملکوتی در فیجاے عالم مثال منجلی میگردد و در حالت رکود حواس درآئینہ

خیال مقید مشاہد میشود و قوی ترین رقود که موجب اطلاع تام است از معانی مثال احدیہ توجہ سالک است بجانب مقصود خود و جمع ہمم از تصاریف احکام ہموم متفرقہ است تا شعور روحانی از پس پردہ حجاب طبع بر صور محسوسات از معانی مجردہ بطریق تمثیل یا تشبیہ یا احداث صورت مثالیہ مطلع گرداند بدآنکہ عالم خیال دو مرتبہ دارد یکی مقید کہ آن خواب است و دیگر مطلق کہ آنرا عالم مثال مطلق میگویند و مرتبۂ مقید مختص بہ انسان است انطباع معانی درین مرتبہ مطابق و غیر مطابق می باشد بحسب صحت تشکل و دماغ و اختلالش و اعتدال و انحراف مزاج و قوت و ضعف و قوت مصورہ۔ و خواب بمثل جدولیست جاری از نہرے بوجہے متصل و بوجہے منفصل و ہرچہ از عالم مثال است حقایق کلیہ است و صور مرتبۂ خیالیہ و مثالیہ در جدول خیال در آید تا برسد بہ نہر مثال و وصول روح بعالم اصلی کہ آن مثال مطلق است بواسطۂ عبور بر حضرت خیالیہ بود و روح از عالم خیال مقید متصل شود بعالم مثال مطلق و از ان عالم چون مراجعت نماید تعبیر خوشے می آرد و تعبیر نوریست تمام کہ بآن نور حقیقت صور متخیلہ کشف شود و تعبیر ہر واحدے از بینندگان معنی بود خاص چنانکہ لائق حال رائی و مرئی بود چنانچہ اگر زاہدے در خواب بیند کہ بانگ نماز میگوید تعبیرش آنکہ حج بگذارد یا مردم را براہ راست دعوت کند۔ اگر فاسقی این خواب بیند تعبیرش آنکہ او دزدی کند یا مردم را بطریق ضلال خواند۔ و اول وحی الہی بہ انبیا علیہم السلام رویاے صالحہ است و معنی وحی انزال معانی مجردہ است در قوالب حسیہ در حالت نوم یا بیقظہ و محول احوال در یقظہ ادراکات حسیہ است و در نوم حس مشترک و ہرچہ در بیداری دیدہ شود رویت است و آنچہ در خواب بیند رویاست اگرچہ متخیل نزد عوام تحققے ندارد مطلقا اما نزد

خواص اگرچہ در خارج وجودے نیست لیکن حیثیت تمثل در خیال و حس مشترک تحقق و وجودے دارد چون معلومات در علم و معقولات در عقل و آنکہ انبیا علیہم السلام در نوم بینند در عالم مثال مطلق ہر آئینہ مطابق واقع باشد ازین جہت حضرت ابراہیم علیہ السلام تعبیر نکردو با اسمٰعیل علیہ السلام فرمود اِنّیٓ اَریٰ فِی الْمَنَامِ اَنِّیٓ اَذْبَحُکَ فی نفس الامر آن ذبح عظیم کبش مقصود بود مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام آنچہ در خواب دیدہ بود بواسطہ خلت خلیلیہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام را ذبح فرمود و حق تعالیٰ فرمود یا ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤیا ای جعلت ما رایتہ فی منامک صادق اگرچہ خداوند جلشانہ خود تعبیر آن بکبش فرمود اینست معنی ذبح عظیم قائل بدانکہ اکثر از فقراے کاملین گفتہ اند کہ وجودات ممکنات مراتب متفاوتہ دارند بحسب تقدم و تاخر و کمال و نقصان و وجود ہر ماہیت عین آن ماہیت باشد بمعنی آنکہ موجود ہمان وجود ست و ماہیت متحد است باو بہ نحوے از اتحاد و جمیع موجودات ظلال اشراقات وجود واجب قائم بذاتہ ہستند و از براے ماہیات اصلا وجودے نیست و نہ تاثیرے و تاثرے درو ست بلکہ ماہیات اعتبارات کلیہ ہستند کہ آنہا را عقل اعتبار کند و وجودات باہنا متصف میشوند پس از براے ہر مرتبہ از وجودات نعوت کلیہ حدیہ یا رسمیہ بودہ است مسماۃ بماہیات و عوارض کہ رائحہ وجود باینہا نرسیدہ است و نہ تعلق جعل باینہا بودہ است۔

ممتنع الوجود۔ علماے صوفیہ گفتہ اند کہ حقیقت ممتنع الوجود آنست کہ ہیچ شئی را در جنب واجب الوجود ہیچ وجودے نیست و او منع کنندہ صور انشیاست از وجود و این وجود امتناع شریک باری میکند پس شریک باری ممتنع الوجود است و این در کتب کلامیہ مشہور است امّا در حقیقت ممتنع الوجود

آنست کہ در ازل الآزال بجز ذات بحت باری تعالیٰ ہیچ شئی را وجود نبود یعنے ممتنع بود کہ اطلاق وجود بر ذات مقدس مطلق او کہ در حجاب پردۂ کنتُ کنزاً مخفیاً پنہان بود وارد گردد و این ذاتیست کہ ما شمت رائحۃ الوجود مگر این امتناع حکم عدمے داشت کہ از شان او وجود بود و این وجود باقتضاے تجلی حبی ذاتی کہ اقدس است از شوایب کثرت اسمائیہ و نقائص حقایق امکانیہ بحکم اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ بجذب ارادت حبیہ پایہ بساط ظہور ازلیت نہاد فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ مظہر تجلیات خویش گردانید چون ذات او در مرتبہ امتناع وجود از ہمہ شوایب اطلاق و مقیاس نعوت و صفات بری بود در پردۂ لاتعین و غیب الغیب جلوہ گر بہا داشت ع اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰہ باطِلٌ ؛ بعد از ان از مکمن غیب الغیب تجلی ظہور خود بہ تنزلات مقدسہ و مظاہر مختلفہ انداخت شعر

لَقَدْ ظَهَرْتَ فَمَا تَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ ۔ اِلَّا عَلٰی اَكْمَهٍ لَا يَعْرِفُ الْقَمَرَا

در معاوی ایمعنی داغ چہ خوش گفتہ است ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو ۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ولہ

آئے بھی تو وہ منہ چھپا کے میرے آگے ۔ اس طرح سے آئے کہ نہ آئے میرے آگے

وسعدیؒ میفرماید

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی ۔ بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

عارف الوجود ۔ عرفا فرمودہ اند کہ عارف الوجود آنست کہ دانا باشد بوجود خود و باری تعالیٰ در مرتبۂ ظہور ذات بیچون و بیچگون خود من ذاتہ لذاتہ فی ذاتہ عارف وجود خود ست کہ اِنِّی اَنَا اللّٰہ یعنے انانیت او عین علم وجود اوست

اینجا علم و عالم و معلوم یکیست و بعضے از سالکان راہ حقیقت گفتہ اند کہ مراد از عارف الوجود مَن عَرَفَ نَفسَہ بودہ است کہ بشناسد کہ وجود خود چہ بودہ است وہستی خود را ظلال ہستی حق داند زیرا کہ ہمہ وجود است بوجود وہستی او موجود اند وقایم وہستی او بوجود خود قایم و دایم است چون عارف وجود مطلق خود را شناخت وجود مطلق حق را نیز ازین وجود می شناسد۔ پس شاہدے از پردۂ وجود بمشاہدہ آید کہ خود ناظر و خود منظور و خود شاہد و خود مشہود باشد و وجود مطلق سالک در وجود مطلق حق فنا و مستہلک گردد

تو در و گم شو وصال اینست و بس تو مباش اصلا کمال اینست و بس

عارف الوجود را بحصول وجود نورانی قابلیتے و صفتے حاصل گردد و جمال بے صورت بیند و کلام بی صوت بشنود بلکہ ہمہ عالم را حقیقت می نگرد کہ اوست واین گفتن راست نیاید کہ چون باشد و چگونہ باشد فافہم واجتہد۔

پس این چہار وجود کہ ما بیان کردیم با یکدیگر برادرانند و خاصیاتند و خصوصیات ایشان بہ تجلیات مختلفہ است۔ و واجب الوجود را اول تجلی ذاتیست و تجلی ذاتی وحدہا لذاتہا ست و آن حضرت احدیت است زیرا کہ ذات حق وجود است و وحدت وجود عین او و غیر حق بی وجود و وجود حق عدم مطلق بود پس وجود محتاج نباشد در احدیت خود بوحدۃ و تعین کہ ممتاز گردد از غیر و وحدت عین اوست و این وحدت منشا احدیت و واحدیت است و عین ذاتست من حیث ہی یعنی مطلق کہ شامل احدیتؔ و واحدیت است و احدیۃ بشرط ان لاشئی و واحدیت بشرط ان یکون معہ شئی باشد و حقایق در ذات احدیت چون شجر بود در نوات و بہ تجلی دوم کہ ما ہر گشتہ اعیان ممکنۂ ثابتہ است کہ شیون ذات اند و آن تعین اول است و صفت عالمیت و قابلیت با خود

دارد زیرا که اعیان معلومات اول اند ذاتیه و قابلهٔ تجلی شهودی و حق باین تجلی
تنزل فرموده از حضرت احدیت نسب اسمائیه و به تجلی سوم که ظهور وجود است
مسماة باسم النور و آن ظهور حق است بصور اسما و اکوان و اکوان صور اسمای
الهیه اند و آن ظهور نفس الرحمانست از نه ده مراد از نه ده اول امر است
دوم عقل سوم نفس چهارم هیولا پنجم طبیعت ششم جسم هفتم افلاک هشتم ارکان نهم
مولدات و شاید که مراد از نه ده اول هیولای اولیٰ ست و آن عالم اعلیٰ و
صورت اولیٰ و عنصر اول است که در افق عرش لا اله الا هو سبحانه تعالیٰ است
و استمداد نور و حکمت و فضایل ازو میکند دوم عقل که در افق هیولی اولیٰ ست
و استمداد نور و حکمت و فضایل ازو میکند سوم نفس که در افق عقل است و
استمداد نور و حکمت و فضایل ازو میکند چهارم طبیعت که عالم ملایکه است و در
افق نفس است و استمداد نور و حکمت و فضایل ازو میکند پنجم عنصر جرمی
و آن عنصر جسمانیست که استفاضه از طبیعت میکند ششم عالم جمادی هفتم عالم نباتی
هشتم عالم انسانی فتبارک الله احسن الخالقین - و شاید که مراد از نه ده اولی
عقول محضه است که انوار عقلیه قاهره اند دوم نفوس مفارقه که جواهر ماقلد و
انوار مدبره اند سوم نفوس منطبعهٔ افلاک چهارم صور نوعیهٔ سموات پنجم صور
کواکب ششم طبایع اربعه هفتم بسایط کلیات عناصر هشتم صورت جسمیه نهم از
هیولاے فلک الافلاک تا هیولاے عالم کون و فساد و شاید که مراد از نه
افلاک باشد مگر اول انسب است و بعد ازان دوم سه مرتبه بودند
یعنی واجب الوجود و عارف الوجود و ممتنع الوجود به احکام مراتب خود از تعین
کثرت در ضمن وحدت و برتر از کل با وصف به و نعت له و مراد از بیرنگی
تنزیه است - واجب در اول مرتبهٔ ذات خود من حیث هو هو یعنی لا بشرط

شئی منزہ بود از جمیع نسب و اشارات و بری از ہمہ نعوت و اسما و صفات
و ذات احدیہ او عین وجود نہ بشرط لا تعین و نہ بشرط تعین بلکہ من حیث ہو ہو
یعنی غیر مقید باطلاق و تقیید و تنزیہ نیز در آن مرتبہ غیر از تحدید وجود سے اثبات
چہ جائے آنکہ بہ تشبیہ تصور کنند کہ بقید تقیید درآید حضرت شیخ محی الدین
عربی رحمتہ اللہ علیہ می فرماید ؎

فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنزِیہِ کُنتَ مُحَدِّدًا   وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشبِیہِ کُنْتَ مُقَیِّدًا

بدانکہ جوہر ماہیتیست غیر وجود لا فی موضوع کہ وجود بآن جوہر ست و ممتاز
از غیر خود از موجودات و ہمچنین عرض نیز ماہیتیست موجود فی موضوع کہ اگر
در ذات موجود یافتہ شود وجود او زاید علی الذات باشد مگر ذات مطلق او
تعالی بریست از شوایب جوہریت و نقائص عرضیت زیرا کہ وجود محض است
حاضر بذاتہ لذاتہ بغیر تغیر در محتیت و صرفیت ذات از ہمہ اشارات و نسب
مبرا و از ہمہ نعوت و اسما و عبارات معرا ازین جاست کہ گفتہ اند الواجب
لَیْسَ بِجَوْہَرٍ وَعَرَضٍ ۔ عارف الوجود نیز مرتبۂ ذاتیست کہ منزہ است از ہمہ
ہستیہا سے احتیاجیہ و ہستی خود قایم و علمہ لذاتہ بذاتہ ؎

من خدایم من خدایم من غدا   محض علمم از ہمہ عالم جدا

ممتنع الوجود این مرتبۂ سلب وجود ست از غیر بمقابل واجب الوجود چنانچہ
عرفا گفتہ اند کہ در ازل الازال بجز ذات احدیہ مقدسہ ہیچ شئی را ایجابیت
وجود نبود ای لَاشَئیَ اِلَّا اللہُ وَلَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَئیٌ ؎

منم معدوم بی علت چو علت گشت موہوم   ازل فرزند من باشد ابد فرزندم

لراقمہ

انیت تو ماری ابدیت تو جاری   بہ بقاے خود تو باقی ہمہ عالمست فانی

و یکی جامہ نداشت و آن ممکن الوجود ست کہ جامۂ وجود خارجی ہنوز وی
بر نداشت و ممکن دو جہت دارد کہ نہ وجود اوضروری باشد و نہ عدم او ضروری
چنانچہ قبل ازین بہ تشریح آن پرداختم پس از جہت عدم ضرورت ہنوز
کسوۂ نپوشیدہ بود و آن برادر برہنہ قدرے زر در آستین
داشت فیہ نظر زیراکہ سہ برادر برہنہ بودند و رینجا ذکر یک برادر برہنہ
فرمود کہ زر در آستین داشت و دیگر برادران را فروگذاشت اغلب کہ
اینجا مراد از برادرے باشد کہ جامہ نداشت کہ آن ممکن الوجود ست
و جامہ نداشتن ہم حکم برہنگی دارد و زر در آستین داشتن کنایہ است کہ از کنت
کنت کنزاً مخفیاً زر حقیقت معرفت الہیہ بقدر ضرورت ذاتیہ وجودیہ خود
با خویش داشت و مراد با وجود جامہ نداشتن زر در آستین داشتن آنست
کہ وجود ممکن بقدر گنجایش آستین یعنے بقدر استعداد و قابلیت از وجود واجب
استفاضہ کردہ بود و در دیگر رسالہ است کہ درج زر در آستین داشت
مراد از ان حقیقت وجودیہ است کہ از واجب الوجود بہ ممکن الوجود رسیدہ
است بہ بازار رفتیم تا جہت شکار تیر و کمان بخریم بہ بازار او کثرت
وجودیہ رفتیم کہ آن دنیاست کہ الدنیا مزرعۃ الآخرہ ہرچہ درینجا بکاریم
ہمبرداریم ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو | از مکافات عمل غافل مشو
این جہان کوہست و فعل ما ندا | ہر ندا را باز آید صدا

درین بازار بجہت شکار غزلان معارف حقایق اسمائیہ وکونیہ الہیہ
تیر سعی کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ ست و کمان توجہ نفس تا رجوع الی با شیم
بخریم قضا رسید یعنے باقتضاے حکمت الہیہ و مشیت ازلیہ ہر چہار گشتیم

شدیم این ہر چہار وجود در وجود نشاء انسانی جذب گردیدند و انسان بفحوائے
انی جاعل فی الارض خلیفہ بمظاہریت گوناگون از مکمن آنجہان در ینجہان سر بر آورد
پس حقایق جمیع موجودات در علم و اعیان مظاہر حقیقتہ انسانیہ اند و حقیقتہ
انسانیہ مظہر اسم جامع و آہل اللہ ازین جہت کہ ظہور حقیقتہ انسانیہ در عالم
است عالم را انسان کبیر میخوانند و حقیقتہ انسانیہ را ظہور انست در عالم انسانی
اجمالاً و اول مظاہر انسانیہ صورت روحیہ مجردہ است مطابقہ با طبیعت
کلیہ و بصورت اعضائیہ مطابق است با اجسام عالم کبیر و این تنزلات
در مظاہر انسانیۂ مطابقہ حاصل آمدہ است میان نسخہ صغیر و کبیر اما عالم
انسان کبیرست بمعنی و صغیرست بصورت جمیع تجلیات ذاتیہ و اسمائیہ
و صفاتیہ و ر عالم انسان کبیر مضمر و متمکن است ولقد خلقنا الانسان فی احسن
تقویم در نہاد او تعبیہ است یعنی در تقویم وجود انسانی گنجینۂ اسما و صفات
بطورے ودیعت نہادہ کہ ہمہ ملائکہ سبوحین و قدوسین و مہیمنین مقر عدم
علم خود گردیدند و گفتند لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم و پس انسان
بواسطۂ این استحقاق مستحق خلافت حق گردید و آن امانتیکہ آسمان و زمین
و کوہسار از حمل آن ترسیدند انسان بر دوش مشقت خود بر داشت کہ ظلوم
و جہول بود یعنی ندانست کہ نتیجۂ عمل چہ خواہد بود دلست و چہار زندہ
بر خاستیم یعنی این چہار وجود کہ در حقیقت انسانیہ استتار داشتند و عین حقیقتہ
احدیہ بودند مشتمل بر غیب مطلق بصورت کثرت علمیہ از حیثیات و خصوصیات
خود ایسے و ریسے بر گرفتند و بصورت بست و چہار مظاہر پدید آمدند و ھی ہذہ

لاہوت	جبروت	ملکوت	ناسوت
عقل کل	نفس کل	عقل کلی	نفس کلی

روح اعظم   نفس نباتی   نفس حیوانی   نفس انسانی
قلب   روح   مستور
نفس اماره   نفس لوامه   نفس ملهمه   نفس مطمئنه
زمان   مکان   جهت   تعین

انگاه چهار کمان دیدیم سه شکسته بودند و یکی هر دو گوشه و هر دو خانه نداشت مراد از چهار کمان عالم اعیان خارجیه عالم ارواح عالم مثال عالم اشباح ۔ و مراد از شکسته بودن سه کمان یعنی عالم اعیان خارجیه عالم ارواح ۔ عالم مثال ۔ اول از حیثیت تعینیات عدمیه است و اعیان اعیان از وجود مطلق راجع است بعدم و نزد اهل الله مخلوق عدم است وَالوُجُودُ کُلّهُ لِلّٰه و عالم ارواح تعین جوهریست مجرد از عوارض اجسام و الوان و اشکال و عالم مثال عالم لطیفیست برزخ میان عالم مجردات و درین عالم همه اجسام مجرده اند از مواد مثل مجردات مگر ممتداند آنها مثل امتداد اجسام است مگر غیر وصل و فصل ۔ و عالم اشباح عالم شهادتست که آن عالم امکانست **و یکی هر دو گوشه شکسته بود** یعنی ممکن که نه وجود او ضروری بود نه عدم او **و هر دو خانه نداشت** یعنی سلب ضرورت یکے از طرفین که لازم او بود و عالم اشباح که از ممکنات است و عالم شهادتست و آن عرش و کرسی و فلک اطلس است که محدد جهاتست و این همه بسائط اند و طبیعت خامسه غیر طبائع عناصر دارند **و آن برا در برهنه زر دار** یعنی ممکن الوجود که از زر وجود از خزانهٔ واجب الوجود در آستین داشت **کمان بی گوشه و بی خانه را بخرید** که آن امکانست که سلب ضرورت یکے از طرفین در اوست پس این بی گوشه و بی خانه را از جانب سلب ضرورت عدم بخرید **تیرے می**

بایست یعنی استعداد تا بواسطۂ آن ترکا حقیقت کونیہ شود چہار تیر دیدم سہ شکستہ بودند ویکے پر و پیکان نداشت مراد از چہار تیر چہار عناصرست آن آتش وباد وآب وخاک است ازیک تا سہ پراگندہ بودند یعنی بخود جمعیتے وثباتے نداشتند ویکے کہ آن چہارم است پر و پیکان نداشت یعنے خاصیت متحرک بالارادہ بودن وموثریت در اجسام کونیہ نداشت تیرے بیکان خریدہ لطلب صید بصحرا شدم یعنے بحصول طبیعہ کلیہ در طلب حقیقتے کہ در عالم انسانیت بود بصحراے شہود آمدیم چہار آہو دیدم سہ مردہ بودند ویکی جان نداشت مراد از چہار آہو طبائع اربعہ است وتشبیہ آہو بطبائع ازانجہت است کہ ہنوز صفت گیرندگی بایکدیگر نداشتند بلکہ صفت فراریت در ذات ایشان تعبیہ بود ومراد از سہ مردہ بودن اینست کہ آتش وباد وآب ازجہت عدم مزاج وامتزاج بایکدگر مثل مردہ بودند یکے جان نداشت یعنے خاک بسبب عدم مزاج وامتزاج با ایشان متحرک نبود برادر برہنہ زر دار کمان کش تیر انداز ازان کمان بی گوشہ وبیخانہ تیرے پر و پیکان را بران آہوے بیجان زد یعنی ممکن الوجود کہ ازخزانہ واجب الوجود زر وجود در آستین داشت ازکمان بی گوشہ وبیخانہ تیری پر و پیکان کہ آن سلب ضرورت یکی از طرفین است برآن آہوے بیجان یعنے خاک کہ بسبب عدم مزاج وامتزاج با طبائع اربعہ غیر متحرک بود ازجانب عدم سلب ضرورت زد کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم مراد از کمند مزاج است تا صید طبیعت را کہ دیدخاک افتادہ بود بفتراک تمزیج باہمی بہ بندیم چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ بودند ویکے ہردو کرانہ ومیانہ نداشت مراد از چہار

کمان جسم مطلق۔ جسم نامی جسم حساس و متحرک بالارادہ۔ جسم ناطق۔ پس جسم طبیعیہ
ذاتیہ علحدہ علحدہ بودند یعنے جسم قابل ابعاد ثلاثہ و جسم حساس و متحرک بالارادہ
مصدر احساسات و تحریکات ارادیہ حیوانیہ وہر یکے خاصیتی و حکمی جداگانہ ذات
بحیثیت جمادیت حجر و بحیثیت نباتیت شجر و بحیثیت حیوانیت بالارادہ مشہور
آن یکی کہ ہر دو کرانہ و میانہ نداشت جسم ناطق است کہ با وجود جسمیت و نامیت
و حساسیت و متحرک بالارادہ بودن دریابندہ معقولاتست و آن روح انسانیت
کہ مظہر حقیقتہ امریۂ الہیہ است و بصورت روحیہ مجردہ مطابق با طبیعت کلیہ و بصورت
اعضائیہ مطابق با اجسام بسیطہ است و مراد از ہر دو کرانہ و میانہ ندانستن آنست
کہ روح نہ داخل جسم است و نہ خارج و نہ حال در میان محل چون روح از
عالم امرست از قید جسم و جسمانی بودن بالکلی مبراست و مجرد از ہمہ ادناس
قیود و معاف از عقود ست و ہیچ بندے از آلایش اجسام پاے آزادی او
رابستہ نتوان کرد و نہ نظر خیال در لوح وہم صورت ذاتی اورا بہ نقش وجود
صورتے منقش توان نمود ے

هَبَطَتْ إِلَيْكَ مِنَ الْمَحَلِّ الْأَرْفَعِ وَرْقَاءُ ذَاتُ تَعَزُّزٍ وَتَمَنُّعِ
مَحْجُوبَةٌ عَنْ كُلِّ مُقْلَةِ عَارِفٍ وَهِيَ الَّتِي سَفَرَتْ وَلَمْ تَتَبَرْقَعِ

و روح را از عالم امر با جسم نسبتے کہ ہست آن را نفس گویند خواہ نباتی باشد یا حیوانی
یا انسانی و انقطاع این نسبت موت است و مراد از کل نفس ذائقۃ الموت
ہمین انقطاع نسبت است و باری تعالیٰ بہ نفس انسانی قسم یاد کردہ است
و نفس و ما سوّٰیہا فالہمہا فجورہا و تقوٰیہا بدانکہ عرفاے محققین گفتہ اند کہ بر تسخے کہ
روح را بعد از مفارقت بدن از نشاء دنیاویہ در آنجا قیام خواہد بود غیر
ازین برزخست کہ درمیان ارواح مجردہ و اجسام است زیرا کہ مراتب

تنزلات وجود معارج او و نسبت دارند یکے مرتبہ کہ پیش از نشاء دنیا دیدہ بود
و دیگر مرتبہ کہ بعد ازان باشد از مراتب معارج وآن مرتبہ عروج است وصوری
کہ لاحق ارواح شود در برزخ دیگر صور اعمال ونتیجہ افعال سابقہ است در نشاء
دنیا وبہ بخلاف صور برزخ اول ہرآئینہ از جمیع وجوہ ہردو یکے نباشند البتہ شریکاند
کہ ہردو عالم روحانی وجوہر نورانی غیر مادی اند مشتمل بر مثال صور عالم وبرزخ اول
راغیب امکانی وثانی غیب مجالی گویند فافہم وعالم مثال عالمیست روحانی از
جوہر نورانی شبیہ بجوہر جسمانی از انروکہ محسوس است وشبیہ است بجوہر مجرد عقلی ازان
وجہ کہ نورانیست پس این عالم نہ جوہر عقلی مجردست ونہ جسم مرکب مادی بلکہ برزخ
است وحد فاصل میان این ہردو برزخ کہ میان دو شئ بود باتصیبہ از طرفین و
شبیہے بجہتین ومشتملست بر صور عالم جسمانی ومثال صوری کہ در حضرت علمیہ الہیہ اند صور
اعیان وحقایق است وعالم مثال راخیال منفصل نیز گفتہ اند زیراکہ غیر مادیست
وہر معنیٔ از معانی وروحے از ارواح اورا مثالیہ مطابقہ است بکمالات او فافہم

صید راآن کمند بی کرانہ وبی میانہ بربستیم یعنے نفس ناطقۂ انسانی را
برکمند جسمانیت بربستیم کہ بے کرانہ وبی میانہ یعنے نہ داخل جسم بود ونہ خارج جسم خانۂ

می بایست کہ مقام کنیم وصید راپختہ سازیم وآن ضرورت خانہ
تن است کہ بغیر قیام اینجا صید روح راپختہ نمیتوان کرد یعنی مکمل نفس انسانی را
راست این خانہ می بایست کہ روح بغیر جسم دریخا ہیچ کار نمیتوان کرد کہ حصول
سعادت حاصل این مزرعۂ فیض اکتساب است ؎

ازرباطتن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست زادرلہے برنمیداری ازین منزل چرا

چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ ویکے سقف ودیوار نداشت
مراد از چہار خانہ چہار عناصرست وسہ درہم افتادہ یعنے آتش وباد وآب درہم

افتادہ بودند و یکی کہ سقف و دیوار نداشت مراد ازین عنصر خاکست در این خانہ سقفیکہ مانع آثار علویہ باشد نداشت و دیوار یکہ استقرار خاصیات طبیعت را استقلالی باشد نبود یعنی بسبب سقف وجدار نبودن این خانۂ خاک از حوادث زمانیہ و تغیرات امکانیہ مصؤن و محفوظ نبود دیگی دیدیم بر طاق بلند نہادہ کہ بہیچ وجہ و حیلہ دست بآن دیگ نمی رسید مراد از دیگ طبیعت است کہ در آن استقصات متخالفۃ الکیفیات را مزاجے و اتحادے حاصل آید باز از یکدیگر جدا نمیشوند تا حکم اقتضاے مشیتہ الہیہ بر آنہا صادر گردد مراد از طاق بلند فلک نفس است چنانچہ حکیم مجریطی گفتہ کہ فلک نفس درمیان چار افلاک واقع شدہ و بالاے او دو افلاک روشن و مہذب و آن ہیولاے اولی و عقل است و تحت او دو افلاک مظلمہ رذلہ کہ آن طبیعت و عنصرست پس اگر غالب گردید آثار ہر دو فلک اعلی کہ نیرہ فاضلہ سعیدہ اند مصیر و مستقر آنہا فردوس اعلی است و نفس از ان مستمد و منبعث گردد و اگر غالب گردید آثار ہر دو فلک مظلمہ رذلہ کہ مصیر و مستقر آنہا نار سفلی است نفس مستمد و منبعث از ان گردد و ابداع نفوس بہیمیہ و نباتیہ و جمادیہ نہ از عقل مستمد میگردد و نہ از ہیولاے عالیہ کہ در آنہا جا علیت این ہر سہ نفوس نیست البتہ ہر دو فلک اسفل کہ طبیعت و عنصرست مصیر و مستقر اینہا خاک است و خاک از ینہا منبعث و مستمد می گردد بتقدیر عزیز علیم پس طبیعت دیگ است کہ بالاے طاق بلند کہ آن فلک آخرست نہادہ اند و بر استحصال طبیعت کریمہ ہیچ حکیمی را قدرتے حاصل نیست مگر از فیضان قوت وہبیہ باریتعالی جلشانہ چہار گز زیر پاے کندیدیم تا دست بآن دیگ رسید چون حصول طبیعت کریمہ از نفس ناکیہ بغیر از استقصات محال بود بمقدار گنجایش چہار عناصر کہ زیر فلک آخرند تدابیر حکمیہ

نکنند از نفس فلکیہ حصول طبیعت کریمہ کہ آن طبیعۃ خاصہ است نمیتوان کرد و مراد از
کندیدن این است کہ چون حکما خواہند کہ استحصال طبیعتہ کریمہ کنند حفرہ میکنند
و در آن حفرہ تعفین تحصیل طبیعتہ کریمہ می نمایند فافہم چون شکار پختہ شد
شخصے از بالاے خانہ بیرون آمد و گفت کہ بخش من بدہید
کہ نصیب مفروض دارم چون طبیعتہ کریمہ با چہار عنصر مزاج گرفت
نفس طبیعیہ از بالاے نفس فلکیہ فرود آمد کہ من نصیب مفروض دارم یعنی
بقدر استعداد و قابلیت من بخشے باید داد پس اول نصیبے از نفس نباتی
گرفت و در نمو آمد برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود استخوان
شکار از ان دیگ بر آوردہ بر تارک وی زد یعنی روح حیوانی
کہ در کمین طبیعت نشستہ بود و در دیگ نفس طبیعت پختہ و باہم مزاج یافتہ سخت
مثل استخوان گردیدہ بود بر تارک وی یعنی نفس نباتی کہ از دیگ طبیعت حصہ
خود طلب میکرد زد یعنی بر نفس نباتی روح حیوانی غلبہ نمود درخت زرد
آلو از پاشنہ پاے وے بیرون آمد مراد از زرد آلو بمناسبت
زردی ہمان زر ست کہ مرد برہنہ را در آستین بود و از لفظ زرد ہم زر بتخفیف
دال حاصل می آید یعنی زر حقیقت وجود یعنی مراحل اسمیہ و منازل رسمیہ
بذوات مختلفہ و صفات متشخصہ از زر زرد آلو شد و مراد از درخت منشعب شدن
حقیقت واحدہ از اصلیت خود بفرعیت متنوعہ است تا آنکہ صورت درخت زرد
آلو گرفت و از پاشنہ پاے یعنی از زیر پاے آنکس طبیعت کہ از بالاے نفس
فلکیہ فرود آمدہ بود بیرون آمد بر سر آن درخت رفتیم یعنی ترقی کردیم از
نفس نباتی بعالم حیوانی خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن آب میدادند
خربزہ از اثار تحصیل الکیفیتہ است و لذیذ ترین میوہا ست و مراد اینجا نفس انسانیست

کہ مشتمل بر حیوانیت و ملکیت است و بہر جانب کہ خواہد میل میگزد و چنانکہ گفتہ اند ؎

آدمی زادہ طرفہ معجونیست ‌‌ ‌‌ کز فرشتہ سرشتہ و ز حیوان
گر کند میل این شود بہ ازین ‌‌ ‌‌ ور کند قصد آن شود بہ ازان

یعنی بعد از وصول بعالم حیوانی بعالمے رسیدند کہ دران عالم خربزہ کاشتہ بود یعنی تربیت نفس انسانی میکردند و آب بفلاخن میدادند یعنی از عالم قدس کہ دور ترین عالم طبیعت است بفیضان قدسیہ الہیہ آب میدادند ازان درخت بادنجان فرود آوردیم یعنی نفس انسانی آثار عالم طبیعت گرفت اور البصورت بادنجان یافتیم کہ کثافت داشت و قلیہ زردک ساختیم و باہل دنیا گذاشتیم چون بادنجان کثیف و زردک لطیفست ازین ہردو قلیہ ساختیم یعنی باہم مزاج دادیم و براے اہل دنیا گذاشتیم تا ذائقہ لطافت و الم کثافت باستعداد طبیعی خود دریابند چندان بخوردند کہ اماسیدند بشہوات و مذوقات دنیا چندان پرداختند کہ تو گوئی آماسیدہ اند ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن ‌‌ ‌‌ نے متاع و نقرہ و فرزند و زن
اہل دنیا کافران مطلق اند ‌‌ ‌‌ روز و شب در زق زق و در بق بق اند

پنداشتند کہ فربہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت دانستند کہ این آماسیدن فربہی است حالانکہ بوفور حب جاہ و شہوات دنیا دیہ در حقیقت فربہی ایشان آماسیدن بود بحدے کہ خانۂ تن برایشان تنگ گردیدہ بود کہ بیرون نتوانستند رفت یعنی خود را در کدورت ہواہے نفسانی و رواجس حیوانی چنان مشغول و محبوس گردانیدند کہ دنیا برایشان تنگ شد و در آنجا بہ نجاست ماندند یعنی در آلائش دنیا آلودہ ماندند

وما بہ آسانی از کید ایشان بیرون آمدیم یعنی ما چہار برادر در منازل تنزلات و مراتب تعینات کہ مختلف من حیث الظہور بودیم در آخر کار از عالم امر روح مجرد گردیدہ در خانۂ تن قرار گرفتہ بودیم از ونایس کل و نقائص کل ہوس از مشغولیات جسمانی کہ موجب حیرانی و سرگردانی بود بیرون آمدیم بآسانی و از کید ایشان فارغ گشتیم **و بر در خانہ خفتیم و بسفر روان شدیم** یعنے چندے بر در خانۂ تن بغفلت توقف کردیم چون بیدار شدیم شعور حقیقت خود ما را بسفر عالم قدس آمادہ کرد پس بمقر اصلی خود باز گشتیم کہ کل شئ یرجع الی اصلہ **ارباب حقیقت و اولوا الالباب معرفت سر خیالات باز نمایند** یعنے ارباب کشف وتحقیق و اصحاب رشف و تدقیق کہ کاملان علم حقایق و واصلان معانی دقایق اند سر این سخنان مرموزہ باید گفت اینست کہ در آخر رسالہ حضرت قطب المحققین وقدوۃ المدققین حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز حسینی فرمودند رحمتہ اللہ علیہ۔

خلاصۂ این کلام دقایق انتظام وحقایق پیام آنست کہ وجود حقیقی کہ در حقیقت ہمہ وجودات ظل وجود ذات اویند در جمیع منازل و مراتب بحکم اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ساریست و در تمام مظاہرات کو نیہ بشیون مختلفہ کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِیْ شَاْنٍ دایر۔ واول وجود با جود حق از نہانخانۂ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً با بر بساط ظہور فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ نہاد یعنے در حرم کبریائی خود کہ مرتبہ احدیہ ذاتیہ است خود بخود بازی عشق می باخت و بحب ازلی و عشق لم یزلی اظہار رنگین جامہ خود فرمود کہ آن عبارتست از حقیقت محمدیہ کہ عرفا این را مرتبۂ احد بہ جمع میخوانند یعنے وجود من حیث الحقیقتہ احدیہ بحضہ ذاتیہ بود منزہ از جمیع اسما وصفات من حیث التعین و ذات احدیہ ازلاً و ابداً در تجلی بود در غیب مطلق کہ سر

ذات اوست و با ہر موجود وجہ احدیت است کہ سبب بقا و حیات ہر موجود است
بلکہ عین جمیع موجودات بود من حیث التعین و الظہور و حقیقت کل وجہ احدیت
بود کہ صفت حیات و بقاے ایشانست و رجوع حقایق جمیع موجودات بدین
حضرت تقدس و تعالی ست۔ و در مرتبہ احدیت من حیث الذات جمیع اسما و
صفات متحد بالذات بودند و معرفت چگونگی این ذات از حیثیت تجرد از
نسب و اضافات انوار عقول و شوارق نفوس در نیابد۔ بعد از طی مراحل
تنزلات خود بمرتبہ خَلَقْتُ الخلق عالم کثرت را محل مظاہر صفات کونیہ خود
فرمود۔ و ماہیت کلیہ کہ محل ظہور ظل الہیہ است از مرایاے صور اعیان ثابتہ
تجلی کرد و اعیان ثابتہ مرایاے اسماے الہیہ اند و اسماے الہیہ متعددہ
اند بتعدد صفاتیہ و واحد اند با حدیت ذاتیہ و مجموع موجودات علویہ و سفلیہ مستفیض
اند از فیض وجود واجب الوجود و جمیع ذات کائنات آئینہ ظہور اسما و صفات
حق اند و انسان کامل جامع جمیع حقایق عالم و حافظ اسرار الہیہ و کمالات
کونیہ است ؎

کُلُّ الجَمَالِ غَدَا لِوَجْهِكَ مُجْمَلًا لٰكِنَّهُ فِي العَالَمِيْنَ مُفَصَّلًا

و بسبب نشاء عنصریہ آخر موجوداتست و بحیثیت جسم اشرف موجودات و بتاثیر
روح اکرم ارواح و حجت بر ملایکہ است ؎

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ لُبُّهُ وَلَطِيْفُهُ مُسْتَوْدَعٌ فِي هٰذِهِ المَجْمُوْعَةِ

اینست آنچہ ما ارادہ کردہ بودیم واللہ اعلم بالصواب و در آخر این شاہد نظر نگار
نامہ را بزیور نظم آراستہ می کنم تا جمال باکمال او بجلوہ گریہاے گوناگون دل از
دست عاشقان برباید اگرچہ عروس خوبروئے احتیاج آسایش زیورے
ندارد اما مشاطہ شوق طبیعت را عادت آنست کہ شاہدے را بہزاران ہزار

زیور می آراید تا خود زیور ازان به آراستگی سر بر آرد ـــــ
بزیورہا بیارائید خوبان بہر دقتے ‌ ‌ ‌ ‌ توسیمین تن چنان بودی کہ زیورہا بیارانی

مثنوی شکار نامہ

ما کہ باہم چہار خوانیم ‌ ‌ ‌ ‌ راز اسماد سر اکوانیم
گرچہ ہستیم در شمار چہار ‌ ‌ ‌ ‌ فی الحقیقۃ یکیم وہم بسیار
ہر کجا ما بہم رویم ہمہ ‌ ‌ ‌ ‌ بی ہمہ باہمہ شویم ہمہ
ہمہ و باہمہ و بی ہمہ ایم ‌ ‌ ‌ ‌ ہر طرف خویش رمان زیر ہمہ ایم
چار یکدل برادران حبیب ‌ ‌ ‌ ‌ ہر یکے از یکے بعید و قریب
گرچہ ما بودہ ایم یارے چند ‌ ‌ ‌ ‌ صورت آرائے اعتبارے چند
ہر چہاریم ما خوشش ازنہ دہ ‌ ‌ ‌ ‌ فارغ از امتیاز ہر کہ و مہ
نہ دو ما زدو جہان برتر ‌ ‌ ‌ ‌ بلکہ از ہفت آسمان برتر
مثل این نہ بہشت شبہت بود ‌ ‌ ‌ ‌ ہشت جنت بدین صفت بنود
سہ تن از ما ند اشتند بہ تن ‌ ‌ ‌ ‌ جامہ کان پوششے بود بہ بدن
یک برادر برہنہ بود ہمہ ‌ ‌ ‌ ‌ خویشتن را ہمی نمود ہمہ
این برہنہ برادر دلریش ‌ ‌ ‌ ‌ باوجود برہنہ بودن خویش
داشت در آستین بصد ہنرے ‌ ‌ ‌ ‌ قیمت کائنات درج زرے
پس برفتیم جانب بازار ‌ ‌ ‌ ‌ بود در وے عجائب بسیار
تا زبہر شکار تیر و کمان ‌ ‌ ‌ ‌ بخریدیم و در دویم در میدان
از قضا ہر چہار کشتہ شدیم ‌ ‌ ‌ ‌ کشتہ کشتہ تمام پشتہ شدیم
باز برخاستیم بست و چہار ‌ ‌ ‌ ‌ از تہ پشتہ ما ہمہ یک بار

طرفه دیدیم ما چهار کمان ناقص افتاده جمله پیش دوکان
زان یکے را نبود دو حانه بود هم از دو گوشه بیگانه
چه کمانے چو خاطر درویش گوشهٔ و خانهٔ نداشت بخویش
آن برهنه برادر زردار بخرید این کمان بقصد شکار
تیر بایست از برائے کمان چار تیر شکسته گشت عیان
پر و پیکان نداشت زان یک تیر آن خریدیم ما بصد تدبیر
پس برفتیم جانب صحرا بهر صیدے کنیم تا پیدا
طلب صید کرد سرگشته سعی کردیم دشت و در گشته
طرفه دیدیم چار آهوے اندران دشت بی تگ و پوے
زان سه بودند مرده یک بیجان بر سر خاک او فتاده عیان
آن کمان کش برادر زردار تیر انداز بے خطا هشیار
به کمانیکه بود نادره کیش گوشهٔ و خانهٔ نداشت بخویش
تیر کان بود بی پر و پیکان زد بران آهوے که بد بیجان
رسنے بهر بندمی بایست یعنے اکنون کمندمی بایست
تا بفتراک صید بر بندیم رخت خود پس سوی دگر بندیم
ناگهان یافتیم چار کمند سه ازان پاره پاره بود ز بند
یک ازان دو کرانه نیز نداشت چه کرانه میانه نیز نداشت
صید را ما به بند افگندیم درمیان کمند افگندیم
نه کرانه میانه به کمند آهوے صید گشته اندر بند
خانه بهر قیام می بایست بهر پخت طعام می بایست
تا در آنجا نه صید را بپزیم آهوے صید کرده را بپزیم

پختہ سازیم صید گشتہ شکار　　بعد پختن بیاوریم بکار
ہر طرف بہر خانہ گردیدم　　پیش خود چار خانۂ دیدیم
سہ ازان بود درہم افتادہ　　یکۂ ز دیوار و سقف بُد سادہ
اندران خانہ در شدیم ہمہ　　بی محابا درآمدیم ہمہ
بود درخانہ طرفہ طاق بلند　　برتر از آسمان بہ پیوند
تا سر طاق دست کس ز نہار　　زسیدے بجیلۂ بسیار
پس مغاکے بپای کندیدم　　چار گز تا بلند گردیدیم
دست ما تا فراز دیگ رسید　　پختہ شد آن شکار حسب امید
شخصے از بام خانہ شد نازل　　از پئے بخش خویش مستعجل
بہ نصیبے توان نمود قریب　　گفتہ اند اینکہ النصیب یصیب
درکمین بد برادر کاہل　　دست در دیگ کرد بس عاجل
استخوانے برون ز دیگ آورد　　سوے او باز التفاتے کرد
زد بشوخی تبارک سرِ وے　　نخل سنجد برآمد از بر وے
یعنے از پاشنہ ہنالے رست　　خوش ہنالے بصد کمالے رست
بر سر یکدرخت زرد آلو　　رکشتہ بودند خربزہ بہمو
بہ فلاخن کہ آب میدادند　　بو العجب آب و تاب میدادند
ما رسیدیم بر فراز درخت　　پس فرود آمدیم با ہمہ رخت
قلیۂ زردک از برای جہان　　ساختیم آن لذیذ تر از جان
اہل دنیا تمام ز خوردند　　تن بصد فربہی برآوردند
فربہی در حقیقت آماسے　　تنگ شد خانہ بر تن از یاسے
حال خود را چو باز دانستند　　سعی کردند تا توانستند

تنگ شد خانہ بینوا ماندند | در نجاست بخانہ واماندند
ما زہر کید رازدان گشتیم | برون از قید آن مکان گشتیم
جہد کردیم تا باآسانی | ما برآئیم خوشش بجولانی
برون از خانۂ خراب شدیم | فارغ از جملہ اضطراب شدیم
بر در خانہ چند کے خفتیم | باز ترک تمامتر گفتیم
چون بعزم وطن کمر بستیم | بسفر رخت خویش بر بستیم
ما نہ بارے بسر گران رفتیم | بسلامت ازیجہان رفتیم
تا چہ بودست ای اولی الالباب | باز گوئید راز ش از ہر باب
نظم کردست آخگر مسکین | آنچہ در نثر گفتہ خواجۂ دین
خواجہ در خواجگان حق ممتاز | قدوۂ روزگار بندہ نواز

رحمت حق بروح او بادا
روح ما را فتوح او بادا

غلط نامہ مجموعہ یازدہ رسایل حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۷	بُنیوْرِ	بنُوْرِ	۲۸	۲۰	زبین	زمین
۴	۴	موہیت	موہبت	۲۹	۹	وپرا	ویرا
۴	۱۲	رِعرفت	عِرفت	۳۲	۱۲	بَدُاللهِ	یَدُاللهِ
۴	۲۰	نکل	وکل	۳۳	۷	بگذاردم	بگذارم
۵	۹	دزدرا	دردرا	۳۳	۲۰	خلقے	خلفے
۱۰	۱۱	قَوْسَیْنَ	قَوْسَیْنِ	۳۴	۸	ماشد	باشد
۱۲	۶	کوئی	گوئی	۳۷	۱۳	گردید	کردید
۱۳	۵	استکبار	استنکار	۴۱	۱۸	ازبود ورائے	ازبود بود ورائے
۱۳	۱۰	درات	ذرات	۴۶	۱۰	وسلم واشب	وسلم راشب
۱۳	۱۴	حاستہٗ	حاسۂ	۴۶	۱۱	میکند	میکنند
۱۴	۲۰	عنّ	عن	۴۹	۱	ائی	آئی
۱۶	۱۸	وعاصٰی	وعاصی	۵۷	۲۰	گردانیہ	گردانید
۱۷	۴	وازروے	وازوے	۶۱	۳	حض	خص
۱۷	۱۴	مخالفته	مخالفة	۶۱	۳	خلفاءراشدین	خلفاءالراشدین
۲۱	۱۵	مرعلہ	مرحلہ	۶۲	۲۰	گرداند	گردانید
۲۱	۲۱	لَنَفِدُ	لَنَفِدَ	۷۰	۱۹	وبے	وے
۲۳	۸	بحت	بحب	۷۴	۱۰	ندارت	ندارد
۲۴	۱۳	السیرلله	السیرللّٰه	۷۶	۲	نسخے	سخنے
۲۸	۱۱	گرد	کرد	۸۵	۲	محبت حق اختیار	محبت حق واختیار

غلط نامہ مجموعہ یازدہ رسایل حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۰۴	۱۸	برسرا سرانہ	برسرا سرار	۱۷۷	۱۴	چہارم عالم	چہار عالم
۱۰۵	حاشیہ	دے ولحہ	دے ولمحۂ	۱۸۰	۱۴	وَلَاُمَنِّیَهُمْ	وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ
۱۱۰	۱۴	تصورلن	تصورکن	۱۸۸	۱۷	چہارراہ	چہارم راہ
۱۱۶	۶	وَسِعَتْ	وَ سِعَتَ	۱۸۹	۱۲	جزمی	جزئی
۱۱۹	۱	کاستراۓ	کاستواۓ	۲۰۰	۱۸	ماالجمیع	ما الجمیع
۱۲۲	۶	ہرایک	ہریک	۲۰۲	۱۲	فَتَجَلّٰی رَبُّهٗ	فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ
۱۲۶	۱۴	بنشیذ	بنشیند	۲۰۲	۱۲	فَجَعَلَهٗ	جَعَلَهٗ
۱۲۷	۲۱	ابدالایان	ابدالان	۲۰۷	۱۷	جمل	جعل
۱۲۸	۲۰	بیکون الواو	بسکون الواو	۲۱۰	۱۰	جبیعتہ	طبیعت
۱۳۱	۱۱	. اےھِیْنَ	اے ھِیْنَ	۲۱۴	۱۴	نفوت	نعوت
۱۳۵	۷	دورو	دردو	۲۱۴	۱۷	بردید	بروید
۱۴۷	۱۸	ضعیف	ضعف	۲۱۶	۸	نداشتن	نداشتن
۱۵۰	۹	یاترا	تاترا	۲۱۶	۱۵	شُفرت	شَفرت
۱۵۰	۲۱	ندشت	نداشت	۲۱۷	۱۶	تکمل	تکمیل
۱۵۳	۳	حسن	حسنؑ	۲۱۷	۱۷	راست این	سعت این
۱۵۶	۳	ودوونداشت	ودوخانہ نداشت	۲۲۲	۱۱	یقی	فیض
۱۵۶	۱۳	وتیراندازان	وتیرانداز ازان	۲۲۴	۱۶	بودربند	بودزبند
۱۵۹	۶	مزاج	مزاح				
۱۶۶	۱۸	توی	قوی				

حافظ محمد حامد صدیقی
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ نے
انتظامی پریس حیدرآباد
میں چھپواکر دفتر کتب خانۂ روضتین گلبرگہ سے شائع کیا

ملنے کا پتہ
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین۔ گلبرگہ
قیمت کتاب ۱۲/